پنجابی ادب کی مختصر تاریخ

میری لائبریری
(۶۵)

پنجابی ادب کی مختصر تاریخ

میری لائبریری
(۶۵)

پنجابی زبان کی تاریخ پر ہماری قومی زبان میں
آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی پنجابی زبان
میں عبدالغفور قریشی و منشی مولا بخش کی
کتابیں کافی ضخیم ہیں لیکن ان میں بھی فقط
حصہ نظم سے بحث کی گئی ہے نثر و اصناف نثر
کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اردو میں ایک جامع تاریخ ادب کی ضرورت
محسوس ہوتی تھی۔

"پنجابی ادب کی مختصر تاریخ" میں پنجابی ادب
کے ہر پہلو کے متعلق مکمل اور سیاسی حالات
کے حوالے سے مکمل بحث کی گئی ہے اور
کتاب میں وہ تمام معلومات آ گئی ہیں جو کسی
زبان کی تاریخ کے لئے ضروری ہیں۔

فہرست

حصّہ سوم —

حصّہ چہارم — (نثر)

ابتدائیہ

آج سے نصف صدی قبل باوا بُدھ سنگھ صاحب اگزیکٹو انجینئر لاہور کو پنجابی ادب پر لکھنے کا خیال آیا۔ انہوں نے ۱۹۱۳ء میں ہنس چوگ سے اس کام کی بنیاد رکھی۔ پھر ۱۹۱۶ء میں کوئل کو اور بعد میں پپیہا بول اور پریم کہانی یکے بعد دیگرے چار مجموعے ترتیب دیئے۔ جن میں پنجابی شعراء کا حال لکھا — ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی سابق ریڈر پنجابی اورنٹیل کالج لاہور نے "اے ہسٹری آف پنجابی لٹریچر" انگریزی زبان میں لکھی۔ اس کے بعد اب تک اس موضوع پر کافی کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مثلاً :-

۱۔ پنجابی زبان دی جان پچھان	ڈاکٹر سریندر رنرولا۔
۲۔ پنجابی ادب دی تاریخ	پروفیسر سریندر سنگھ کوہلی
۳۔ ساڈے پرانے کوی	ایس۔ ایس مُول
۴۔ پنجابی کہانی	گورمکھ سنگھ جیت
۵۔ پنجابی ناول	سرجیت سیٹھی
۶۔ پنجابی ادب	محمد سرور
۷۔ پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ	عبدالغفور قریشی،

۸۔ مہکدے پھُل — فقیر محمد فقیرؔ

۹۔ پنجابی شاعراں دا تذکرہ — منشی مولا بخش کشتہؔ

۱۰۔ پنجابی شہ پارے — سلطان محمود

۱۱۔ پنجابی صوفی پوئٹس — مس راما کرشنا لاجونتی (انگریزی)

۱۲۔ پنجابی زبان دی مختصر تاریخ — ڈاکٹر موہن سنگھ

ان میں سے صرف دو کتابیں اردو زبان میں لکھی گئیں۔ سرورؔ صاحب کا پنجابی ادب اور سلطان محمود صاحب کے 'پنجابی شہ پارے' ان کے سوا پنجابی زبان کی تاریخ ہماری قومی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ پنجابی زبان میں عبدالغفور قریشی اور منشی مولا بخش صاحب کی کتابیں کافی ضخیم ہیں لیکن اُن میں بھی صرف حصۂ نظم ہی سے بحث کی گئی ہے، نثر اور اصناف نثر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اردو زبان میں ایک جامع تاریخ ادب کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب اِسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے لکھی گئی ہے۔ یہ تاریخ حقیقت میں اُس جامع اور مفصل کتاب تاریخ ادب پنجابی کی تلخیص ہے جس میں پنجابی ادب کے ہر دور کے متعلق ملکی اور سیاسی حالات کے حوالے سے مکمل بحث کی گئی ہے۔ یہ مفصل تاریخ پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ یہ اطمینان ضرور ہے کہ اِس تلخیص میں وہ تمام ضروریات فراہم کی گئی ہیں جو کسی زبان کی تاریخ کے لئے ضروری ہیں۔ تلخیص کی تیاری میں محترم دوست حکیم محمد علی صاحب فائقؔ ہمدردی بھی شریک رہے۔

اِس بات کا دعویٰ نہیں کہ یہ تاریخ ہر لحاظ سے مکمل اور خامیوں سے مبرا ہے۔ بہر حال اپنی سعی کوشش کی گئی ہے۔ اِس میں مجھے کہاں تک کامیابی ہوئی، قارئین خود فیصلہ کریں گے۔

مفصل تاریخ کی تیاری میں سات سو کے قریب کتابوں سے استفادہ کیا گیا تھا۔
یہ کتاب اسی تفصیل کا اجمال ہے۔ اس کے آخر میں اختصار کی خاطر کتابیات کی فہرست
درج نہیں کی گئی۔

اِس مسودے پر ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے نظرِ ثانی کی ہے۔ جس کے لئے میں
ان کا ممنون ہوں۔

اس کے علاوہ جناب شہباز ملک کا بھی خاص طور پر ممنون ہوں کہ جدید پنجابی
ادب کے بارے میں ان کی معلومات سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

محمد آصف خاں صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان کے بعض مقالات سے بھی میں
نے استفادہ کیا گیا۔

گوجرانوالہ
ستمبر ۱۹۶۲ء

قریشی احمد حسین احمد
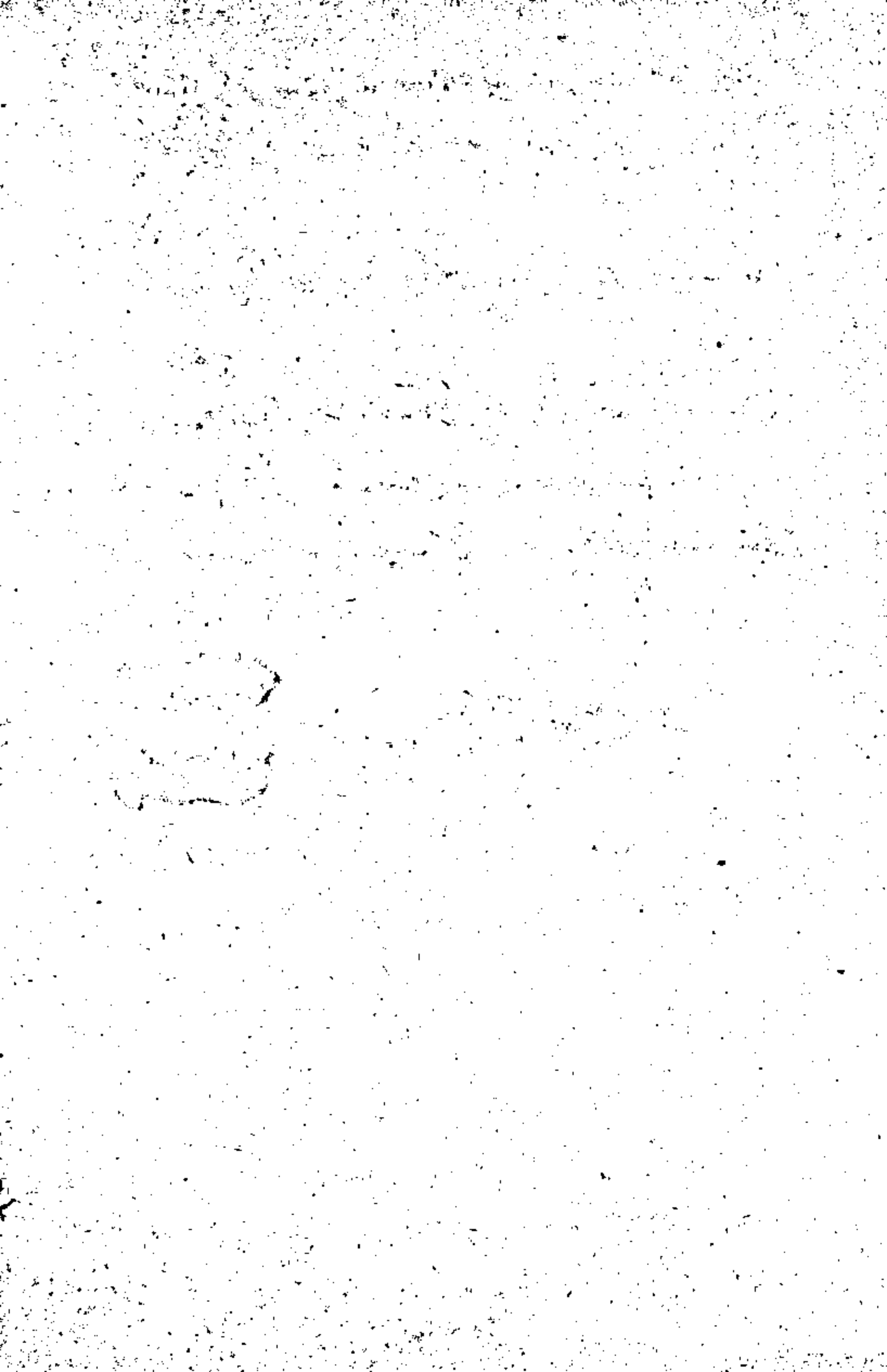
حصّہ اوّل

۱۔ تاریخی پس منظر
۲۔ رسم الخط کا مسئلہ
۳۔ زبان کی قسمیں

پنجابی زبان کی مختصر تاریخ

پنجابی زبان سے عام طور پر وہ زبان مراد لی جاتی ہے جو پانچ دریاؤں کی وادی میں بولی جاتی ہے۔ اس کا یہ مفہوم بہت وسیع ہے۔ کیونکہ ہند و پاکستان کی سرزمین جس میں پنجاب کا خطّہ شامل ہے بہت پرانی تاریخ کا حامل ہے جس میں صدہا تہذیبیں گذریں اور ہزارہا بولیاں مروج ہوئیں۔

لیکن یہاں پنجابی زبان سے وہ زبان مراد نہیں جو ان تمام تہذیبوں پر حاوی ہے۔ اس جگہ پنجابی سے مراد وہ پنجابی زبان ہے جو ہم آج کل بولتے ہیں۔ موجودہ پنجابی زبان کی تاریخ اتنی پرانی نہیں جس قدر کہ ہند و پاکستان کی تاریخ پرانی ہے جس میں "موہن جو دارو، ہڑپہ اور ٹیکسلا" وغیرہ کی تہذیبیں بھی شامل ہیں۔ تاہم پس منظر کے طور پر ابتدا میں پاک و ہند کی قدیم زبانوں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

ہند و پاکستان کی باقاعدہ اور مربوط تاریخ آریہ قوم کی ہندوستان میں آمد سے شروع ہوتی ہے۔

اس زمانے میں ویدی سنسکرت میں چاروں وید تصنیف ہوئے۔ رگ وید، یجروید، اتھروید، سام وید ــــ ان میں رگ وید سب سے قدیم ہے اور آریاؤں کے اس دور کی یادگار ہے جب یہ قوم اس خطے میں رہتی بستی تھی۔ جو پنجاب کا علاقہ کہلاتا ہے۔ تاریخی عمل نے اپنا آپ دکھایا تو اشوک کے زمانے تک مقامی پراکرتوں نے اہمیت حاصل کر لی۔ پھر کلاسیکی سنسکرت کا دور آتا ہے مسلمانوں کی آمد سے کچھ قبل پراکرتوں نے پھر سر اٹھا لیا۔

مسلمانوں کی آمد سے فارسی اور عربی نے ہند و پاکستان کی تہذیبی زندگی میں دخل حاصل کیا۔ اس کے نتیجے میں جو آمیزہ تیار ہوا اُسے اس دور کے مصنفین نے 'ہندوی' کے نام سے یاد کیا ہے۔ دورِ حاضر کے محقق ہند و پاکستان کی اس دور کی زبانوں کو اپ بھرنش (بابگڑی بولی) کے نام سے یاد کرتے ہیں اس ادب کے ابتدائی شعراء میں مسعود سعد سلمان کا نام لیا جا سکتا ہے۔

اس کے رحمٰن کی سنیہہ راسک اور خسرو کی بعض منظومات کا ذکر آتا ہے۔ خسرو کے کلام کے جو نمونے ہم تک پہونچے ہیں وہ غالباً بہت کچھ بدلی ہوئی شکل میں ہیں اور ان سے کوئی تسلی بخش لسانی نتیجہ نکالنا مشکل ہے۔ پرتھوی راج راسا جو چند بردئی سے منسوب ہے، در اصل اکبری دور کی تصنیف ہے اور اسے پرتھوی راج اور معز الدین محمد بن سام کے زمانے کی قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔

سلطانی دور کے آخر میں فارسی کی جگہ ایک بار پھر مقامی زبان کا پلہ بھاری

ہو جاتا ہے۔ بابر کے حملے نے حالات کو کچھ بدل دیا۔ اور اس کی سرکاری اور مرکزی حیثیت مستحکم ہو گئی۔ لیکن مقامی زبانوں کی ترقی جاری رہی۔ بابر کے زمانے کے گرد و پیش پنجابی ادب کے آثار ملنے لگتے ہیں۔ یہ زمانہ پاک و ہند کی تاریخ میں صوفیانہ رجحانات کے لئے اہم ہے بھگتی کی تحریک نے اسی زمانے میں جنم لیا۔ آدی گرنتھ بھی اسی تحریک کی یادگار ہے۔

بھگتی کے سرکردہ گورو نانک ہیں۔ ان کے اشلوک ہم تک پہنچے ہیں جس سے اُس زمانے کی زبان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں آدی گرنتھ ہی کو پنجابی ادب کی پہلی باقاعدہ کتاب سمجھنا چاہیئے۔ اس سے قبل کے ادب کے جو نمونے ہمیں ملتے ہیں ان میں سے بعض کو بعد کے دور کا ماننا زیادہ صحیح ہو گا اور بعض اُس مشترک زبان کے ابتدائی نمونے ہیں جو پنجابی کی ماں ہے اور جسے اِس دور کے مسلمان ادبا' ہندوی' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ پنجابی زبان کو ناتھ جوگیوں کے عہد سے شروع کرتے ہیں جس کی ابتدا ۸۰۰ء سے ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں موجودہ پنجابی زبان کی ابتدا جوگیوں کے عہد سے نہیں ہوتی بلکہ گورو صاحبان کے عہد سے ہوتی ہے۔

گرنتھ کا اِس لحاظ سے پنجابی زبان کا نقش اول سمجھنا چاہیئے۔ اِس میں زیادہ تر گورو نانک صاحب کا کلام درج ہے۔ بابا صاحب پنجابی زبان کے پہلے شاعر ہیں۔ گورو گرنتھ صاحب میں ان کے علاوہ دیگر گورو صاحبان کا صوفیانہ کلام بھی موجود ہے جس کو گورو ارجن دیو نے ۱۶۰۴ء (۱۶۶۱ بکرمی سمت) میں جمع کیا۔

اِس مذہب کی دوسری مذہبی دستاویز دسم گرنتھ ہے۔ لیکن قدامت کے لحاظ

سے آدی گرنتھ ہی کو اہم سمجھنا چاہئے۔

زبان کی اقسام

اس سے قبل کہ گورو گرنتھ صاحب کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ یہ ضروری ہے کہ اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ یہ ایک طویل بحث ہے۔ زبان پر آب و ہوا اور لوگوں کی آمد و رفت کا اثر ہوتا ہے۔ شاید اسی اصول کے پیش نظر کہا جاتا ہے کہ ہر بارہ کوس کے فاصلے پر زبان بدل جاتی ہے۔ پھر پنجاب میں جہاں آئے دن نو وارد حملہ آور مختلف ممالک سے آتے رہے، یہاں زبان میں تفاوت ضروری تھی۔ اور اس زبان کا اختلاف اور علاقہ بندی مندرجہ ذیل ترتیب سے کی جاتی ہے۔ اور پنجابی زبان کو مندرجہ ذیل گیارہ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ ماجھی:۔ وہ زبان ہے جو لاہور، امرتسر اور گورداسپور کے علاقہ میں بولی جاتی ہے۔

۲۔ دوابی:۔ یہ زبان جالندھر، کپورتھلہ اور ہوشیارپور کے اضلاع کی زبان ہے۔

۳۔ پوادھی:۔ حصار، انبالہ، پٹیالہ اور ریاست جیند کے لوگوں کی زبان ہے۔

۴۔ مالوئی:۔ فیروزپور، لدھیانہ، فرید کوٹ اور مالیرکوٹلہ کے لوگ یہ زبان بولتے ہیں۔

۵۔ مغربی پنجابی:۔ گجرات، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، لاہور، منٹگمری اور بہاولپور والوں کی زبان ہے۔

۶۔ بھٹیانی:۔ حصار اور بیکانیر کے راٹھے، اور فیروزپور کے راٹھور بولتے ہیں۔

۷۔ ڈوگری:۔ جموں اور کانگڑے کی بولی کا نام ہے۔

اِن سب میں سے بھٹیانی بولنے والوں کی تعداد بہت کم اور ماجھی بولنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۸۔ لمبی یا ماجھی:۔ ماجھا سے آگے راوی پار علاقہ ساندل بار کی زبان ہے

۹۔ جانگلو:۔ ساندل بار اور نیلی بار کے علاقہ کی زبان ہے جس میں منٹگمری اور پاک پٹن کے علاقے آتے ہیں۔

۱۰۔ ملتانی:۔ کہا جاتا ہے پنجابی کی بنیاد ملتان کے علاقہ میں رکھی گئی۔ بہرحال پنجابی زبان میں ملتانی زبان ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

۱۱۔ لہندی:۔ پوٹھوار، آزاد کشمیر، ہزارہ اور کیمبلپور کے علاقہ کی زبان کو کہتے ہیں راولپنڈی اور جہلم کے علاقے اسی کے زیرِ اثر ہیں۔

رسم الخط

گورو نانک صاحب کے بانوے ۹۲ سال بعد گورو انگد دیو صاحب نے بابا نانک کی بانی کو ایک نئے رسم الخط میں ڈھالنے کی کوشش کی اور انہوں نے لنڈے شاردا، اور ٹھاکری کو سامنے رکھ کر ایک نیا رسم الخط ایجاد کیا جو گورو کی مناسبت سے گورمکھی (یعنی گورو کے منہ سے نکلی ہوئی) کہلایا۔ اس کے بعد سکھ مت کا لٹریچر اسی رسم الخط میں لکھا جاتا رہا اور یہی رسم الخط سکھوں میں رائج رہا۔ دفتری زبان فارسی ہی تھی حتیٰ کہ سکھی عہد آیا۔ اس زمانے میں بھی فارسی ہی سرکاری زبان تھی۔ مذہبیات کے سبب گورمکھی رسم الخط بہرحال سکھوں میں رائج رہا۔ تاہم مسلمان مصنفین

اور شعراء اپنی کتابیں عربی اور فارسی رسم الخط میں لکھتے ہیں۔

شاہجہان اور اورنگ زیب؟ کے زمانہ سے ہی بعض نصاب ملتے ہیں۔ تدریس کے لئے کھرلی، رساگی نے ۱۰۵۰ھ میں ایزد باری، اُمید نے اللہ باری، خدا بخش نے ۱۰۶۰ھ میں نصاب ضروری اور گنیش داس نے صنعت باری لکھی۔ یہ کتابیں اُس زمانے کے نصاب تعلیم میں شامل تھیں اور یہ سب کتابیں فارسی رسم الخط میں لکھی ہوئی ملتی ہیں۔ رسم الخط کے ارتقاء کی صورت یہ رہی کہ سکھ اس کو اپنی مذہبی زبان سمجھ کر اس کو اپنی زبان تصوّر کرتے رہے۔ اس میں ماجھے کی زبان اور سنسکرت اور پراکرتی کا پلہ بھاری رہا۔ عربی رسم الخط میں تحریر کا سلسلہ جاری رکھا اور عربی، فارسی اور ترکی کے الفاظ اپنائے۔ اول الذکر سکھی پنجابی اور سکھی رسم الخط اور موخر الذکر اسلامی پنجابی اور عربی رسم الخط کہلائے۔

سکھی پنجابی ادبی کام کی کثرت کے سبب ایک معیاری ادبی زبان بن گئی۔ لیکن مسلمانی پنجابی میں مقامی لہجے اور بولیاں نمایاں رہیں اور اس کی کوئی واضح ادبی سطح (لسانی اعتبار سے) مدت سے قائم نہیں ہو سکی۔

حصّہ دوم

پنجابی نظم کی اقسام

پنجابی ادب میں نثر سے زیادہ نظم کا ذخیرہ موجود ہے۔ اِس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مختلف اصناف کا کچھ تعارف کرایا جائے۔

۱۔ **مذہبی شاعری**:۔ جس میں شرعیات یعنی مذہبی مسائل بیان کئے جائیں جس کو عبداللہ لاہوری، عبدالکریمؒ فقیر درزی اور حافظ برخوردار وغیرہ اصحاب نے فروغ دیا۔

۲۔ **صوفیانہ شاعری**:۔ جس میں تصوّف کے مسائل، اخلاق اور نیکی کی تعلیم دی گئی ہو۔ اِس میں گرو صاحبان کی شاعری، بابا فرید، مادھو لال حسین، حضرت سلطان باہوؒ، سید بُلھے شاہ جیسے بزرگ شامل ہیں۔

۳۔ **رومانی شاعری**:۔ اس شاعری میں عشقیہ قصص اور عشقیہ مضامین

آسکتے ہیں جس کو دمودر، احمد، پیلو، مقبل، وارث شاہ اور فضل شاہ جیسے شعراء نے فروغ دیا۔

۴۔ رزمیہ شاعری:۔ رزمیہ شاعری سے وہ شاعری مراد ہے جس میں جنگی مضامین اور جوانمردی کو ابھارا جاتا ہے۔ اِس میں جنگ نامے اور پنجابی کی واریں شامل ہیں۔ جن میں سے گورو ارجن دیو گورو گوبند سنگھ جنڈی دی وار مشہور ہیں ان کے علاوہ حقیقت رائے دی وار، چٹھیاں دی وار، دلابھٹی دی وار، ویرجو دی وار، نادر شاہ دی وار، شاہ محمد کے بینت اور دیگر جنگ نامے اِس موضوع کی اہم مثالیں ہیں۔

۵۔ مزاحیہ شاعری:۔ یہ اُس شاعری کا نام ہے جس میں طنز و مزاح یعنی ہنسانے والے تخیلات واضح کئے گئے ہوں۔ اِس فن کے اہم سخن آشناہ، جلہن مصدی، چرن سنگھ شہید اور ایشر سنگھ بیانے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں حکیم ناصر صاحب اِس موضوع کے لئے مشہور ہیں۔

اصنافِ سخن:۔

محولہ بالا اقسام کے علاوہ پنجابی شاعری کے بلحاظ فن مختلف انداز ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱۔ سی حرفی:۔ نظم کی وہ قسم جس میں الف سے لے کر ی تک ایک ایک حرف سے شروع کرکے جو مصرعہ بند لکھا جاتا ہے۔ عام سی حرفیاں بحرِ طویل میں ملتی ہیں۔ پرانے شاعروں کا اکثر کلام سی حرفیوں کی صورت میں دستیاب ہوتا ہے۔ نظم کی اس

صنف میں وہ عشقیہ مضامین اور تصوّف کے مضامین بیان کیا کرتے تھے۔ چونکہ فارسی میں حروف ابجد تیس ہیں اور جب پنجابی پر فارسی کا رنگ غالب آیا تو پنجابی شاعروں، خاص کر مسلمان پنجابی شاعروں نے اِسے خوب اپنایا۔ مثلاً

ج ۔ جا ڈٹھا سو ہنا بت خانے متھّے تلک ستے نفل قرآن وسدا
اِکّی ہتھ مالا، اِکّی ہتھ تسبیح نہ او ہندو تے نہ مسلمان وسدا
کیتا یار وادین قبول میں بھی، ایہدے وچ اسلام ایمان وسدا
محمد بوٹیا جلوہ یار سندا سانوں چمکدا وچ جہان وسدا

۲۔ **بینت**:۔ یہ وہی صنفِ سخن ہے جس کو فارسی میں بیت کہتے ہیں۔ سی حرفی کے ہر دو مصرعوں کو جب علحدہ علحدہ پڑھا جائے تو بینت کہلاتا ہے۔ وارث شاہ صاحب نے ہیر کا قصّہ بینتوں ہی میں لکھا ہے۔ مثلاً ؎

جیٹھ عینہ تے سیال لوں دامندی کنک ماہ وچ منج ہنیریاں نی
رونا دیاہ وچ، گادنا وچ سیلپے ستریں مجلساں کرن مندیریاں نی

۳۔ **چو مصرعہ**:۔ چار مصرعوں کے بند کو کہتے ہیں۔ یہ پنجابی زبان میں رباعی کے قائم مقام ہے۔ عموماً سی حرفی میں ہر ایک علحدہ حرف سے متعلق بند چو مصرعہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ؎

آوے یار تے بیٹھ کے گل کریے ایسے وچ خیال ٹُرے پٹیاں میں
پہلاں حُسن لُٹی، فیر عشق گُٹھی، لاہ سٹیاں زمین تے پٹباں ل میں
دُکھ دُکھ پیہن نمانی دے زخم سیتو! منہ تھکیاں پھٹاں تے پٹیاں میں
کدھرے بیٹھ تو ہیلے زرگرا وے: تیرباں یاد کریٹیاں پٹیاں میں

۴۔ فرد :۔ غزل کا مطلع چھوڑکر باقی اس کا ہر شعر اپنی اپنی جگہ پر فرد کہلاتا ہے ۔ مثلاً ؎

کم ظرفیوں رندتے شیخ دونوں ایک دُوجے تے جکڑ اچھالدے نیں
گلمے وِچ جبکہ پا کے مُنہ دیکھن، دونویں ننگے نے ایس حمام دے وِچ

۵۔ کامن :۔ پنجابی اصنافِ سخن کی ایک خاص قسم ہے جو عورتیں اکثر بیاہ شادیوں میں برات کے استقبال پر گاتی ہیں۔ ہر تین مصرعوں کے بعد ایک مصرع خاص طرز کا ہوتا ہے اور ہر بند کا آخری چوتھا مصرعہ دوسرے تمام بندوں کے ہر چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ اس چوتھے مصرعہ میں سارے بند کا نتیجہ ہے اور اس کا انداز خاص ہوتا ہے۔ مثلاً ؎

چڑھ چڑھ دے چناں! توں مُن کر روشنایاں کالیاں راتاں ساڈیاں رب مکانیاں
پرتے نیں دن رُتاں سوہنیاں آیاں چلیاں نیک ہوائیں
چلیاں نیک ہوائیں دے ہادیا تیریاں دُور بلائیں

۶۔ ڈیوڑھ :۔ فارسی میں اسے مستزاد کہتے ہیں۔ اس کے چار مصرعے ہوتے ہیں جن کو ایک بند کہتے ہیں۔ پھر ہر ایک مصرعے کے عروضی ارکان ڈیوڑھے ہوتے ہیں۔ یعنی اگر مصرع کے پہلے حصہ میں چار ارکان ہیں تو ساتھ کے مصرع میں دو ارکان اور علیٰ ہذالقیاس پنجابی کی ڈیوڑھ میں عشقیہ قصص بھی لکھے ہوئے ملتے ہیں مثلاً فضل شاہ صاحب نواں کوٹی کی ڈیوڑھیں نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ نمونہ

چین نہیں دل میرے باجھوں دلبر جانی ہوئی دلیانی
دور رو یاد کرے نیندی سیو اسینے لگڈی کانی وِچ جوانی

برہوں پھوک جلایا تن من بھلی ہوش جہانی   کول نہ جانی
میلے یار بنا نہ جے مولا سوہنا یوسف ثانی   ہوواں قربانی

۷۔ دوہڑا :۔ حقیقت میں ایک چو مصرعہ ہوتا ہے جس میں غیر فانی خیالات پائے جاتے ہیں۔ نمونہ

تن دی چخہ بناوے دیپک تاں آجلن پروانے
بھانبڑ ہور ہزاراں وسدے پر اوہ تنگ دیوانے
اپنا آپ بناوے کولے سو کرے کباب بیگانے
ہاشم رہ دلاں دی دل وچ ہور جادو سحر بہانے

۸۔ کافی :۔ کافی بھی دوہڑے کی طرح ایک غیر فانی نظم ہے۔ ایک مصرع بار بار آتا ہے جسے پڑھنے والی ٹولی بار بار پڑھتی ہے۔ شاہ حسین اور بلھے شاہ کی کافیاں مشہور رہیں۔ نمونہ

درد وچھوڑے دا حال نی میں کنہوں آکھاں
برہوں پیا خیال نی میں کنہو آکھاں
جنگل جنگل پھراں ڈھونڈیندی، اجے آیا نہیں مہینوال
نی میں کنہوں آکھاں
دھکھن دھوئیں شاہاں والے جاں پھولاں تاں لال
کہے حسین فقیر ربانا دیکھ نمانیاں دا حال۔ نی میں کنہوں آکھاں

۹۔ باراں ماہ :۔ عاشق کی زبان سے معشوق کے ہجر میں سال کے بارہ مہینوں میں ہر مہینے کا نام لے لے کر جدائی کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ فلاں مہینہ یوں گذرا

اور فلاں مہینہ یوں :۔ مثلاً

پوہ کا۔ پون پالے پڑے قہر والے ربہوں سُریاں کر سے تنے گٹیاں نی
لے کے لیف نہالیاں سون سیاں، اساں لاہ رضائیاں سٹیاں نی
کرہاں والیاں رانگلی سیج اُتے، پیسنے لاکے سجناں گھٹیاں نی
گھر آمسافرا تدھ باہجوں اکھیں روندیاں نیر نکھٹیاں نی

۱۰۔ اٹھوارہ
ست وارہ
} بارہ ماہ کی طرح عاشق معشوق کی جدائی میں آٹھ دن کی کیفیت بیان کرتا ہے۔ مثلاً

سوموار پیراں دا وار	میں چرخہ ڈاہنا نہیں
منگلوار منگو چرواناں	میں چرخہ ڈاہنا نہیں
بدھ وار نہیں سدھ کوئی	میں چرخہ ڈاہنا نہیں
جمعرات ہے ٹھنڈا وار	میں چرخہ ڈاہنا نہیں
جمعہ تے ملنوں چھٹی ہوئی	میں چرخہ ڈاہنا نہیں
ہفتہ، سنیچر وار نکماں	میں چرخہ ڈاہنا نہیں
اتوار ملنیوں لوک اتیو اکھن	میں چرخہ ڈاہنا نہیں

۱۱۔ مثنوی :۔ فارسی کی طرز میں جس کتاب میں کوئی مسلسل قصہ بیان کیا جائے اور اس کتاب کا ہر ایک شعر ہو مثنوی کہلاتی ہے جس طرح مولوی غلام رسول عالم پوری اور مولوی عبدالستار صاحب کی یوسف زلیخا، اور میاں محمد جہلمی کا سیف الملوک وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

۱۲۔ غزل :۔ سخن کی وہ صنف ہے جس کا پہلا شعر بیت ہو اور باقی اشعار فرد۔

اس میں عموماً عشقیہ یا تصوّف کے مضامین ہوتے ہیں۔ اشعار کی تعداد بھی طاق ہوتی ہے اور تعداد بھی محدود۔ تیرہ اشعار سے زیادہ غزل نہیں لکھی جاتی۔ وہ قصیدہ بن جاتا ہے۔ مثلاً ؎

جیکر میری قسمت اندر نہیں سی میل صنم دا ۔ ایڈی بھیڑی قسمت والا کی سی جیناں جمدا
غلطی کرنا، پچھوتانا، رو رو کے بخشانا ۔ ایسے فعلوں سب توں ڈاہڈا رتبہ ہے آدم دا
ینوے دا اصلی کم ایہو ہوراں دے کم آونا ۔ جیہڑا کم کسے نہ آوے اوہ بندہ کس کم دا
توں ہیں نور جمال الٰہی میں موسیٰ کوہ طوری ۔ توں سورج دیاں پہلیاں رشماں میں قطرہ شبنم دا

دونہہ ہتھاں دے ٹھوٹھے وچ دونوں جگ لپاواں
دونہہ ہتھاں دے ٹھوٹھے اگے کی شے ساغر جم دا

۱۳۔ **باقی**۔ باقی ہندوؤں کے نزدیک وہی عرفانی نظم ہے جس کو مسلمان کافی کہتے ہیں۔ اس کے مضامین صوفیانہ اور ناصحانہ ہوتے ہیں۔ اشعار کی تعداد کم از کم دو ہوتی ہے۔ نمونہ

ایک نے کہی دوجے نے مانی
نانک کہے دونو گیانی

۱۴۔ **شلوک**:۔ بھگتوں اور صوفیوں کی شاعری کی خاص صنف ہے جس میں درویشانہ خیال بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کی صورت بینت کی سی ہوتی ہے۔ شلوک باباؒ فریدؒ، شلوک بابا نانک مشہور ہیں ؎

فریدا خاک نہ نندیئے خاک جیڈ نہ کوہ
جیوندیاں پیراں تھلّے، مویاں سر تے ہو

اُٹھ فریدا سُتیا داڑھی آیا بُور
اگا نیڑے آ گیا، پچھا رہ گیا دُور

۱۵۔ بشن پدے: ہندو لوگ اپنے دیوی دیوتاؤں کی تعریف میں حمد و نعت جو بیان کرتے ہیں اُنہیں بشن پدے کہتے ہیں۔ جیسے مسلمان شعراء، خدا اور رسولؐ کی شان میں حمد و نعت لکھتے ہیں۔ مثلاً ؎

پریم نگر یا دھوم پڑی من موہن روپ دکھایو رے
مشکل اندھیرا مٹ گیا اسادھو کرشن مراری آیو رے
وہم دُوئی کا مٹ گیا، من سے اولکار کے سودھن سے
جَپ اور جاپ گئے مٹ دونوں جب گور گیان تبایو رے

۱۶۔ شبد: ہندی زبان میں اُن شعروں یا مصرعوں کو جنہیں بطور وظیفہ پڑھا جائے سبد کہتے ہیں۔

۱۷۔ تھال: چھٹی چھاں جیہے مال

نمونہ: کھکھڑیاں خربوزے کھاں — کھاندی کھاندی کابل جاں
کابلوں آندی گوری گاں — گوری گاں، گلابی وچھا
مارے سِنگ تُڑاوے رسہ — مُنڈے کھیڈن گلی ڈنڈا
کڑیاں چڑیاں نہاوندیاں — مرد کرن لیکھا پتا
رناں گھر وساوندیاں — آل مال ہریا تھال

۱۸۔ سرکھنڈی: انگریزی میں بلینک ورس کی طرز کی جو نظم پنجابی میں لکھی جائے اُس کو سرکھلی یا سرکھنڈی یا نظم آزاد کہتے ہیں۔ اِس میں ردیف اور قافیہ

کی پابندی نہیں ہوتی۔

۱۹۔ کورڑا :۔ اِس میں چار یا چھ مصرعے ہوتے ہیں اور ہر مصرعہ میں چھ، سات یا تیرہ تک حروف ہوتے ہیں۔ مثلاً ؎

بھلّ نہ کدھے کدے مونہوں گال جی   کرے نہ لڑائی کدے کسے نال جی
کرکے کُپت وھن نہ گوادناں   جھگڑے لڑائی ڈے نہ نیڑے جاوناں

۲۰۔ کُنڈلی :۔ نظم کی وہ قسم ہے جس کے چھ مصرعے ہوتے ہیں، جن کے الفاظ کی آپس میں ملاوٹ اِس طرح کی ہوتی ہے کہ ہر ایک لفظ دوسرے کے ساتھ پرو دیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً

مارکی کرماں ماریاں تھاں تھاں تھکی لوڑ   ڈے بچا کہ پھر توں داگاں گھر نوں موڑ
داگاں گھر نوں موڑ، ساداں میں ہدبیتی   ایسا گیوں وچھوڑ پرت کے سار نہ لینی
دُکھئے سینے وچہ پھرے دردّاں دی آری   تڑپ تڑپ کیراں پیر کرماں دی ماری

۲۱۔ کبت :۔ یہ سخن کی وہ صنعت ہے، جس میں متعدد مصرعے ایک ہی وزن اور ردیف قافیہ کے ساتھ مسلسل آتے ہیں۔ اور آخری مصرعہ اُن سے علیحدہ ہوتا ہے۔ اِس صنعت میں نیاز دے کبت مشہور ہیں۔ مثلاً

پوہ ماہ دا جاڑا بُرا   روٹی اتوں جھاڑا بُرا   بھادروں دا کاہڑا بُرا
ہٹ تائیں ساڑو ے   دانے ایہہ وچار ڈے

۲۲۔ مثلث :۔ وہ نظم ہے جس کے ہر بند کے تین مصرعے ہوں۔ میر شہاب دین نے مسدس حالی کا پنجابی مثلث میں ترجمہ کیا ہے ؎

کینی شرت نہ دلیری قوم نے، گئی ملک پر سٹھ نہ ہاردی اے

چھٹی پوہ، نہ اگھڑی نیند مہتی، ہوئی بھیس پرمست ہنکاری دی اے
گئی پیت پریت پر شرم ناہیں، ناہیں ربیس گواہنڈن وی ماری اے

۲۳۔ مخمس:۔ جس نظم کے ہر بند کے پانچ مصرعے ہوں، وہ مخمس کہلاتی ہے۔
مثلاً ؎

جھوٹھ آکھاں تے کجھ بچدا اے — سچ آکھاں بھانبڑ مچدا اے
جی دوہاں گلاں توں جچدا اے — جچ جچ کے جیبھا کہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

۲۴۔ مسدس:۔ جس مسلسل نظم کے ہر بند کے چھ مصرعے ہوں۔ حکیم عبداللطیف عارف گجراتی نے مسدس حالی کا ترجمہ پنجابی مسدس میں ہی کیا ہے مثلاً ؎

پتہ نہیں ایہہ ملے حیاتڑی دے کیہڑے رنگ اندر ساتوں رنگ جاسن
ناگ حادثے ہور مصیبتاں دے کیہڑی کیہڑی نشاطڑوں ڈنگ جاسن
نورے ہورکی کی ایتھے دیکھنا ایں کیہڑے رنگ اندر پا کے بھنگ جاسن
ہُلا وقت مصیبتاں والیاں دے ایویں لنگھدے لنگھدے لنگ جاسن
تیری قبر تے رحمتاں لان جھڑیاں خوشیوں روح تیری وچ جنان وسے
ایدھر باغ پروار جو چھڈ گئی ایں خوشیاں نال ایہہ وچ جہان وسے

ان کے علاوہ ساخت کے لحاظ سے پنجابی نظم کے اور بھی اصناف سخن ہیں۔ جو فی زمانہ مروج نہیں رہے۔ لہٰذا یہاں صرف ان کے نام درج کیے جاتے ہیں۔
سویا۔ کلیا۔ کافی۔ چوبولا۔ اشٹ پدے۔ سورٹھا

معنوی لحاظ سے اصنافِ سخن

۱۔ حمد :۔ وہ نظم ہے جس میں خداوند تعالیٰ کی تعریف بیان کی جائے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے لئے مخصوص ہے۔

۲۔ نعت :۔ وہ نظم ہے جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی جائے۔ یہ لفظ بھی حضور صلعم کی تعریف کے لئے خاص ہے۔

۳۔ منقبت :۔ جس نظم میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا اولیائے عظام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی تعریف ہو۔

۴۔ معراجنامہ :۔ جس نظم میں حضورِ پاک کے واقعۂ معراج کا ذکر ہو۔

۵۔ نورنامہ :۔ جس نظم میں حضورِ پاکؐ کی ولادت یا اسلامی مسائل (جن کو نور سے تعبیر کیا جائے) کا ذکر ہو۔

۶۔ اشتر نامہ :۔ اُس تصوّف بھری نظم کا نام ہے جس میں مصنف اپنے آپ کو اونٹ کی طرح بردبار سمجھ کر عشق کی تکالیف برداشت کرنے کا ذکر کرتا ہے۔

۷۔ چرخہ چھرپڑی نامہ :۔ وہ نظم ہے جس میں شاعر اپنے آپ کو بھگن تصوّر کرکے عجز و انکسار کا اظہار کرکے محبوبِ حقیقی سے وصال کی درخواست کرتا ہے۔

۸۔ جوگی نامہ :۔ یہ بھی چرخہ پڑی نامہ کی طرح کی نظم ہوتی ہے، جس میں شاعر اپنے آپ کو جوگی یا جوگن تصوّر کرتا ہے اور اظہارِ انکسار کرتا ہے۔

۹۔ جنگ نامہ :۔ وہ نظم ہے جس میں لڑائی کے واقعات درج ہوں خاص طور پر یزید اور امام حسینؓ کی لڑائی کا واقعہ بیان کرنے والی نظم جنگنامہ کہلاتی ہے۔

۱۰۔ فقر نامہ:۔ وہ نظم جس میں سلوک و معرفت کی باتیں ہوں۔
۱۱۔ حلیہ شریف:۔ وہ نظم جس میں جناب نبی پاکؐ کا سراپا درج ہو۔
۱۲۔ سلام:۔ وہ خاص طرز کی نظم جس میں حضور نبیٔ اکرمؐ پر سلام بھیجا جائے۔
۱۳۔ ہجو:۔ وہ نظم جس میں کسی کی برائی بیان کی جائے۔ پنجابی میں اسے پھٹک یا بند کہتے ہیں۔

۱۴۔ چوٹاں:۔ وہ صنفِ سخن جس میں کسی شعر یا مصرعے میں کسی دوسرے پر چوٹ کی جائے۔ یا چھیڑا جائے۔

۱۵۔ وار یا پوڑی:۔ وہ رزمیہ نظم جس میں کسی لڑائی کے مسلسل واقعات ہوں۔ یہ ایک مخصوص انداز میں لکھی اور پڑھی جاتی ہے کہ سننے والے خواہ مخواہ جوش میں آجاتے ہیں۔ "نادر شاہ دی وار"، "چٹھیاں دی وار" مشہور واریں ہیں۔

۱۶۔ چرخہ نامہ:۔ وہ نظم ہے جس میں تصوّف کے رنگ میں شاعر اپنی مثال چرخے سے دیتا ہے اور چرخے سے کاتتے ہوئے سوت کو اعمالِ حسنہ سے تشبیہ دیتا ہے۔ پنجابی میں "چرخے ناموں" کی تعداد کافی پائی جاتی ہے۔

۱۷۔ جندڑی:۔ جس میں شاعر اپنی جان کو مخاطب کرکے اعمالِ حسنہ کی ترغیب دیتا ہے اور جان کو ایک اجنبی مسافر سمجھتا ہے۔

ابتدائی عہد

سنہ ۸۸۰ھ تا سنہ ۱۰۶۸ھ

(لودھیوں کا زمانہ تا اورنگزیب)

گذشتہ اوراق میں اقسام اصنافِ سخن کے مفصّل بیان کے بعد ضروری ہے کہ اُس لٹریچر کا بھی ذکر کیا جائے، یا اُن شعراء کا نام لیا جائے جنہوں نے اِن اقسام اصناف کو اپنایا۔

پنجابی زبان کی تحریری صورت کی ابتدا، گورو نانک جی مہاراج سے ہوئی۔ اور وہ یہ زمانہ ہے جس میں مختلف زبانوں کی کھچڑی ابھی پختہ نہیں ہوئی تھی اور الفاظ مختلف زبانوں میں اپنی اصلی صورت میں نمایاں نظر آتے تھے۔ اِس لحاظ سے اس دَور کی زبان کو خالص پنجابی نہیں کہا جا سکتا۔ گرنتھ میں پنجابی کے علاوہ دوسرے علاقوں کی زبانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ سکھ گورو بھگتی کے پیرو تھے۔ اس پر ان کے تصوف کی عمارت کھڑی ہے۔ اِس سکھی مذہبی ادب کے مجموعے ادی گرنتھ اور دسم گرنتھ کی صورت میں ملتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی گوروؤں کی دیگر بانیاں اور اسی

نوعیت کا کافی لٹریچر اِس دَور کی یادگار ہے۔ جن میں گورو تیغ بہادر، سنت رین جی مہاراج، کاہنا بھگت اور چھجو بھگت ہو گزرے ہیں۔

تصوّف کے ساتھ ساتھ سکھ قوم اپنی بہادری اور جوانمردی پر بھی فخر کرتی ہے اس جذبے کا اظہار انہوں نے اپنی واروں میں بڑے بڑے جوش و خروش سے کیا ہے۔ جن میں بھائی گورداس کی چالیس واریں، گورو گوبند سنگھ کا کلام اور عبدل ٹنڈل کا کلام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

جیسا کہ اس بات کا اوپر بھی ذکر کیا گیا ہے کہ پنجابی زبان کی گاڑی مسلمانوں اور ہندوؤں دو برابر پہیّوں سے چلی۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسلامی تصوّف کا بھی ذکر کیا جائے۔ ہندوؤں کے تصوّف کے ساتھ ساتھ اسلامی تصوّف کا بھی کافی ذخیرہ اِس دَور میں ملتا ہے جن میں سے بابا فریدؒ ثانی، مادھولال حسینؒ اور شاہ شرفؒ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان لوگوں کو قلبی صفائی اور راہ راست کی طرف راہنمائی باری تعالیٰ کے ساتھ عشق و محبت آج تک لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

تصوّف کے ماسویٰ شرعیات یعنی اسلامی اصولوں کی تعلیم کے لئے بھی اپنی زبان میں اِس دَور میں کچھ کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں عبدی، عبداللہ لاہوری اور حافظ معزالدّین کے نام آتے ہیں۔ عشق و محبّت کے قصص بھی اِس دَور میں لکھے گئے۔ اگرچہ اُن کا ماحصل بھی عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف تصوّف کے مضمون کی ایک کڑی ہے۔ پھر بھی ان سے ایک نئے موضوع یعنی رومانی شاعری کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ اِس باب میں دمودر اور پیلو کے نام آتے ہیں۔

رزمیہ شاعری میں مزاح کی پیدائش بھی اسی دور میں ہو چکی تھی، جس میں ستھرا شاہ اور ججھن کا کلام آتا ہے۔ نیز فنی شاعری میں حکیم درویش کی منظومات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بعض دیگر فنون بھی پنجابی نظم میں ڈھل چکے تھے۔ غرض اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی پنجابی زبان میں ہمہ گیری کی صورت پیدا ہو چکی تھی۔

گورو صاحبان کا عہد اور گورو گرنتھ صاحب

گورو نانک صاحب

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پنجابی نظم کی ابتدا اگلنی ہر سکھ بانی گورو نانک صاحب سے ہوتی ہے۔ گورو نانک ۱۴۶۹ء میں بمقام ننکانہ ضلع شیخوپورہ مہتہ کالو رائے کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ ایک اچھے بزرگ تھے۔ جنہوں نے درویشی چولا پہنا۔ اور لوگوں کو ہدایت اور نیکی کی باتیں بتائیں۔ انہوں نے ان ہدایت کی باتوں کو پنجابی نظم کی صورت میں ڈھالا۔ اور آپ کے پیرو کاروں نے بھی اسی طرز عمل کو اپنایا جن کو بعد میں جمع کر کے گرنتھ کا نام دیا گیا۔ اس لحاظ سے گرنتھ سکھوں کی مذہبی کتاب ہے۔ گرنتھ دو ہیں۔ ایک کا نام ادھ گرنتھ اور دوسرے کا نام دسم گرنتھ۔ ادی گرنتھ میں گورو نانک کی بانی درج ہے۔ اور یہ سب سے پہلے معرض وجود میں آیا۔ دسم گرنتھ میں سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ کا کلام درج ہے۔

گورو گرنتھ میں صرف گورو نانک کا کلام ہی درج نہیں بلکہ اس میں دیگر گورو صاحبان، بھگتوں اور پیروں فقیروں کا کلام بھی ہے۔ اس مجموعے میں ۳۳۸۴ شبد

ہیں جن کو ۱۶۰۳ء میں سکھوں کے پانچویں گورو، گورو ارجن دیو نے امرت سر میں جمع کر کے بھائی گورو داس سے لکھوایا۔ پھر اس میں اپنا کلام اور دیگر ہم عصر بھگتوں کا کلام شامل کر کے ۱۶۰۴ء میں ختم کیا۔ گورو گرنتھ صاحب میں گوروؤں، بھگتوں، پیروں اور فقیروں کے درج شدہ کلام کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلے گورو کے ۲۹۴۹ مصرعے۔ دوسرے گورو کے ۷۵ مصرعے۔ تیسرے گورو کے ۲۵۲۲ مصرعے۔ چوتھے گورو کے ۱۷۳۰ مصرعے، پانچویں گورو کے ۶۲۰۴ مصرعے۔ نویں گورو کے ۱۹۶، دسویں گورو کا ایک، بھگت کبیر کے ۱۱۴۶، نام دیو کے ۲۳۹، شیخ فرید کے ۱۴۹، روی داس کے ۱۳۴، مردانے کے ۳، راجے بلوندے کے ۸ اور میراں بائی کے ۳، اور باقی بھگتوں کے ۱۲۸ مصرعے درج ہیں۔

دسم گرنتھ:۔ ادھ گرنتھ سے علیحدہ ہے۔ یہ سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ کا کلام ہے۔ گورو گوبند سنگھ جی ہندی کے بہت بڑے شاعر ہیں۔ ادھ گرنتھ کی طرح یہ گرنتھ بھی بہت ضخیم ہے۔ لیکن زبان ہندی ہے۔ جس میں "چنڈی یا بھگوتی" کی وار پنجابی نظم میں ہے۔ گورو گوبند سنگھ جی کی پنجابی زبان کافی واضح ہے۔ مثلاً ؎

مِتر پیارے نوں حال مریداں دا کہنا
تُدھ بن روگ رضائیاں دا اوڑھن، ناگ نواساں دے رہنا
سُول، صراحی، خنجر، پیالہ، بنگ قصائیاں دا سہنا
یارڑے دا سانوں سَتھر چنگا، بھٹھ کھیڑیاں دا رہنا

ان گرنتھوں کی زبان خالص پنجابی نہیں۔ کہیں کہیں ہندی، مرہٹی اور سنسکرت کے شلوک بھی ہیں۔ ان پر سنسکرت کا گہرا اثر ہے۔ نیز ان ہر دو گرنتھوں میں یہ بنیادی موضوع

بار بار آیا ہے کہ روح اپنے خالق یعنی خدا کے ساتھ مل جائے اور یہ میل سچّے گورو کی راہنمائی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

گرنتھ میں درج شدہ کلام کے علاوہ گورو نانک صاحب کے کلام کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے:-

(۱) نصیحت نامہ۔ (۲) ریختے۔ (۳) مناجات۔ (۴) پران سنگلی یا سچّ محل کی کتھا۔ (۵) گیان سرود ہے۔ (۶) کافیاں۔ (۷) کتھا کرشن چندر۔ (۸) بانی سنگھم وغیرہ۔ کچھ فارسی میں شبد اور نثر میں حاضر نامہ بتائے جاتے ہیں۔ گورو نانک صاحب کی وفات ۱۵۳۸ء میں ہوئی۔

گرنتھ میں جن گوروؤں کا کلام درج ہے اُن کے اسمائے حسب ذیل ہیں:-

۱۔ گورو نانک ۱۴۶۹ء سے ۱۵۳۸ء تک
۲۔ گورو انگد دیو جی ۱۵۰۴ء سے ۱۵۵۲ء تک
۳۔ گورو امر داس جی ۱۴۷۹ء سے ۱۵۷۴ء تک
۴۔ گورو رام داس جی ۱۵۳۴ء سے ۱۵۸۱ء تک
۵۔ گورو ارجن دیو جی ۱۵۶۳ء سے ۱۶۰۶ء تک

بھائی گورو داس بھلّہ

بھائی گورو داس گورو رام داس جی کے بھتیجے تھے۔ ہندی اور پنجابی کے اچھے شاعر تھے۔ سکھ گوروؤں کی بانیوں میں آپ کا کلام عمدہ درجے کا مانا جاتا ہے۔ آپ کی چالیس واریں مشہور ہیں۔ آپ کا جنم ۱۵۵۹ء میں ہوا اور آپ نے ۱۶۳۷ء کو وفات پائی۔ آپ کے اشعار سے آپ کا علمی تفوق ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کی ایک

وار سے چند اشعار بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں:۔

سوئی تانبا رنگ سنگ جیوں کیہاں ہوئی
سوئی تانبا جیت مل پیتل ادہ لوئی
سوئی شیشے سنگتی جھنکار جھلوئی
تانبا پارس پرسیا، ہو کنچن سوئی
سوئی تانبا بھسم ہوئے اوکھت کر کھوئی
آپے آپ ورت واسنگت گن ہوئی

بھائی بیر سنگھ:۔

ان کے کلام میں آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے سری گورو گوبند سنگھ جی کے درشن کی خواہش نمایاں نظر آتی ہے:

چڑھیا چگن ناگ پوتر	موُرے پرچھ ڈال ڈھل پتر
کس تیس تایا کھنڈا اُتر	بھے کو لیشر بُدھ چلیتر
دھن گورو ارجن گورو ہر	سنگھاسن ست گور بیٹھے راج
سوسلچے انگ بھات سکھ سماج	گوبند سنگھ تین لوک سرتاج
چند چھپ کلغی کر پر باج	سورے سبھ سکھاں دے کاج
بخشی آوندے ست گور راج	مہر دی نظر کر

گورو تیغ بہادر:۔

آپ سکھوں کے چھٹے گورو ہرگوبند جی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ یہ اورنگ زیب کے زمانے میں امرتسر میں ۱۶۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ

۱۶۵۴ء میں گدی نشین ہوئے۔ لیکن اپنے بھائی سوڈھی سورج مل کی شرارتوں سے تنگ آکر انند پور ضلع ہوشیار پور میں چلے گئے۔ آخر آپ ۱۶۷۵ء میں دہلی میں قتل ہوئے۔ گورو گوبند سنگھ جی آپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔

نمونہ کلام

سادھو رچنا رام رچائی

اِک بنسے اِک استر ماسنے اچرج لکھیو نہ جائی

کام کرودھ موہ لبس پرانی ہرمورت بسرائی

جھوٹا تن ساچا کر مانیو جیوں سپنا رینائی

جو دیسے سو سگل بناسے جیوں بادر کی چھائی

جی نانک جگ جانیو استھیا رہیو رام سرنائی

شیخ فریدالدین ابراہیم۔ فرید ثانی :-

عام مورخوں کا خیال ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ لیکن اُن کی تحقیق غلط ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں جس واجب الاحترام ہستی کا کلام درج ہے، وہ یہ شیخ فریدالدین ابراہیم المعروف فرید ثانی ہیں۔ آپ گورو نانک صاحب کے ہم عصر تھے۔ گورو نانک صاحب اور آپ کی ملاقاتوں کا ذکر ہر جنم ساکھی اور گلزارِ فرید میں ملتا ہے۔ گورو نانک صاحب کے ساتھ ساتھ آپ بھی پنجابی کے پہلے شاعر ہیں۔ اور صوفی شاعر ہیں۔ آپ کا نام شیخ بہرام بھی اکثر جگہ لکھا ہوا ملتا ہے۔ آپ کا زمانہ ۱۴۵۰ء مطابق ۸۵۴ھ اور ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ بتایا جاتا ہے۔

آپ کی تصنیفات :۔ کچھ کافیاں اور ایک سو تیس اشلوک ہیں۔ ان کے علاوہ ایک نصیحت نامہ ہے جس کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں بتایا جاتا ہے۔

مکالمہ گورو نانک و شاہ بہرام :۔

سوال گورو نانک :۔

پڑھتے پڑھتے دند گھسے کیے نہ کیتی ہو

جواب شاہ بہرام :۔

دیکھیو حرف پریم کا، پڑھے سو پنڈت ہو

سوال بابا نانک :۔

صاحب دیاں دو حدّاں کسنوں پکڑاں، کسنوں چھڈاں

جواب شاہ بہرام :۔

صاحب کی دو حدّ سچ نوں پکڑ، کوڑ نوں چھڈ

سوال بابا نانک :۔

کلمہ کہاں تاں گل پوے بن کلیوں بھی ناں
ہندو کہاں تاں ماریاں مسلمان بھی ناں

جواب شاہ بہرام :۔

دوہاں تے پانی وار پی جے پانا بھگوان
ایکو برہم پچھان کے دنیا ناسی جان

دیگر نمونۂ کلام

بڈھا ہویا شیخ فرید کنبن لگی دیہہ جے سو ورہیاں جیونا بھی تن ہونا کھیہہ

شیخ حیاتی جگ نہ کوئی تھر رہیا   جس آسن ہم بیٹھے کیتے بیس گیا
بولئے سچ ، دھرم جھوٹ نہ بولئے   جو گرو دسے اٹ فریدا جو لیئے

آپ نے پورے ۴۲ سال سجادہ نشینی کی اور ۹۵۹ھ میں وفات پائی۔

سنت رین جی مہاراج :۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ ، آپ کو گورو نانک صاحب کا ہم عصر بتاتے ہیں۔ قریشی عبدالغفور صاحب آپ کو پٹیالہ (پوربی پنجاب) کے مشہور اداسی مہاتما بتاتے ہیں۔ پنجابی میں آپ کی ماجھاں ، دوہڑے اور چار سی حرفیاں ملتی ہیں۔ آپ پنڈ بھوا ریاست مالیر کوٹلہ کے رہنے والے تھے۔ ماجھاں کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔   نمونہ کلام

دیہہ دیدار سک لاہ اساڈی ، اسیں درس تیرے دے پیاسے
ایہہ منگاں کجھ ہور نہ منگاں اک خیر پوے وچ کاسے
ڈھونڈاں تینوں تو ملیوں ناہیں اسیں عجب حیران ہراسے
سنت رین اوہ پیارا ملیا ، جیہڑا اگے ہی ملیا سے

تدھ سائیں وچ فرق نہ کوئی جے شک دوئی گوائیں
اتے باہر ڈھونڈن تھکیں تو جھکیں دل وچ ڈیرہ پائیں
چھڈ شک ستے حق پچھاتے ہر دم ہر دل لائیں
سنت رین سکھ ہتھ نہ آوے جے نہ رکھیں دائیں بائیں

مادھولال حسین :-

پیدائش ۹۵۴ھ مطابق ۱۵۳۹ء وفات ۱۰۰۸ھ بعمر ۶۳ سال

آپ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد ہندو تھے۔ جنہوں نے فیروز شاہ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا۔ آپ کے والد صاحب کو لوگ شیخ عثمان کے نام سے پکارتے تھے۔ شاہ حسین نے ۱۲ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ ایک خدا رسیدہ بزرگ ابو بکر نامی آپ کے اُستاد اور شیخ بہلول آپ کے پیر طریقت تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں آپ نے یہاں تک کمال کیا، کہ آپ سے کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ اور آپ مست الست شہر میں پھر کر قرآن حکیم کی تبلیغ کرتے لیکن داڑھی وغیرہ منڈوا رکھی تھی۔ اور طریقۂ ملامتیہ اختیار کر رکھا تھا۔ اکبر مغل بادشاہ آپ کے تقدس کا بہت قائل تھا۔ آپ کے مجمعوں میں ایک خوبصورت لڑکا مادھولال بھی شریک ہوا کرتا تھا۔ وہ آپ کا منظورِ نظر ہو گیا۔ ماں باپ نے اُسے ہزار روکا لیکن وہ نہ رکا۔ وہ شاہ حسین کی کرامات کا حد درجہ تک قائل ہو چکا ہے۔ پیر و مرید کی محبت یہاں تک پہنچی۔ کہ حسین، مادھولال حسین کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا مزار باغبانپورہ میں ہے۔ ہر سال مارچ کے آخری اتوار کو شالا مار باغ میں میلہ چراغاں ہوتا ہے حالانکہ یہ میلہ ایک موسمی تقریب ہے۔ لیکن لوگوں نے اس تہوار کو سولھویں صدی کے نامور پنجابی صوفی بزرگ اور شاعر مادھولال حسین کے نام سے منسوب کر رکھا ہے۔ یہ میلہ ایک عرس کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ قوالی ہوتی ہے۔ چڑھاوے چڑھتے ہیں۔ قوال آپ ہی کی کافیاں گاتے ہیں۔

بحیثیت شاعر مادھولال حسین پنجابی شعرا میں ایک بہت بلند مرتبے کے

حامل ہیں۔ آپ کے کلام میں سوز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ زبان سادہ، میٹھی، عام فہم اور رسیلی ہے۔ آپ کی کافیاں ایک دفعہ تو ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اور دوسری دفعہ مع شرح محمد افضل نے شائع کیں۔ محترم دوست غلام یعقوب انور صاحب نے ان کا انگریزی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ نمونہ کلام

آپ کمینہ تیری عقل کمینی کون کہے توں دانا ں
اینہیں راہیں جاندے ڈٹھے میر ملک سلطاناں
آپ مارے تے آپ جوائے عزرائیل بہاناں
کہے حسین فقیر سائیں دا اُٹھ مصلحت اُٹھ جانا

تانے پیٹے اکو سوتر دو تیا بھاؤ نہ جانا
چوسی پئیسی چھڈ کراہی حضوری وچ وچھانا
تانا آندا، بانا آندا، آندا چرخہ پرانا
اکھن دی کجھ حاجت ناہیں جو جانے سو جانا

چارے پلے چونڑی تیں بندی دے بھنے
کت نہ جانا پونیاں دینی اُس منے
آون آدن کہہ گئے، بارہ ماہ پنے
اِک انھیری کوٹھڑی اِک ہتڑو چھنے
کالے ہرناں چر گیوں شاہ حسین دے بنے

بیلیڈا ول رانجھن را دل منگے جنگل بیلے پھراں ڈھونڈیندی رانجھن میرے سنگے
مہیں آیاں میرا چاک نہ آیا ہیر کوکے وچ جھنگے
راتیں وہیں پھراں دیچ جھل دے پڑاں بنبولاں دے کنڈھے
کہے حسین فقیر نماناں، رانجھن ملے کت ڈھنگے

دمودر :-

دمودر گلھاٹی ذات کا ہندو تھا۔ جھنگ میں اس نے اپنی دکان کھول رکھی تھی۔ سر رچرڈ ٹیمپل لکھتے ہیں کہ دمودر نے ہیر رانجھا کا معاشقہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہیر کے والد چوچک سے اس کے گہرے مراسم تھے۔ دمودر کہتا ہے کہ ہیر رانجھے کا واقعہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں ہوا۔ سب سے پہلے ہیر رانجھا کا قصہ دمودر نے ہی لکھا ہے۔ لکھتے ہیں :-

پندرہ سے اُنہتر سخت بکرم دا اے ہیر تے رانجھا ہوئے اکٹھے جھگڑے رب مکائے

بادشاہی جا اکبر سن دی وچ دن تیج سوائے

لیکن دمودر کے بیانات کو نقاد تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ سمت ۱۵۶۹ بکرمی اکبر کا زمانہ نہیں۔ اکبر نے سمت ۱۶۱۳ بکرمی سے سمت ۱۶۶۲ تک حکومت کی ہے۔ لہٰذا یہ واقعہ اور دمودر کا یہ شعر تاریخی لحاظ سے درست نہیں لیکن راجندر سنگھ بیدی ہیر کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :-

"ایہہ یقین اے کہ کوی دمودر نے ایہہ قصہ اکھیں ڈٹھا لکھیا اے۔ تے سب توں پہلاں تے پُرانا تے واقعات نوں اصلی رنگ وچ دسن والا اے۔ ایس کرکے چھپ چکیاں سب قصیاں نالوں قدر یوگ تے سچا اے۔ ایہہ قصہ جھنگ دے علاقے وچ پڑھیا تے گاؤیاں جاندا رہیا اے۔ اصل وچ ایہو پہلا قصہ اے جہدا آسرا لیکے پاشن سا کے مقبل تے وارث شاہ وغیرہ کویاں نے کئی تبدیلیاں نال قصے رچے۔"

رانجھا جب قاضی کی عدالت سے ہیر کو ساتھ لے کر نکلتا ہے تو دمودر لکھتا

ہے سے

بادشاہی جو اکبر سندی دِن دِن چڑھے سوائے
آکھ دمودر ویندے سیساں شہروں باہر آئے

بہرحال سب سے پہلے ہیر کا قصہ لکھنے والا دمودر ہی ہے۔ اور راج سمت کا بھی اسی نے ہی پتہ دیا ہے۔ ممکن ہے کاتبوں کی غلطی سے یہ سمت تبدیل ہو گیا ہو۔

دمودر کی اصلی ہیر کا نسخہ فارسی رسم الخط میں تھا لیکن جب یہ گورمکھی رسم الخط میں لکھا گیا تو اس میں بہت سے الفاظ بدل گئے۔

نمونہ کلام

مائے نی! میں چاک لدھوئی نت اُٹھ مجھیں چارے
برکت تیندی گھاہ نہ سُکے، مجھ نہ کٹی ہارے
جیتی بھورا مُول نہ منگے، لیتے پورے چارے
اُوڑا مُول نہ لگے کداہیں ساون وسّے بھوہارے

محبّت اور پیار کا منظر :۔

ہیر —— وِچ رانجھا حال نہ جانے کوئی ۔۔۔ رانجھا رانجھا میں کنہوں آکھاں آپے رانجھا ہوئی
رانجھا ہیر تے ہیر رنجھیٹی رتّی فرق نہ ہوئی ۔۔۔ آکھ دمودر بھار عشق دی مُنڈی جان مکائی

کاہنا بھگت :۔

جہانگیر کے زمانہ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں میں ان کی بڑی قدر و منزلت

تھی جب گورو ارجن دیو جی گرنتھ جمع کر رہے تھے کاہنا بھگت ان کے پاس پہنچے۔ اور اپنے کلام کو گرنتھ میں شامل کرنے کے لیئے کہا۔ گورو جی نے کہا "ذرا اپنی بانی تو سناؤ۔" آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

میں اوہ ہی رسے، میں اوہ ہی رسے جان کو سر ز مجن کھوجت نہ پاوت کوئی رے

گورو جی نے ویدانتی خیال سن کر شامل کرنے سے انکار کر دیا۔

نمونہ کلام

ادھر پنتھ پریم دے پینڈے، میں اک اکلڑی مٹھی
گھی سانگ لگی تن میرے کرک کلیجے نوں اٹھی!
بجے سو آکھے مڑساں ناہیں جے کر لاہو کھل اپٹھی
کاہنا کہے میں نقل چڑھ کو کاں ہن عشق نپوں دے مٹھی

آپ نے ۱۶۰۰ء میں وفات پائی۔

چھجو بھگت۔

لاہور میں صرافی کی دکان کرتے تھے۔ وہاں آپ کا چوبارہ مشہور تھا۔ بھگوت گیتا کا ترجمہ نظم میں کیا اور شبد لکھے ہیں۔ قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہیں۔

آپ نے ۱۰۵۲ء میں وفات پائی

نمونہ کلام

گگا ہی وات نہ جوڑیا، پیری روگ نہ پندھ
چھجو جیتے عقل نہ اپڑے تتھے مریاں دی سندھ

حکیم درویش :-

یہ حکیم درویش ہی تھے، جنہوں نے ویدک طریقہ علاج اور یونانی طب کو پنجابی نظم کے قالب میں ڈھالا۔ اور اس علم کو قارئین کے لئے دلچسپ بنا دیا آپ گڑھ کلاس (کلاس کے) ضلع گوجرانوالہ کے باشندے تھے۔ آپ شاہجہان کے عہد میں ہوئے۔ آپ کے فن کا شہرہ سارے ملک میں پھیل چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ شاہی حرم میں کسی بیگم کو ورم پستان کا مرض لاحق ہو گیا۔ شاہی طبیبوں نے بہتیرا زور مارا لیکن شفا کہاں؟ آخر کسی نے حکیم درویش کا نام لیا۔

حکیم درویش کی دربار شاہی میں طلبی ہوئی۔ مریضہ کو دیکھنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ حکیم صاحب نے پردے کے باہر بیٹھ کر ہی ایک کلائی کے ساتھ بندھے ہوئے ریشمی دھاگے کے ذریعہ نبض کی حرکات کا جائزہ لیا اور تشخیص مکمل کی فصد کے بغیر مریضہ تندرست نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے ایک مکان میں راکھ بچھوائی۔ مریضہ کو ننگے پاؤں اوپر سے گذرنے کو کہا۔ آپ نے ایک پاؤں کے نشان میں ایک مخصوص جگہ نشتر کھبو دی۔ اور مریضہ کو پھر انہی نشانوں پر پاؤں رکھ کر گذرنے کو کہا۔ مریضہ گذری۔ جب مریضہ کا پاؤں اس نقش پر بیٹھا جہاں نشتر گڑی تھی۔ نشتر چبھ گئی۔ فصد ہو گیا۔ ادھر پاؤں سے خون بہہ رہا تھا۔ ادھر پستان کی ورم کم ہو رہی تھی۔ جب پستان ٹھیک حالت پر آگیا تو خون بند کر دیا گیا۔ بادشاہ نے اس مسیحائی پر خوش ہو کر ایک گاؤں جاگیر میں دیا جو آج کل بھی "درویش" کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

حکیم صاحب کی فنی اور ادبی یادگار "پران سکھ" نام ایک چھوٹا سا منظوم ہندی

رسالہ ہے جس میں طب ہندی کی رُو سے چیدہ چیدہ امراض کا علاج درج ہے۔ یہ رسالہ مطبع عام لاہور میں چھپ چکا ہے۔ ہمارے ملک کے وید اور طبیب آج تک اِس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ حکیم صاحب نے اِس رسالہ میں اپنے وطن کے متعلق اِن اشعار میں ذکر کیا ہے ؎

جب درویش حکیم بجھائے راز ۔۔۔ تب گڑھ کیلاس نہیے شیراز
گڑھ کیلاس کی ایسی گیتا ۔۔۔ بولن سانچ جھوٹ نہیں ریتا

اور تاریخ تصنیف رسالہ "پران سُکھ" حسب ذیل ہے ؎

سمت پڑھتی دیکھ کر لکھیا گُنے گھمیر ۔۔۔ وارے شاہ جہان شے والئے یوسف میر
ایک ہزار چھیا سٹھ سن نبیؐ کا جا ۔۔۔ سولاں سَے سا بارھواں سمت بکرم رائے

(۱۰۶۶ — ۱۶۱۲ بکری)

علاوہ ازیں مفتاح الحکمت۔ دافع المرض، حکیم درویش کی علم طب میں مشہور کتابیں ہیں۔ مفتاح الحکمت فارسی میں منظوم رسالہ ہے۔ اِس کا دیباچہ فارسی نثر میں ہے جس میں حکیم درویش اپنے آپ کو بابا فرید شکر گنج کا مرید ظاہر کرتے ہیں۔

نمونہ کلام

دافع المرض میں سے

علاماتِ سوزاک

ایہہ نشان رکھو ترے آکھ سناداں قول ۔۔۔ گرمی سردی دیکھ کر علاج سوزاک بول
ہے گرمی بولی کر بندیا آلت بہت سڑے ۔۔۔ پیلا بول اِس گرم ترہ تا گو خشک رہے

نامردی کا دُور کرنا

سوکھا، منجل، کتھ، ترے اِک اِک دام | رس برگ چنبیلی کڈھ بھی تیل تلاں دا خام
ایہہ دونوں پکا پاؤ پاؤ وچ کڑاہی پا | اگ جلائیں زم زم پانی سب کھپا
ٹھنڈا کر کے ــــــــ | راتیں مل کے برگ دھتورا اپر بنھ لئے
سرد پانی پیتیں پرہیز ہو، بادی ترش نہ کھا | نامردی نوں رد کرے منگے فضل خدا

پیلو

پیلو گورو ارجن دیو جی جن کا زمانہ ۱۵۶۳ء سے ۱۶۰۶ء تک بتایا جاتا ہے، کے ہم عصر تھے۔ قصہ مرزا صاحباں سب سے پہلے آپ ہی نے پنجابی میں نظم کیا۔ اور اِسی قصہ کے سبب آپ کی شہرت ہوئی۔ حتیٰ کہ آنے والے شاعروں نے بھی بڑے اہتمام سے آپ کا ذکر کیا ہے۔ خاص کر حافظ برخوردار نے تو آپ کی بہت تعریف کی ہے ؎

یارو پیلو نال برابری شاعر کجل کریں | جنہوں پنجاں پیراں وا اتھا پنا کنڈیں دست دھریں

(حافظ برخوردار)

پیلو کون تھا، ہندو یا مسلمان، اس کے متعلق اختلاف ہے بعض تو پیلو کو ماجھے کا مسلمان زمیندار بتاتے ہیں۔ باوا بدھ سنگھ صاحب اِسے ہندو لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ دو پیلو بتاتے ہیں۔ ایک گورو ارجن دیو کا معاصر اور دوسرا پیلو سترھویں صدی عیسوی کا۔ عبدالغفور قریشی ایک ہی پیلو کے قائل ہیں اور اسے مسلمان ثابت کرتے ہیں۔

نمونہ کلام

پیلو آکھے شاعرا کِت ول گیا دھیان | بہہ بہہ گیاں مجلساں لگ لگ گئے دیوان

پیلوؔ اساں ناں نے بھلے جھیڑے اہی ہوئے ادہناں جگڑ پاؤں نہ بوڑیا نہ اگو دبھیے

عورت کی محبت کے متعلق پیلو کا یہ بند خاص طور پر مشہور ہے ؎

چڑھدے مرزے خان نوں حبٹ وکجل ویندا مت

بھٹ رناں وی دوستی کھری جنہاں دی مت

ہس کے لاندیاں یاریاں روکے دیندیاں دس

بتھیں یار کو باندیاں دھرچھاتی ستے لت

عبدالغفور قریشی نے یہ شعر یوں لکھا ہے۔

ہپلوں ہس ہس لاندیاں یاریاں پچھوں رو دیندیاں دس

عبدل :-

آپ گورو گوبند کے ہم عصر تھے۔ وار خوب لکھتے تھے۔ مشہور وار ہے لیکن نایاب ہے۔

نمونہ کلام

تیر کمان کی تعریف

ٹھٹے تے ملتان وچ نوچیز بنایاں روغن رنگ ولایتی سونے چمکائیاں

مارن مرداں گھوڑیاں تیر ینہ صفایاں جن کر سرخاں جال وچ نوکاں ابھرائیاں

ستھرا شاہ :-

ستھرا شاہ ۱۶۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ گورو ہر گوبند صاحب متوفی ۱۶۴۴ء کے ہم عصر تھے۔ اٹھارہ شلوک آپ کی یادگار ہیں۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

نمونہ کلام

جے متر کم نہ آوے ویلے بھیڑ دے | جے دولت ہتھ نہ آوے ملے امیر دے
جے وار و نفع نہ دیوے، وچ سر پڑ دے | جے سینہ صاف نہ ہووے ملے فقیر دے
جے تُرت مراد نہ پاویں سوریاں پیر دے | تاں ٹھُکر پا پینجے گھٹ دگا وچ وہندے نیر دے

جلہن [1]

پنڈ بھڈانا ضلع امرت سر کے رہنے والے تھے۔ سندھو ذات کے زمیندار تھے۔ فرماتے تھے اگر محبت نہیں تو عبادت فضول اور بے معنی ہے۔ گورو ہرگوبند صاحب متوفی ۱۶۴۴ء کے ہم عصر تھے۔ ان کے شبد ۱۹۱۴ء میں چھپ چکے ہیں لیکن آج کل نایاب ہیں۔

نمونہ کلام

(۱) نکے ہندے ڈھگے چار دے، وڈے ہوئے ہل واہیا
بڈھے ہوئے مالا پھیری رب دا لاہنبا لاہیا

(۲) جے پڑھ گرنتھ دے رکھیں ہوتہہ | جلہن آکھے تیرا فٹے مُنہ

(۳) جاگے چور تے بھونکے کتا | جلہن لے سور دپن ستا

ولی رام :

یہ شاہجہان کے زمانہ میں ہوئے۔ ان کی وفات ۱۶۵۸ء میں ہوئی عشق حقیقی کی لگن والے بزرگ تھے۔ عربی اور فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ ان کی مثنوی ملقب بہ "شش وزن" نادر العلوم میں چھپ چکی ہے۔

---

[1] ایک روایت سے موضع جلہن تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے باشندے بتائے جاتے ہیں اور جلہن آپ کے ہی نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

نمونہ کلام

سجن تیرے دوار تے جائیں سجن تینوں کیہا صلاحیں
میں تے سجن اکو فی گلاں دل دے ہتھ سینہے گھلاں
تیتھوں گھول گھمائیں

شیرانی صاحب نے آپ کی اُردو کی ایک نظم بھی "پنجاب میں اردو" میں درج کی ہے۔

شاہ شرف :-

بٹالہ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ یہاں آپ کے والد قانونگو تھے۔ خاندانی اعتبار سے اُپری ذات کے کھتری تھے۔ دادا مسلمان ہوئے۔ آپ ۱۶۵۹ء میں پیدا ہوئے۔ شادی ہوئی۔ پھر بیوی سے ناراض ہوکر ترکِ دنیا کے خیال سے لاہور آگئے۔ یہاں شیخ محمد فاضل قادری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے ۱۷۲۵ء میں مطابق ۱۱۳۷ھ وفات پائی۔ آپ کی تصانیف کافیاں ہیں۔ کافیوں کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

نمونہ کلام

اکھیاں دُکھ بھری میری دیکھن یار تساں نوں
ڈٹھے باہجوں رہن نہ موسے لگی چوٹ نیناں نوں
جے تن لگے، سو تن جانے گجھی دیدن اساں نوں
شاہ شرف دل درد گھنیرے معلم حال متراں نوں

عبدی :-

کو وھن ذات کے تھے۔ والد صاحب کا نام محمد تھا اور موضع باتو کے رہنے والے تھے۔ رسالہ مُہتدی آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۹۹ھ میں لکھا گیا۔ یہ اورنگ زیب کے معاصر تھے۔ رسالہ مُہتدی کے علاوہ ایک اور تصنیف معنی نماز بھی ہے جو اتنی مشہور نہیں۔ رسالہ مُہتدی میں فقہی مسائل درج ہیں۔ فرائض بابو بھی اسی رسالہ کا دوسرا نام ہے۔

نمونہ کلام رسالہ مُہتدی

روزے ماہ رمضان دے سب ہی فرض پچھان ۔۔۔ سمجھاں کارن نیتنا فرض کیتا رحمان
چھوڑن کھانا پیونا، کرن ترک جماع ۔۔۔ ایہو روزہ مجھ نوں نال قیاس سماع

معنی نماز سے

معنی دُعا قنوت دے کریں بیان متین ۔۔۔ ہتے معنے یاد کر عبد سفے تا لی لقین
اسیں یاری تدھ تھیں ربا بخشن ہار ۔۔۔ توں خدا کریم ہیں، توں غفّار ستّار

عبداللہ لاہوری :-

عبداللہ لاہوری پہلے مسلمان شاعر ہیں جن کا کلام کافی تعداد میں ملتا ہے۔ ان کی مشہور کتاب بارہ انواع ہے جس میں فقہ کے بارہ رسالے شامل ہیں جو مختلف سنین میں تصنیف ہوئے۔ اُن رسائل کے اسما حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تحفہ ۱۰۲۵ھ ۔۔۔ ۲۔ خلاصہ ۱۰۳۴ھ ۔۔۔ ۳۔ انواع العلوم ۱۰۴۴ھ
۴۔ خیر العاشقین کلاں ۱۰۵۴ھ ۔۔۔ ۵۔ سراجی ۱۰۵۵ھ ۔۔۔ ۶۔ نص فرائض ۱۰۳۰ھ
۵۔ خلاصہ معلومات ۱۰۴۳ھ ۔۔۔ ۸۔ حصار الایمان ۔ ۔۔۔ ۹۔ خیر العاشقین خرد ۱۰۶۵ھ

بعض مؤرخین عبدی مصنف رسالہ مُہتدی اور عبداللہ کو ایک ہی آدمی تصوّر کرتے ہیں جو صحیح نہیں۔ عبدی کے متعلق باوا بدھ سنگھ صاحب مصنف پریم کہانی لکھتے ہیں کہ آپ ہانس علاقہ منٹگمری کے رہنے والے تھے۔ ابتدا میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بعد میں علم حاصل کیا۔ اور اپنی زندگی اسلامی تبلیغ کے لئے وقف کر دی۔ پھر آپ منٹگمری سے لاہور چوک جھنڈا میں آکر رہنے لگے اور چکی پیس کر گذارہ کرتے تھے۔ عبداللہ کا تمام کلام شرعیات پر مبنی ہے۔

نمونہ کلام

ارکانِ ایمان :۔

اللہ باب آسان کرایسانے وا مذکور　رُکن ایمان تصدیق قرار ایہہ مخلوق ظہور

توفیق ایمان تاثیر بخشش رب عطا　ایہہ غیر ہین مخلوق دو مسعودی فہما

حافظ معز الدین :۔

آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔ آنکھوں سے نابینا تھے۔ خان سعداللہ خاں وزیر شاہ جہان کے کہنے پر آپ نے ۱۰۹۰ھ میں قصیدہ امالی کا ترجمہ پنجابی میں مسجد سپر اداں لاہور میں بیٹھ کر لکھا۔ آپ کی دوسری تصنیف توبہ نامہ ہے جس کا ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔　نمونہ کلام

یارب تیندی واحد جاتا　اسماں صفتاں نال پچھاتا

پاک محمد حق پچھاتا　غیا حکم نہ کراں عدول

یارب توبہ کریں قبول

ان کے علاوہ اِس دَور کے مذہبی رسائل لکھنے والوں میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

دولت علی نے ۱۰۵۴ھ میں نور نامہ تصنیف کیا جس میں فقہ کی مشہور کتابوں کے افادہ سے بعض عقائد کے مسائل درج ہیں۔

درویش محمد:۔ مولوی عبداللہ لاہوری کے اہم مقلدوں میں سے ہیں۔ فرائض درویش محمد آپ کی مشہور کتاب ہے جس کے قلمی نسخے اکثر ملتے ہیں اور یہ کتاب الواع مولوی عبداللہ کے ساتھ مدارس اسلامیہ میں متداول رہی ۔

اورنگ زیب کا زمانہ

۱۰۶۸ھ سے ۱۱۱۸ھ تک

اورنگ زیب کا زمانہ ہندوپاکستان کی تاریخ میں ایک سنہری زمانہ مانا گیا ہے۔ لودھیوں سے لیکر اورنگ زیب کے زمانہ تک بلکہ اورنگ زیب کی وفات تک پنجابی زبان کی کھچڑی پختہ اور لذیذ ہو چکی تھی۔ حتیٰ کہ بذاتِ خود پنجابی زبان کی صورت میں نمایاں حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ پرانی زبانوں کے الفاظ اس کے ذاتی الفاظ معلوم ہونے تھے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک یہ ایک مکمل زبان کی صورت میں معرضِ وجود میں آچکی تھی جس کی تفریق آج کی زبان سے بھی نہیں کی جا سکتی۔

پروفیسر محمود شیرانی اپنی کتاب "پنجاب میں اُردو" میں لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے زمانے سے ہی پنجابی زبان میں بچوں کے لئے نصابی کتابوں کے لکھنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کہرل رائے سنامی نے ۱۱۰۰ھ میں ایزد باری اور امید نے ۱۱۰۰ھ میں اللہ باری تالیف کی۔ عبدالرحمٰن بن قاسم قصوری نے فارسی نامہ لکھا، وارث شاہ

نے اپنی کتاب ہیر رانجھا میں۔ رازق باری اور واجد باری کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس زمانہ میں کئی اور مصنفین نے اس موضوع پر کتابیں لکھیں، خدا بخش نے نصاب ضروری مرتب کیا اور گنیش داس نے صفت باری لکھی۔ اس ذریعۂ تعلیم سے پنجاب میں دیگر علاقوں کی نسبت نصاب تعلیم بہتر تھا اور ذریعۂ تعلیم خالص پنجابی تھی۔

شعر و سخن کے باب میں شرعیات کی تعلیم، تصوّف کے حقائق و معارف کے علاوہ عشقیہ قصص اور اشعار، رزمیہ شاعری میں جنگ نامے معرضِ وجود میں آئے۔

تصوّف کے باب میں پنجاب کا جلیل القدر صوفی سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ اسی زمانے کی قابل قدر یادگار ہیں۔ شاہ ظریف کے عشقیہ بیت بھی اسی موضوع کی یاد دلاتے ہیں۔

شرعیات کے باب میں حافظ برخوردار کی انواع، عبدالکریم کی نجات المومنین، فقیر ورزی کا اخبار الآخرت اور فقہ اصغر، عبدالرحمٰن متھاس کا بحر المسائل اور اسعید کا رسالۂ قرأت مدتوں تک اسلامی مدارس میں متداول رہے۔ بلکہ تقسیم ہند و پاک تک بھی نجات المومنین اور اخبار الآخرت بچیوں کو گھروں میں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔

عشقیہ شاعری کے باب میں اس موضوع کی ابتدا حافظ برخوردار کے قصّہ یوسفؑ زلیخا، تصنیف ۱۰۹۰ھ مرزا صاحباں اور سسی پنوں سے ہوئی۔ بعد میں احمد کا قصّہ ہیر رانجھا اور میراں کی ہیر بھی اسی زمانہ کی پیداوار ہیں جو کہ آنے والے شعراء کے لئے سنگ بنیاد کا کام دیتی رہیں۔

رزمیہ شاعری کی ابتداء پیر محمد کاسی نے ۱۰۹۲ھ میں کی اور یہ سلسلۂ سخن

بھی اسی عہد سے شروع ہوا۔ اسی دَور میں حافظ برخوردار نے بھی ایک جنگ نامہ تصنیف کیا، جو مشہور نہ ہو سکا۔ اس کا قلمی نسخہ ہمارے کتاب خانے میں موجود ہے۔

اب یہاں ہم اُن ہستیوں کا ذکر ذرا تفصیل سے کرتے ہیں جو اس دَور کی نمایاں اور درخشاں یادگاریں ہیں۔

سُلطان باہوؒ۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کا شمار متفقہ طور پر پاک و ہند کے سب سے بڑے صوفیائے کرام میں شمار ہوتا ہے۔ آپ رمضان ۱۰۳۹ھ کو بمقام اعوان کا علاقہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام حضرت سلطان بایزید تھا جو کہ خراسان سے ہندوستان میں آئے اور شاہجہان بادشاہ کی طرف سے جاگیردار تھے۔ حضرت سلطان باہوؒ مادر زاد ولی تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد چالیس سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ آپ کے متفرق پنجابی اشعار کو جمع کر کے ملک محمد فضل دین ککے زئی نے بنام "مجموعہ ابیات سلطان باہو" لاہور سے شائع کیا جس میں آپ کی پانچ سی حرفیاں پائی جاتی ہیں۔ آپ کے کلام سے عشق حقیقی، حق گوئی اور راست کرداری کے جذبات ظاہر ہوتے ہیں۔ کلام نہایت عمدہ اور شستہ ہے۔

نمونۂ کلام

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو

نفی اثبات دا پانی دِتا ہر رگ وچ ہر جائی ھو

اندر بوٹی مشک مچایا، جاں پھُلّن تے آئی ھو

جیوے مُرشد کامل باہُوؒ جیں ایہہ بُوٹی لائی ہو

مذہباں دے دروازے اُچّے راہ حقانی موری ہُو
پنڈتاں تے ملوانیاں کولوں چھُپ چھُپ لنگھے چوری ہُو
اڈیاں مارن، کرن بکھیڑے، دردمنداں دیاں گھوری ہُو
باہُوؒ چل اُتھائیں وسیئے جتھے دعویٰ کسے نہ ہوری ہُو

نہ میں عالم نہ میں فاضل نہ مفتی نہ قاضی ہُو
نہ دل میرا دوزخ منگے نہ بہشتیں راضی ہُو
نہ میں تریہے روزے رکھے، نہ میں پاک نمازی ہُو
باہجھ وصال اللہ دے باہُوؒ دُنیا کوڑی بازی ہُو

آپ کی وفات جمعہ کے دن ماہ جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ بمطابق ۱۶۹۱ء ہوئی۔ آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔

حافظ برخوردار :-

حافظ برخوردار اس دور کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ ان کے نام سے پنجابی ادب میں بہت سا ذخیرہ کتب ملتا ہے جن میں سے حسب ذیل ہمارے پاس بھی موجود ہیں۔

(۱) فرائض ورثہ ۱۰۸۰ھ ۔ (۲) یوسف زلیخا ۱۰۹۰ھ (۳) سسّی پنوں۔
(۴) مرزا صاحباں۔ (۵) حکایت پاک رسول دی۔ (۶) جنگ نامہ امام حسینؑ۔

(۷) ترجمہ قصیدہ غوثیہ۔ (۸) ترجمہ قصیدہ بانت سُعاد۔ (۹) رسالہ نادریہ (۱۰) قصۂ کھنبر (۱۱) ہیرا رانجھا۔ (۱۲) متفرق نظمیں۔ (۱۳) چرخہ نامہ۔ (۱۴) انواع برخوردار، جس میں اُنیس ۱۹ رسائل ہیں۔ سن تصنیف ۱۱۷۶ھ۔

اِن تصانیف کے سنین تصنیف میں فرق کچھ اس نوعیت کا ہے کہ یہ ایک آدمی کی تصانیف معلوم نہیں ہوتیں۔ دوسرے مختلف التوّع مذاق اس کی تائید کرتا ہے۔ سب سے بڑی اُلجھن یہ ہے کہ اِن کتابوں میں حافظ کے حالات، خاص طور پر جائے رہائش مختلف مقامات ہیں جس سے حافظ کے حالاتِ زندگی مرتّب کرنے میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً فرائض درشہ میں مسلمانی چمبہ چھچھ پرگنہ صوبہ لاہور کا ذکر ہے اور علم پڑھنے کا ذکر جہان آباد میں کیا ہے۔ انواع اور ترجمہ قصیدہ غوثیہ میں اپنا وطن تخت ہزارہ ظاہر کیا ہے اور سیالکوٹ سے علم حاصل کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ترجمہ قصیدہ "بانت سعاد" میں رسول نگر رہائش بتاتے ہیں۔ نیز اُن کی پہلی تصنیف ۱۰۸۱ھ اور آخری تصنیف انواع ۱۱۷۶ھ کی ہے۔ اِن دونوں سنین میں فرق اتنا ہے کہ ہمیں اتنی لمبی عمر کا آدمی کہیں سے معلوم نہیں ہو سکا جو اتنا عرصہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہا ہو۔

علاوہ ازیں بعض دیگر پنجابی شاعروں، مثلاً احمد یار، میاں محمد اور مولوی دلپذیر نے اپنی کتابوں میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حافظ برخوردار دو ہوئے ہیں۔ ایک حافظ برخوردار مسلمانی پنڈ والا، اور دوسرا تخت ہزارہ والا۔ لیکن سنین کے اتنے فاصلہ میں قرابت کے لحاظ سے اِن دو کو جُدا کرنا بھی مشکل ہے۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ حافظ برخوردار ایک ہوا ہے جس کا اصلی وطن تخت ہزارہ تھا۔

تحصیل علوم کی خاطر جگہ بہ جگہ پھرتا رہا اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ رکھا جس جگہ کوئی کتاب لکھی اُس جگہ کا نام لکھ دیا۔ مسلمانی، جہان آباد، رسول نگر سے ہوتا ہؤا آخر سیالکوٹ پہنچا۔ اسی جگہ سے تحصیل علوم کی اور آخر یہیں کا ہو رہا۔ اس کی قبر چھٹی شیخاں متصل سیالکوٹ تاحال موجود ہے۔

بہرحال اِن پر دو بیانات کی ترتیب مشکل ہے۔ اگر حافظ برخوردار دو سمجھے جائیں تو تصانیف کے سلسلہ کی یوں تقسیم ہو گی۔ حافظ برخوردار مسلمانی والا کی تصانیف فرائض ورثہ، یوسف زلیخا، سسی پنوں اور مرزا صاحباں ہونگی۔ دوسرے حافظ برخوردار کی تصانیف حکایت پاک رسول دی، جنگنامہ امام حسینؑ۔ ترجمہ قصیدہ غوثیہ۔ ترجمہ قصیدہ بانت سعاد۔ رسالہ نادریہ۔ قصہ کھیتری۔ ہیر رانجھا۔ متفرق نظمیں چرخہ نامہ اور انواع حافظ برخوردار یہ ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اِن ہر دو حصص میں فنِ شعر کا بھی فرق نمایاں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب:۔

انواع کے رسالے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) شمس العلوم۔ (۲) بحر العلوم (۳) فقہ اجمال۔ (۴) مفتاح المصلیٰ۔ (۵) نجات المسلمین۔ (۶) شرف النکاح۔ (۷) تنبیہہ المستدین۔ (۸) رسالہ نماز۔ (۹) نہر العلوم۔ (۱۰) سایہ اصلی۔ (۱۱) میزان شریعت۔ (۱۲) مفتاح الفقہ۔

علاوہ ازیں ذیل کے رسائل بھی انہیں میں شامل ہیں۔

۱۔ مسئلہ بانگ ونکاح۔ (۲) شرح الحمد شریف۔ (۳) رسالہ تُھل نماز۔ (۴) شرح خلاصہ کیدانی۔ (۵) مفتاح السعادت۔ (۶) سراج المعاملات۔

نمونۂ کلام

سیالکوٹ کی تعریف

اللہ شہر سیالکوٹ نوں کرے فضلوں آباد — ہر خانہ دار الفضل ہے، عملوں فضل آباد
کعبے دا نگوں قافلے طالب علموں آ — ہک فاضل ہک شغل فضیلت علم دا علم الا
ہر جا درس کتاب فضیلت ہر جائے تکرار — ہر جا سیر مسائل کتب ہر جائے گلزار
ہر مسجد وچ ذکر شغل تلاوت درس قرآن اوراد — ہر گھر صورت خضر ہے، زیارت کرنوں شاد
ایہہ دوم بخارا افضل وچ ظاہر باطن آ — ایہہ معنی عالم جاندے، عامی کیہہ دل لا
وچ ولایت اوہ بخارا، وچ پنجابے ایہہ — جو منکر اس فضل تھیں اس دے سر پر کھیہ
ایہہ چشمہ شیریں علم دا، جو آوے پی جا — سبھناں یاراں نہ ہووے بھر بھر بھانڈے جا
جے اس کافر کرن خراب شرف نہ مولے جا — کھیہ بہتی دار خراب، عزت اوس نہ جا
بد فضیلت احتساب فاضل کراں ادا — ایہہ فرض کفایہ ادا کر نہیں لوکاں راہ وکھا
اس عاصی جس استاد پڑھیا ہے کجھ آ — رب دیوس ایمان سلامت بہشت نصیب کرا
حضرت کرے شفاعت اس دی حشر دہاڑے جا — حور قصور بہشتی میوے دیوسے رب لقا

ربا اس بہار گلزار نوں دانہ لا
بدل امن وسا اس اتے نہ ایہہ گل گرا

یوسف زلیخا سے

نین یوسف دے بلن مشالاں جہات زلیخا پائی
جل بل خاک ہویاں سب رناں تابش رہی نہ کائی
اکناں چولے کپڑے پاڑے اکناں ململ خاصے
اک گیاں در تک مجذوبہ اک کرن بیاں ہاسے

پلکاں تیر جگر وچ مارے، ابرو کھچ کماناں
لگی قچی زلف یوسفؑ دی، بھلا ہوش زماناں
بھل گئے اوہ فخر زناں دے، لافاں وسّر گیاں
یوسفؑ دے دل تاریاں وانگوں زرزو کھین پیاں
چھریاں نال ترنج کٹ دیاں پُرزے ہتھ کیتونے
قلم انگشت شنگرف ہویاں سر خط لکھ دتّونے

عبدالکریم :-

مولوی عبدالکریم ضلع جھنگ مگھیانہ کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ۱۰۶۰ھ میں آپ نے ایک فقہی رسالہ لکھا جس کا نام نجات المومنین رکھا۔ اس رسالہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اُس زمانہ سے لے کر آج تک ہمارے اسلامیہ مدارس میں متداول ہے۔ آپ کی ایک کتاب "نجات الایمان" بھی بتائی جاتی ہے۔

نمونہ کلام :- ایمان لانے کے بیان میں

پچھے عقل بلوغ دے ایمان فرض پچھان	واجب ہوئی اطاعتاں سبھے بعد ایمان
منّوں چارے یار بھی دِل سچّے تصدیق	اوہناں وچ بہشت بھل جو ہوون اوہناں رفیق
ایمان اندر فرض تر سے اوّل منّن ذات	دوجا وحدت ربّ دی تریجا منّ صفات

ایمان آنن ہکواری ایہا فرض پچھان
سنّت ایہہ ہی دت بھی جان بہادی تان

فقیر درزی :-

مولوی حبیب اللہ المتلقب فقیر درزی موضع چوہدھووال ضلع گجرات کے باشندے

تھے۔ آپ کے والد کا نام طیب تھا۔ فقہ اصغر اور اخبار الآخرت آپ کی تصانیف ہیں جن میں سے اخبار الآخرت زیادہ مشہور ہے۔ یہ کتاب ۱۱۰۲ھ میں لکھی گئی اور اس میں پندرہ سو اشعار ہیں۔ فقہ اصغر کے اشعار تعداد میں ۹۹۰ ہیں۔

نمونۂ کلام :۔ قیامت کی نشانیاں۔

روز قیامت حق ہے دل تھیں آن یقین
علم الیقین جو ایہا ہو سے عین الیقین

وِچ ارشاد المسلمین بحر مجالس تھیں
لکھیاں ایہہ علامتاں سمجھو کراں متین

جتھیں حق نشانیاں روز قیامت کون
جاں اوہ اوّل ہو سی اٹھسے اوہ ندوں

کرن ترک نماز تھیں ہور جماعت تھیں
اوس نوں سہل جو جانسن کافر ہون یقین

ہور علامت جیہڑی لوک کرسن بہت خیانت
ناحق غبن جو بیع دے وِچ ویسن چھوڑ دیانت

ہور علامت جیہڑی لوک حاکم ظالم چور
کرسن ہور بد اعتاں وڈھی لیسن چور

لعنت دینہاں رسول دی طعنہ دیسن لوک
ننگ نہ ہو سی جنہاں درس ناہیں خوک

ہور علامت کرسن اچے کوٹ منار
منزل محل چوباریاں سوہنے نقش نگار

غافل ایہہ نہ جانسن تھیسن محل فنا
حساب قیامت نفس تے رہسی گل بقا

کمال دین بھٹو :۔

اسی موضوع کے ایک اور شاعر مولوی کمال دین بھٹو ضلع ہزارہ کے باشندے تھے جن کے والد کا نام مولوی خیر الدین تھا۔ آپ نے ۱۱۲۰ھ میں فقہی مسائل پر مشتمل ایک کتاب لکھی :۔

نمونۂ کلام

ایمان آن غیب تے پہلی شرط ایمان — خبراں غیب خدائے نوں ہو رکھے نہان
تریجا ڈرن خدا تھیں، چوتھا کرن اُمید — رحمت منگ خدائے تھیں اس تھیں کر اُمید
پنجواں جان حلال توں چھیواں جان حرام — آپے آن ایمان توں حکم کیتا نعمان

ایہہ ستے شرطاں یاد کرو وڈا اجر پا
جے کوئی ایہناں تے عمل کریسی راضی ہوسی خدا

عبدالرحمٰن منہاس :

اِن کے باپ کا نام تاج دین تھا اور راج پورہ لاہور میں رہتے تھے ۱۱۱۱ھ میں جبکہ عالمگیر غازی کا سینتالیسواں جلوس تھا فقہی مسائل پر مشتمل ایک کتاب موسوم بہ "بحر المسائل" لکھی جس میں حمد و نعت، وضو، نماز اور روزہ کے مسائل درج ہیں۔ کتاب کے کل ۳۰۱ اشعار ہیں۔

نمونہ کلام

منّ خدا رسول نوں نال اقرار زبان — دل تھیں کر کے سچ من ایہہ دو رکن ایمان
کلمہ کافر جے پڑھے ناقص حال انجان — قتل بند نہ اوس نوں، نہ کر بُرا گمان
ایہہ دُنیا تے پنج دو، فائدہ آخر دیہہ وار — ایس خلاصی دوزخوں ہوسی جنّت بہار
خبراں غیب خدا اُنوں ایمان غیب نے آن — خیار اُمید دے بے تھیں دوناں حلال حرام پچھان
من خدا دے فرشتے، کُتب رسول تے دوہ حشر — نیکی بدی مار اُٹھالن جو کجھ خلقت بشر
جنّت دوزخ کرسی عرش لوح تے دوج قلم — ایہہ ستے چیزاں نہ ہوسن فانی رہسن ایہہ مُسلم

شرط بقا تریے ظلم نہ کیجے ڈرے قہر خدا
ایمان بدلے شکر ہمیشہ مت ہوسے ایہہ فنا

محمد سعید:۔

آنکھوں سے نابینا تھے۔ چک ملوک اپنا وطن بتاتے ہیں۔ شرعیات میں علم قرأت کا رسالہ آپ کی تصنیف ہے۔

ان شعرا کے علاوہ جنہوں نے اپنا موضوع مذہبیات اور شرعیات رکھا، اس دور میں کچھ وہ شعرا بھی نظر آتے ہیں۔ جنہوں نے رزمیہ اور بزمیہ اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کی۔ جن میں سب سے اوّل نام پیر محمد کاسبی کا آتا ہے۔

پیر محمد کاسبی:۔

آپ بافندہ قوم سے تھے۔ پیدائش موضع کوٹلی متصل پپنا کھا ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ پیر محمد، شیخ تاج محمد ساکن چک ۱۴گو کا مرید تھا۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں ۱۰۹۲ھ میں پیر محمدؒ نے جنگنامہ امام حسین تصنیف کیا۔

نمونہ کلام

در مقتل امام حسینؓ

عتبیا، تر یدہ بھن کی وڈّی مدینے پھیر — مٹھا ہویا غلغلہ ماتم بیٹھے شیر
عتبیا لکھ یزید نوں گھلے حقیقت دی — پاک محمدؐ میریاں بھجے شفاعت جی
ہیرا دتا حسنؓ نوں، کیتا دغا کما — کارن تیری بادشاہ کیتا رنج خدا
لکھیا دیکھ یزید پھر دل وچ ہویا شاد — توں کیوں چھڑیں عتبیا! تینوں لیسان داد
منصب ہور ودھایا گھلّ دتا سر دیا — مار امام حسینؓ نوں کر کے کوئی دا
عتبے دا دل کنبیا، لکھیا دست لیا — ویری شاہ حسینؓ دا ماتیں چھپ گیا
کہے امام حسینؓ نوں توں سن میری گلّ — لکھیا پھیر یزید دا آیا میرے ولّ

یتیوں چاہے ماریا حضرت دے فرزند — ہیرا دِتا حسنؑ نوں اوس کرائی پند
میں کی کراں عتبیا امت اسانوں دیہہ — عقبہ کہے امام نوں کربہے دھرتی ایہہ
شہر مدینہ چھڈ توں مکے کرنوں واس — اوتھے فتح نہ کسے دی کھ دکھ اٹھوں پاس
مصلحت شاہ حسینؑ نوں دل وچ لگی خوب — شہر مدینہ چھڈیا دشمن ہون مغلوب
روضے پاک رسولؐ دے وِدیا کرن گیا — آکھیں ...... پھر اوہ فکراں وچ پیا
روضے کہہ کے فاتحہ ستا کر کے خواب — ویکھے پاک رسول نوں نوکیتی مہتاب

حضرت بیٹھا چین جیوں تارے لاٹاں یار
گردے گردی ابتنے چین جویں پروار

احمد:-

اورنگ زیب کے زمانہ میں احمد نے ہیر رانجھا کا قصہ لکھا جو ۱۶۹۳ء میں مکمل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ مقبل اور وارث نے اسی کی تقلید میں قصہ ہیر رانجھا تصنیف کئے۔

نمونہ کلام

نظر باز پھر دا وچ کھیڑیاں دے جائے اتنیں پندا جھاتیاں جی
اِک ہسدیاں کھیڈدیاں گاوندیاں نی، اِک بیٹھیاں چپ چپاتیاں جی
کوئی ساولیاں کوئی گوریاں نی، کوئی لمیاں کوئی سنگھاتیاں جی
اِک بنتے دن الزپ کھڑیاں، اِک سوہنیاں نی اِک داتیاں جی
اِک نظر چھپا کے ویکھدیاں اِک ظاہرا ماردیاں کاتیاں جی
اِک کڈھ گھنگھٹ شرماوندیاں، اِک کھول وکھاندیاں چھاتیاں جی

کوئی ویاہیاں کوئی کواریاں نے سبھے رنگ بھریاں رس ماتیاں جی
کدوں آیوں وے راولا جا کہہ دسئے ال ناتھ نوں چھیڑیاں باتیاں جی

میرن:۔

اسی زمانہ میں میرن نے عیش نامہ اور ایک سی حرفی ہیر تصنیف کی۔

نمونہ کلام

ب۔ برہاں نے مار ستایا میں میرا حال بھی بہت بے حال ہویا
مینوں کھاونا پیونا ہنس کھیل سب خراب خیال ہویا
سئیاں چھڈ گیاں میں اکڑی نوں میرا جالناں وکھاں دے نال ہویا
مرن سکھ توں جگ ول بیٹھدا اے دکھ کٹنا بہت محال ہویا

شاہ نظر لطیف:۔

آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔ ان کا زمانہ حیات ۱۰۳۲ھ سے ۱۱۱۰ھ تک بتایا جاتا ہے۔ آپ کی ایک سی حرفی مشہور ہے۔

نمونہ کلام

ت۔ توڑیا کفر نوں شاہ مرداں نال کر . . . . . . جور کیتا
سے کے سبق قرآن دا نبی کولوں منسوخ توریت زبور کیتا
مسلمان کیتا علی کافراں نوں سینہ صاف دلاں ادہ پرنور کیتا
مکھ واری علیؑ دے نام اتوں دکھ درد لطیف دا دور کیتا

ان شعراء کے علاوہ اس دور میں کچھ فنی شعرا بھی نظر آتے ہیں جنہوں

نے مذہبی اور رومانی شاعری کے علاوہ کچھ ایسی تصانیف پنجابی میں کیں جو کہ نصابی کتب کے طور پر استعمال ہوتی رہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔ جن میں سے فارسی نامہ

عبدالرحمٰن قصوری کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

قسم غلہ کے سُن توں یار — تیرے اگے کراں اظہار
گندم کنک علیف ہے موٹھ — شامارخ سوانک لیہے ہونٹھ
ارز ہے چاول جرّت جوار — عدس مسور کم ہے کار
ارزاں چیناں کنک نے کال — گاورس ڈھل مٹاک چڑال
جاورش باجرا، شعیر ہے جَو — کودرم، کودھرا ترس ہے بھَو
سرشف سرسوں خردل رائی — سمسم کنجد تِل ہے بھائی
کتان، السی باقتلہ رواہ — ریحان تُلسی دام ہے بھپاہ
شملیت، میتھنی سبرت ہے سویا
حیّ زندہ مُردہ ہے مویا

اس کے علاوہ اللہ باری، واحد باری اِس دَور کی اِس موضوع کی قابلِ ذکر کتابیں ہیں۔

نعمت خاں جانؔ

آپ کا پورا نام دیوان نعمت خاں تھا، جانؔ تخلص کرتے تھے سن پیدائش ۱۶۵۰ء بکرمی اور وفات ۱۷۲۹ء بکرمی۔ فتح پور آگرہ کے باشندے تھے۔ اِن کی وار "دیوان الف خاں دی وار" کے نام سے مشہور ہے۔

نمونہ کلام

نام محمد لیجئے سبھناں سرداد ۔ ینتھ وکھالیا دین دا سگلے سنسار
جہناں کلمہ آکھیا تے لگے پار ۔ دل میں رکھیا جن دغا تے سٹی مار

بہاری لال :-

گورو گوبند سنگھ جی کے درباری شعرا میں سے تھے۔

نمونہ کلام

ہائے محبت کہی لائی میرے سینے اندر رڑکے
جیوں جیوں ویکھاں باغ ماہی دا میرے اندر آتش بھڑکے
امبڑی جھڑکے مینوں بابل مارے مینوں ویر بلادن لڑکے
ایس وچھوڑے دی آتش کولوں دم نکل جاوے پھڑکے

چراغ :-

چراغ دین چراغ قوم اعوان، موضع کھیڑو، ضلع ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے تھے۔ ۱۱۸۰ھ کے قریب آپ پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۲۱۱ھ میں ہیر رانجھا کا قصہ لکھا۔ زبان اکثر ملتانی ہے۔

نمونہ کلام

بھابی لال پلان کجاوے شتر سنگار دھر بیندے
جت جھلے کر ہتھ مہاراں خوب سنبھال چھکیندے
بانکی چال وسن سب کھیڑے سوراں خان ڈلیندے

ڈنگی پیچ بدھن وستاراں کمر بند چلکیندے
شملے خوب دوپٹے چیرے سہج کنوں ول دیندے
کنگن دست بھوٹے تعنو سوہن وگ چلیندے

تتمہ :-

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اپنی کتاب "اے ہسٹری آف پنجابی لٹریچر" میں مندرجہ ذیل شعرا کے نام درج کیے ہیں۔ افسوس ان کے حالات زندگی اور نمونۂ کلام میسر نہیں ہو سکتے۔

اناتھ داس :- اس نے وچار مالا لکھی، جو ۱۶۹۹ء میں ختم ہوئی قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی میں موجود ہے۔

چتر داس :- سنت داس کے مرید تھے بمطابق ۱۶۰۰ء میں بھگوت گیتا لکھی قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

دیال انامی یا دیال داس :- گورو نانک جی کے بعد پانچویں گورو تھے۔ بھگت بلاس ۱۶۷۵ء میں لکھا جس میں ساہر دا بدھ بھی شامل ہے۔ نیز اگیان پرمنی کا ایک نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

ہردے رام :- ۱۶۳۰ء میں ہنومان ناٹک تصنیف کیا جو کہ طبع ہو چکا ہے۔ ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

حسین بالتی بلگرامی :- باقر کے کہنے کے مطابق غلام نبی کے بیٹے تھے بمطابق ۱۱۵۶ھ میں راس ہرا بودھ لکھا۔

دیوان لکھشمی رام:- بدھ پرکاش درپن ۱۶۸۰ء میں لکھا۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

ہرلاہد:- وٹمال پچیسی لکھی۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

سین پتی:- گورو گوبند سنگھ جی کے معاصر تھے۔ انہوں نے چانکیہ نافی کا ترجمہ پنجابی ہندوی میں کیا جو کہ ۱۷۰۹ء میں ختم ہوا۔ انگلو سنسکرت پریس لاہور میں طبع ہو چکا ہے۔

سیتا رام:- قومی تریخ فارسی سے پنجابی میں نظم کیا۔ یہ حکمت کی ایک کتاب ہے جو ۱۶۵۱ء میں ختم ہوئی۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

اِن شعرا کے علاوہ یوسف زلیخا کا قصہ اِسی دور میں ۱۵۸۶ء میں لکھا گیا جس کا مصنف معلوم نہیں ہو سکا۔ اِس کا قلمی نسخہ ڈبلن لائبریری میں موجود ہے۔ صرف یہی نہیں اِس دور میں روداں کا وسیع سلسلہ ملتا ہے جن کے مصنفوں کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ مثلاً سراج۔ سکندر۔ ابراہیم۔ ملک مراد۔ چندر ہارا لوہار۔ رائے مہا ماتھنا۔ کلیاس ملاذو اور موسیٰ۔ اِن واروں کے حوالہ جات ادی گرنتھ میں درج ہیں۔ اِن میں سے اکثر واریں نانک کے زمانہ میں لکھی گئیں اور بعض نانک سے قبل کی ہیں۔ اِن ادبی کارناموں سے قطع نظر فنی ذخیرہ دل میں بھی کوئی کمی نہیں۔ حکیم درویش نے بہران سکھ فن حکمت میں پنجابی کی کتاب تصنیف کی۔ سیتا رام نے ۱۶۵۱ء میں فارسی سے پنجابی میں ایک حکمت کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ محمد سعید نے علم قرأت میں ایک رسالہ لکھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

عہدِ مغول اواخر

۱۱۱۸ھ تا ۱۲۱۶ھ

تیسرا باب

اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ خاندان کا وہ عروج نہ رہا اور یہ عظیم الشان سلطنت رو بہ تنزّل ہونے لگی۔ طوائف الملوکی کا دور آیا۔ سکھوں اور مرہٹوں کی یورشیں، نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے ملک میں ابتری پھیلا دی۔ اور پنجاب کی سیاسی حالت خراب سے خراب تر ہونے لگی۔ لیکن اِس ابتری کے دَور میں پنجابی شاعری نے وہ عروج حاصل کیا، جو کسی دوسرے دَور کو نصیب نہیں ہُوا۔ پنجابی زبان کا سرتاج الشعراء شاعر سیّد وارث شاہ اِسی دَور کی یادگار ہے۔ نیز بُلّھے شاہ، مقبل، علی حیدر، حامد شاہ عباسی، کوی نجابت اِسی زمانے کے درخشندہ ستارے ہیں۔ اِس کے علاوہ موضوع کے لحاظ سے شرعیات کا سلسلہ بھی بدستور رہا اور تصوّف کے موضوع نے فنِ شاعری کو اور بھی ترقی دی۔ قصّہ گوئی (رزمیہ۔ بزمیہ) عروج

پہنچی۔

شرعیات کے سلسلے میں حسب ذیل شعرا کا نام قابل ذکر ہے۔ ان کی تصانیف اُن کے اسامی کے ساتھ درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ حافظ محمد اکرم:۔

گجرات سے مغرب کی جانب موضع ٹھٹی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حافظ امان اللہ بن الباری بن ابوالفضل بن فتح اللہ بن مخدوم عثمان بن مخدوم نصیرالدین ہے۔ ان کا اصلی وطن ملتان تھا۔ ۱۱۲۱ھ میں سراج القاری رسالہ شیریں اور طریقہ تلاوت وغیرہ لکھیں۔

۲۔ عبداللہ لاہوری عرف برخوردار:۔

والد کا نام میاں مرزا ہے۔ انہوں نے ۱۱۳۹ھ میں ذبح نامہ پنجابی میں تصنیف کیا جس میں ذبح کے متعلق شرعی احکام درج ہیں۔

۳۔ حاجی نور محمد صاحب ساکن شیر گڑھ سندھا نے ۱۱۴۰ھ میں رسالہ میت نامہ لکھا۔

۴۔ علاول خاں ولد درویش محمد:۔

آپ نے مقدمۃ الانوار نام کا رسالہ فقہی مسائل میں لکھا، اور یہ اُس زمانے کی بات ہے جبکہ لاہور میں خان بہادر صوبےدار تھا۔

۵۔ مولوی محمد عابد وزیرآبادی:۔

ان کا زمانہ حیات ۱۱۶۵ھ بتایا جاتا ہے۔ علوم دین کے جید فاضل تھے۔ حل المشکلات (شرح قصیدہ غوثیہ) نجات المساکین۔ مرغوب القلوب اور منطق کے

چند رسالے اِن کی اہم یادگاریں ہیں۔ پنجابی نظم میں رسالہ عقیقہ لکھا جس کا سنِ تصنیف معلوم نہیں ہو سکا۔

۶۔ **محمد فقیر** نے ۲۰ ماہ رمضان ۱۱۸۰ھ کو رسالہ راستِ گفتار تصنیف کیا۔

۷۔ **غلام نبی** نے یکم شوال بروز جمعہ ۱۱۸۰ھ کو جامع الوجوہات تصنیف کی جو کہ ۱۲۴۰ اشعار کا مجموعہ ہے اور اس میں فقہی مسائل درج ہیں۔

۸۔ حافظ رمضان:۔

ساکن موضع چک سکندر ضلع گجرات۔ ذات کے کاسبی تھے معرفت الآخرت اور کسب نامہ بافندگان اِن کی تصانیف ہیں۔ معرفت الآخرت میں قیامت کے متعلق مسائل ہیں۔ اور یہ کتاب ۱۷۳۰ اشعار کا مجموعہ ہے۔

۹۔ واصل گجراتی:۔

ساکن موضع خواص پور ضلع گجرات۔ انہوں نے ۱۱۹۶ھ میں معاشرت نامہ تصنیف کیا۔

۱۰۔ سید محمد مخدومانی:۔

ساکن چک بگن جالی لاداں۔ ضلع سید پور متصل پنڈ دادنخاں، ۱۰ جمادی الاول کو کسب نامہ نعلین دوزی لکھتے ہیں جو کہ ۱۲۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ محمد یار ولد پیر محمد:۔

ساکن کوٹ کالی، بار رانجھیاں والی متصل تخت ہزارہ نے ۱۱۹۶ھ میں آفرینش نامہ (در ذکر ولادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اور ۱۲۰۲ھ ہجری میں نافع الصلواۃ لکھیں۔

۱۲- **مولوی نور محمد صاحب** ولد چوہدری جھنڈا قوم جویا۔ ساکن رانیاں تحصیل سرسہ ضلع حصار ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ آبِ حیات۔ خلعات مولود۔ شہباز شریعت۔ چراغ شریعت۔ خورشید شریعت۔ مفادِ شریعت آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

اِن مذہبی شعراء کے علاوہ صوفی شعرا کی بھی اِس دَور میں کمی نہیں بلکہ پنجابی کے اکابر صوفی شعرا اِسی دَور میں ہوئے ہیں جن میں سب سے پہلے ذکر خواجہ فرد فقیر کا آتا ہے۔ خواجہ فرد فقیر گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ کا زمانہ حیات ۱۷۲۰ء سے ۱۷۹۰ء تک قیاس کیا جاتا ہے۔ ۱۱۶۳ھ میں آپ نے کسب نامہ لکھا۔ آپ کی تصانیف میں سے بارہ ماہ۔ دوہڑہ جات۔ سی حرفی نصیحت نامہ کسب نامہ بافندگان۔ صوفی خیال کی پنجابی نظم میں مشہور کتابیں ہیں جن کے مجموعہ کو دریائے معرفت کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ مجموعہ متعدد بار مسلم سٹیم پریس لاہور سے شائع ہوا۔ اِن کے فقرنامہ کا ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اِن کے علاوہ فرد فقیر کی شہرۂ آفاق کتاب روشن دل ہے جو کہ عبدی کے رسالہ مہتدی، عبداللہ کی انواع اور عبدالکریم کی نجات المومنین کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب ابھی تک اسلامیہ نظامیہ مدارس میں متداول ہے۔ روشن دل میں فقہی مسائل درج ہیں جن کے متعلق فرد فقیر کے اپنے تاثرات یہ ہیں:۔

فرد فقیرا سے تے چایا ای ڈاڈھا بھار
ایہہ ادکھے مسئلے نقہ دے سنبھل کریں شمار

کسب نامہ بافندگان میں ایک بافندہ کی صورت میں تصوف کے مسائل درج ہیں۔ فرد فقیر کا باراں ماہ ایک خاص صنفِ سخن کا حامل ہے۔ سی حرفی کا انداز بیان

عام سی حرفیوں سے علیحدہ ہے۔

نمونۂ کلام (روشن دل سے)

جیکر تیتوں آئیکے پچھے ایہہ بیان — کتھوں ہویوں دس کتھاں کدوا مسلمان

اگوں اُس نوں دس تدّن نال زبان حلیم — میں ہویا روز میثاق دا مسلمان قدیم

(باراں ماہ سے)

ربا کہندے چیتر آیا — میرے جانی کیوں چھ لایا

میریاں چشماں پوہو پھٹیاں — میں رو رو بہت نکھٹیاں

میریاں دراں کلیاں کڈھیاں — جاں آئی رت بہار دی

نت چتی شکن ہڈیاں — میریاں سولاں شاخاں کڈھیاں

سل پوچھی ناز پریم دی — دل چھڑوے چھ ——————

میں دو تیاں بہت ستایا — اج رو رو آہیں مار دی

سید حضرت بلھے شاہ

سید بلھے شاہ صاحب پنجابی کے سرتاج صوفی شاعر ہیں۔ آپ کا اصلی نام عبداللہ شاہ تھا اور والد صاحب کا نام سید درویش محمد تھا۔ آپ کے بزرگوار اُچ گیلانیاں علاقہ سندھ سے ملکوال میں آکر آباد ہوئے۔ بعد میں ایک گاؤں پانڈو کے بھٹیاں تحصیل قصور میں آگئے۔ یہاں سید بلھے شاہ کی پیدائش ۱۶۸۰ء میں بتائی جاتی ہے۔ بلھے شاہ کی تربیت اسلامی طریق پر مساجد میں ہوئی۔ بعد میں آپ کی طبیعت میں تصوف کا جوش پیدا ہوا اور آپ لاہور آکر ایک قادری سلسلہ کے بزرگ عنایت شاہ شطاری متوفی ۱۱۴۰ھ جو کہ علی رضا شاہ شطاری کے خلیفہ تھے اور

باغبانپورہ کے ارائیں قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، سے ملے۔ اور آپ ان کے مریدین کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ آپ کے کنبہ کے لوگوں کو اس بات کا سخت قلق ہوا کہ ایک سید ارائیں کا مرید کیوں ہو۔ اکٹھے ہو کر بلھے شاہ کو روکنے آ گئے۔ اس واقعہ کا ذکر خود بلھے شاہ صاحب نے کیا ہے ؎

بلھے نوں سمجھاون آیاں بھیناں تے بھرجائیاں
آل نبیؐ اولادِ علیؑ دی نوں بلھیا توں کیہہ لیکاں لائیاں
من جا بلھیا ساڈا کہنا چھڈ دے پلا رائیاں

لیکن بلھے شاہ شرابِ شوق میں سرمست تھے۔ جواباً فرمایا۔ ؎

جیہڑا سانوں سید آکھے دوزخ ملن سزائیاں
جیہڑا سانوں رائیں آکھے بہشتیں پینگاں پائیاں
جے توں باغ بہاراں لوڑیں بلھیا ہو جا طالب رائیاں

بلھے کو اپنے پیر سے بے حد عقیدت تھی اور اس شرابِ معرفت میں وہ اس قدر مست ہوئے کہ شرعیات سے بھی آزادانہ روش اختیار کر لی۔ آپ کی تصانیف وہ مشہور کافیاں ہیں، جن میں آپ نے سلوک و معرفت، جذبۂ حق و صداقت اور لقائے الٰہی کے گیت بڑی بے باکی سے گائے ہیں۔ دیکھئے آپ کا ایک بے باک شعر کیسا زوردار ہے ؎

بلھیا پی شراب تے کھا کباب، ہیٹھاں بال ہڈاں دی اگ
چوری کر تے بھن گھر رب دا، اوس ٹھگاں دے ٹھگ نوں ٹھگ

بلھے شاہ ایک عالم فاضل ہونے کے باوجود علوم کو جہالت سے تعبیر کرتے ہیں۔

لوکاں دیاں سب گلڑیاں تے اللہ اللہ دی گل
کجھ رولا پایا عالماں، کجھ ورقاں پایا جھل

بلھے شاہ کی کافیاں متعدد بار مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہیں اور لوگوں کو کافی سے زیادہ زبانی بھی یاد ہیں۔ حال ہی میں پنجابی ادبی اکیڈمی نے ایک نفیس نسخہ کلیات بلھے شاہ کے نام سے شائع کیا ہے۔ بلھے شاہ کے کلام میں عشق الٰہی، حق گوئی، بے باکی اور راست کرداری کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ زور کلام مثالی ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے بلھے شاہ کا نام پنجابی شعرار کی صف اوّل میں لیا جاتا ہے۔ بلھے شاہ کی وفات ۱۱۷۱ھ کو ہوئی۔

کلیات میں کافیاں، سی حرفیاں، دوہڑے، اٹھوارا اور باراں ماہ شامل ہیں۔ ان کے کلام کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کی بعض منظومات کو ——— (C. S. USBRANA —) نے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ حال ہی میں ہمارے محترم دوست قریشی غلام یعقوب انور بی۔ اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ ہائیکورٹ ساکن گوجرانوالہ نے کلیات بلھے شاہ کا انگریزی نظم میں ترجمہ کیا ہے جو ناحال طبع نہیں ہوا۔

نمونۂ کلام

وید قرآناں پڑھ پڑھ تھکے سجدے کردیاں گھس گئے متھے
نہ رب تیرتھ، نہ رب مکے جس پایا تس نور جمال

عشق دی نویوں نویں بہار

ہیر رانجھے دے ہوئے میلے بھل ہیر ڈھونڈیندی بیلے
رانجھا یار بغل وچ کھیلے شدھ نہ رہیا سرت سنبھال

عشق دی نویوں نویں بہار

پھوک مصلّیٰ بھن سوٹا نہ پھڑ تسبیح عاصا لوٹا
عاشق کہندے دے دے ہوکا ترک حلالوں کھا مردار

عشق دی نویوں نویں بہار

عمر گنوائی وچ مسیتی اندر بھریا نال پلیتی
کدے نماز وحدت نہ نیتی ہن کرناہیں شور پکار

عشق دی نویوں نویں بہار

جاں میں سبق عشق دا پڑھیا مسجد کولوں جیوڑا ڈریا
ڈیرے جا ٹھاکر دے وڑیا جتھے وجدے ناد ہزار

عشق دی نویوں نویں بہار

عشق بھلایا سجدہ تیرا ہن کیوں پاویں ایویں جھیرا
بُلھا ہوندا چپ بتیرا عشق کریندا مارو مار

عشق دی نویوں نویں بہار

ناں میں مومن وچ مسیتاں ناں میں وچ کفر دیاں ریتاں
ناں میں پاکاں وچ پلیتاں نہ میں موسیٰ نہ فرعون

بُلھیا کیہ جاناں میں کون

نہ میں بھیت مذہب دا پایا نہ میں آدم حوّا جایا
نہ میں اپنا نام دھرایا نہ وچ بیٹھن نہ وچ بھون

بُلھیا! کیہ جاناں میں کَون

اوّل آخر آپ نُوں جاناں نہ کوئی دوجا ہور پچھاناں
میتھوں کوئی نہ ہور سیانا بُلّھیا شوہ کیہڑا ہے کون
بُلھیا کیہ جاناں میں کَون

نہ خدا مسیت نہ مندر نہ خانے کعبے نہ خدا قرآن کتابیں نہ خدا نمازے
نہ خدا اے تیرتھیں اتھویں پنڈے جھاکے بُلّھیا شوہ نوں مرشد ملیا چھُٹّے سب تقاضے
حاجی لوک مکّے نوں جاندا ساں جاناں تخت ہزارے
جتول یار اوتے دل کعبہ بھانویں پکھ کتاباں چارے

سیّد علی حیدر :-

سیّد علی حیدر ضلع ملتان کے قصبہ قاضیاں میں یکم شعبان ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۶۹۹ء پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ محمد امین تھا۔ آپ جیلانی سیّد تھے اور خواجہ فخرالدین دہلوی کے مُرید تھے۔ پنجابی صوفی شعرا کی مصنفہ مس راما کرشنا لاجونتی آپ کے سیّد ہونے پر شک کرتی ہیں۔ علی حیدر کا کلام صوفیانہ حقائق سے بھرپور ہے۔ اگرچہ یہ بلّھے شاہ کے کلام کے پایہ کا نہیں۔ تاہم اکابر شعرائ کے کلام شامل ضرور رہتا ہے۔ اِن کا یہ کلام مدت تک غیر مدوّن رہا جس کو بعد میں ملک فضل دین نے حضرت غلام میراں کی مدد سے مکمل کر کے "مکمل مجموعہ ابیاتِ علی حیدر" کے نام سے ۱۳۲۵ھ میں شائع کیا جس میں چھ سی حرفیاں متفرق

ابیات اور ایک قصہ ہیر شامل ہے۔ قصہ ہیر تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ علی حیدر ملتانی کا نہیں بلکہ غلام قادر حیدر جلال پوری کی تصنیف ہے۔ اور اس مصنف کا قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ علی حیدر کی وفات سنہ ۱۱۹۰ھ میں ہوئی۔

نمونہ کلام

ت:۔ تاریاں لاریاں تیندیاں نے میںوں لاریاں کاریاں ماریاں نی
ہیر جیہیاں سے گولیاں گھولیاں نے صدقے کیتیاں تیتھوں واریاں نی
چوہڑ مار تر وڑ پاسے پاسے، توڑ دتیاں ہڈیاں ساریاں نی
حیدر کن کھلاریاں، تیتھوں اساں جتیاں بازیاں ہاریاں نی

ا:۔ ایتھے اوتھے اساں آس تیندی اتے آسرا تیندڑے نوں وڈا اے
مینہیں سب حوالڑے تیندڑے نی اساں خوف نہ کھنڈرے چوڑا اے
توں ہی جان سوال جواب سبھے، سانوں خوف نہ اوکھڑی گوڑا اے
علی حیدر نوں سک نہیں تیندڑی لئے تیندڑے باہجہ ناہیں سائل ہوڑا اے

ع:۔ عشق ماہی دی بھٹی تپ دی، تپ دی تے بھاہ بھاہ کرے
عاشق سڑدے تے تڑ تڑ کرڈے باہر عشق پیا واہ واہ کرے
سلیمان بھٹیاری دا بھٹ جھوکے اتے سنگ مچھیانی دے نیاہ کرے
جنہاں اپنا آپ ماریا دسے حیدر تیری جنت دی کی پرواہ کرے

ع: عرش کتبے ہو عشق دی ختیں، کرسی ہو حیران کھلو رہی
پیا شور رسی دوہاں جہاناں اندر تد دل چھپ کے کیتی سی جال دی
عاشق ب پ ت نہ جاندے فی نہیں جاندے صیغہ امر نہی
حیدر وارے جایئے انہاں عاشقاں دے جنہاں امر وچوں کیتا رب جی

مُقبل :-

مُقبل محمد شاہی عہد کا مشہور اور نامور شاعر ہے۔ آنکھوں سے نابینا تھا۔ قصہ ہیر، جنگنامہ امام حسینؓ، اور ایک سی حرفی در مدح پیران پیر آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ جن میں سے قصہ ہیر بہت مشہور ہے۔ اس قصہ میں کل ۴۴۲ بند ہیں۔ مختصر ہونے کے باوجود جامع اور دلکش ہے۔ وارث شاہ کی ہیر اسی کی تقلید میں لکھی گئی۔ اس کا جنگنامہ ۱۱۵۹ھ تا ۱۱۶۱ھ میں نظم ہوا۔ مقبل کی تصنیفات متعدد بار شائع ہو چکی ہیں اور بازار میں عام ملتی ہیں۔

نمونہ کلام۔ (ہیر میں سے)

راجے عدلی سنے دوہاں نوں وداع کیتا دا تے رب دا نام دھیا کے جی
ہیر آکھدی رانجھنا جان میری اکراں گل جے سنیں دل لا کے جی
ساڈا عشق قبول درگاہ پیا، لیلیٰ مجنوں دے نال رلائیکے جی
میں آکھنی ہاں گل منّ میری مُقبل سوال خدا دا پائیکے جی

پہنچی جھنگ سیال نوں ہیر ڈھی، رانجھا تخت ہزارے نوں جاوندا اے

پنج پیراں نوں رانجھنے یاد کیتا، پلٹے کن درست کراوندا اے

امام حسینؑ کی شہادت

زینب آہیں ماریاں نالے آپ کلثوم
ویر اساڈوں کر گیوں نانیاں تے مظلوم
بی بی چوڑا بھنیاں پٹ پٹ سٹے وال
سایاں کر یندی چیکاں مارے حال
نکوں نتھ اتار کے کہندی کرکر وین
ڈیرا رنڈا کر گیوں دو لو شاہ حسینؑ

سید وارث شاہ۔

سید وارث شاہ پنجابی زبان کا بلاشبہ سرتاج الشعراء شاعر ہے۔ اور پنجابی زبان اس ہستی پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے لیکن یہ بات نہایت افسوس سے لکھنی پڑتی ہے کہ جس قدر اس کی شاعرانہ عظمت نمایاں ہے اسی قدر اس کی زندگی کے حالات مخدوش ہیں۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش، تاریخ وفات اور خاندان کا علم کہیں سے میسر نہیں آسکا، سوائے آپ کے اس مصرعہ سے۔ ع

بناں عمل دے نہیں نجات ہوندی پیا مارئیے قطب دیا بیٹیا وے

اس مصرعہ سے آپ کے والد صاحب کا نام سید قطب شاہ مستنبط ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی زندگی کے تمام پہلو غیر مصدقہ روایات پر مبنی ہیں۔

بہرحال قصہ ہیر رانجھا آپ کی وہ زندۂ جاوید تصنیف ہے جو وارث شاہ کو ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قصہ ۱۱۸۰ھ میں تصنیف ہوا۔ اس قصہ میں وارث شاہ نے اپنا وطن جنڈیالہ بتایا ہے جو ضلع شیخوپورہ میں اب جنڈیالہ شیر خاں

کے نام سے

وارث شاہ وسنیک جنڈیالڑے داتے مرید مخدوم قصور دا اے

مخدوم قصور سے بعض محقق سید غلام مرتضیٰ مراد لیتے ہیں اور بعض مولانا غلام محی الدین قصوری بتاتے ہیں۔ غلام محی الدین قصوری والی روایت تو قطعی طور پر غلط ہے۔ غلام مرتضیٰ صاحب والی روایت کے متعلق کچھ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس کے علاوہ قصۂ ہیر رانجھا کا سبب تصنیف وارث شاہ کا بھاگ بھری سے معاشقہ بتاتے ہیں جو کہ محض افواہ ہے اور ہمارے نزدیک قطعی طور پر غلط ہے۔

بعض تذکرہ نگار یہ بھی لکھتے ہیں کہ سید وارث شاہ، حضرت بُلّھے شاہ قصوری اور سید علی حیدر ملتانی کے ہم درس تھے۔ یہ قصہ بھی محض روایت کی حیثیت رکھتا ہے۔ وثوق سے اس کے متعلق بھی کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ تینوں شاعر ہم عصر ہوں۔ کیونکہ بلھے شاہ کی وفات ۱۱۷۱ھ میں ہوئی۔ علی حیدر ۱۱۹۱ھ میں فوت ہوئے اور وارث شاہ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے ہیر ۱۱۸۰ھ میں لکھی۔ ان کے ہم درس ہونے کا ثبوت کہیں سے نہیں ملتا۔

وارث شاہ کی ہیر پنجابی ادب کا وہ شہ کار ہے جس کا جواب آج تک پیدا نہیں ہوسکا۔ لیکن اس کے بارے میں بھی یہ بات نہایت افسوس سے لکھنی پڑتی ہے کہ اس میں ترتیب کے وقت ترمیم و تنسیخ کا کام اس زیادتی سے کیا گیا ہے کہ وارث شاہ کی اصلی ہیر پر بھی شبہ ہونے لگتا ہے کہ آیا وہ اب موجود ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہیر کے ناشرین نے اس کی طباعت کے وقت ہمیشہ یہی خیال پیش نظر

رکھا ہے کہ اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔ تاکہ لوگوں میں زیادہ سے زیادہ مقبول ہو۔ اور وہ سب سے اوپر بڑے فخر سے لکھتے ہیں۔

"سب تُوں وڈی تے اصلی ہیر"

اس کو بڑی اور اصلی بنانے کے لیئے اشعار کا اس قدر اضافہ کیا کہ اس کی اصلی صورت بگڑ گئی۔ اس کی طباعت کی کہانی خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب اور سر رچرڈ ٹمپل لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے ہیر "ہوپ پریس" میں شائع ہوئی ۱۸۶۰ء اور ۱۸۷۰ء کے درمیان رائے صاحب منشی گلاب سنگھ، حاجی سراج الدین چراغ دین ملک ہیرا مصطفائی پریس لاہور نے یکے بعد دیگرے اس کو شائع کیا۔ امرت سر میں بھائی چیتر سنگھ، جیون سنگھ نے بھائی میلا سنگھ صاحب کے اُستاد سے لکھوا کر گورمکھی حروف میں طبع کروائی۔ اس کے بعد بھائی کشن سنگھ عارف اور نیاز علی نے افغانی پریس سے طبع کرائی۔ اس کی اس قدر مقبولیت سے اس پر اضافات کا سلسلہ شروع ہوا، چنانچہ اِن اضافات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

میاں رُکن دین کے نسخہ میں ۱۶۷۳ مصرعے ہدایت اللہ نے زیادہ کیے۔ میاں پیرا ندتہ نے ۱۱۹۲ مصرعے، محبوب عالم نے ۷۵۰ مصرعے، محمد دین سوختہ نے ۷۹۴ مصرعے، اشرف علی نے ۵۰۰ مصرعے اور عبدالرحمٰن نے ۶۶۰ مصرعے زیادہ کیے۔

اس کے علاوہ عزیز دین نے بھی کچھ مصرعے زائد کیے، جن کی تعداد معلوم

نہیں۔ ان اضافات کے پیش نظر وارث شاہ کی اصلی ہیر کہاں ہے۔

ہیر کے علاوہ وارث شاہ کی تصنیفات چوہڑیٹی نامہ، معراج نامہ، اشتر نامہ، دوہڑے، ترجمہ قصیدہ بُردہ، وصیت نامہ اور مدح غوث الاعظم مشہور ہیں۔

نمونہ کلام

مرد صاف چہرے ہین نیکیاں شئے، صورت رَن دی مہم موقوف ہے نی
مرد عالم فاضل اتے اصل قابل کسے رَنّ نوں کون وقوف ہے نی
صبر فرح ہے مَنّیاں نیک مرداں اتے صبری واگ معطوف ہے نی
دفتر مکر فریب نے خچر دا دی اہناں پستیاں وچ ملفوف ہے نی
اندر خاص جے عمل نہ نیک ہوون، انسان کہاوناں زُوف ہے نی
"اِنَّ کَیْدَکُنَّ" حق عورتاں دے اہناں وچ قرآن حروف ہے نی
رَنّ مرد دی سدا محکوم ہوندی، ایہہ تاں گل مشہور معروف ہے نی
وارث شاہ ولایتی مرد میوے، اتے رَنّ مسواک دا صوف ہے نی

جیہیاں خبر دنیا منداجو گیاں نوں مچھی بھابڑے نوں، ماس بھمناں نی
کیف بھگت قاضی، تیل کھنگ والے، ڈُدھ سُنّاں لوگ پلہمناں نی
زہر جیوندے نوں آن سن والے، پانی ہلکیاں نوں ڈھرن سا ہمناں نی
سہیا چوہڑیاں نوں، بیاج مومناں نے روح کلبُد اجہو ناضامناں نی
مندی جھڑک یتیم مسکین سائل دا لوں ہٹک دنیا دیاں دانیاں نی
مندا مورکھاں دے وچ واس کرنا، پندھ چلنا نال ارگانتاں نی

دانشمند وی مجلسوں ترک کرنی، اتے احمقاں نوں یار جانناں نی
اوڑ خمریاں نوں، شیر اکنجراں نوں دنیا اٹھیاں ضر چھپاناں نی
بُرا جھگڑنا نال تیر ہوندا، جانوں مار دینا عقل داناں نی
وارث شاہ جیوں کھیا چوہیاں نوں سنکھ مُلاں نوں تے بانگ ہمناں نی

صبح کا منظر

چڑی چوہکدی نال جاں ٹُرے پاہندی پیاں دُدھ دے وچ مدھانیاں نی
صبح صادق ہوئی جدوں آن روشن، تدوں لالیاں آن چمکانیاں نی
اِکناں اُٹھ کے ریڑکا پادتا، اِک ہوندیاں پھرن ودھانیاں نی
اِک اُٹھ کے ہلیں تیار ہوئے اِک ڈھونڈے پھرن پرانیاں نی
لیّاں کڈھ ہر نالیاں ہالیاں نے بیّاں کھوئیں نوں جنہاں نے لانیاں نی
گھر بار رنّاں چکیّاں جھوتیاں نے جنہاں تاؤناں گُنّھ پکانیاں نی
کاربار وچ ہویا جہان سارا، چرخے ڈاہندیاں اُٹھ سوانیاں نی
اُٹھ غسل دے واسطے جان وڑے، سیجاں جنہاں نے رات دیاں مانیاں نی

سمجھ وسدیاں جیڈ نہ بھلا کوئی، بُرا نہیں جے کم فتور جیہا
دان دیونے جیڈ نہ عمل کوئی، ذکر رب دے جیڈ نہ نور جیہا
غصّے جیڈ ناہیں کوڑی چیز کوئی، مٹھا یار دے لباں دے بُور جیہا
صحت جیڈ ناہیں کوئی ہور نعمت، مندا دُکھ نہ گھاہ نہ نھور جیہا

مُوذی نفس دے جیڈ پلید نا ہیں، بے غیرتا بُرا نہ شُور جیہا
وارث شاہ جیہا گنہگار نا ہیں، بخشنہار نہ ربّ غفور جیہا

حامد شاہ عباسی :-

حامد شاہ عباسی ہنڈ چرفتہ پرگنہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ سن پیدائش ۱۱۶۱ھ، والد کا نام سید عطاء اللہ اور دادا کا نام سید اعظم شاہ تھا۔ ان کے دادا تبلیغ اسلام کی غرض سے ہندوستان میں علاقہ ماوراالنہر سے آئے تھے۔ حامد شاہ، نور پور کے راجہ کے مصاحبوں میں سے تھے اور اپنے گاؤں میں امام مسجد تھے۔ حامد شاہ کثیر تصنیفوں کے مالک ہیں تفصیل جن کی ذیل میں درج ہے۔

۱۔ جنگ نامہ حامد۔ (۲) اخبار حامد۔ (۳) ہیر حامد (۴) گلزار حامد۔ (۵) تفسیر حامد۔ (۶) فقر نامہ جدید (۷) احکام الصلٰوۃ۔ ان میں سے جنگنامہ اور ہیر بہت مشہور ہیں۔ جنگنامہ حامد ۱۱۸۱ھ میں شروع ہوا تھا اور ۱۱۹۱ھ میں پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

نمونہ کلام

اکھیاں قاسم شیر دیاں مٹھے ہتھاں نال
ریش مبارک اُتّے ول پُوبنجے خون دا ل
زلف قاسم شیر دی جو سی گرد غبار
کنگھی زلفاں پاک کر ہوئی بہت کھنجال
کہندی میر با قاسماں ہویوں وچ شہید
کیہہ کھڑیا تُدھ سی الیس شریر یزید
بے تقصیر ا ماریوں کوئی نہ گناہ
نہ سی دشمن کسے دا بندہ نیک اللہ

اُٹھیں میرا قاسما! نال میرے لگ گل   جگر دا پھالا ہو گیا، گیا کلیجے سل

صدیق لالی :-

صدیق لالی کے حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے۔ صرف یہی معلوم ہو سکا ہے کہ آپ نے ۱۱۳۵ھ میں قصہ یوسف زلیخا تصنیف کیا جس کے متعدد نسخے پرانے کتب خانوں سے دستیاب ہوتے ہیں۔

نجابت :-

"نادر شاہ دی وار" پنجاب کے علاقہ میں ایک اہم کتاب ہے جو گذشتہ زمانے میں مراسیوں اور بھانڈوں کو زبانی یاد تھی اور وہ عام مجلسوں میں ایک خاص انداز سے سنایا کرتے تھے۔ لوگ اس وار کو نہایت اشتیاق اور انہماک سے سنتے تھے۔ اس میں نادر شاہ کے ہندوستان پر حملہ کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ ۱۹۲ء میں سرایڈورڈ میکلیگن صاحب بہادر جب کالونائزیشن آفیسر مقرر ہوئے تو انہوں نے خانقاہ ڈوگراں کے ایک میراثی سے سن کر اسے مرتب کیا اور رومن رسم الخط میں لکھا۔ اس کا کچھ حصہ "خالصہ ینگ مین میگزین" میں شائع ہوا۔ پھر خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی نے منیجر میگزین کی اجازت سے اسے ٹریکٹ کی شکل میں شائع کیا۔ پھر یہ وار پنجاب ہسٹاریکل ایسوسی ایشن کے جرنل جلد ۶ نمبر ۱ میں شائع ہوئی۔ اس کے مصنف کے بارے میں محققین کچھ وثوق سے نہیں کہہ سکے بعض کا خیال ہے کہ یہ علاقہ پنڈی کے شاہ چراغ کی تصنیف ہے۔ جس کو نجابت نے بنا سنوار کر اپنے نام کر لیا۔ ہمارے نزدیک نجابت والا سلسلہ بھی قابل وثوق نہیں۔ بہر حال لوگ

اس کو نجابت کی "نادر شاہ دی وار" کہتے ہیں۔

نمونہ کلام (دہلی کی تاریخ)

اوّل دہلی کوروواں گھر اپنے پائی ۔۔۔ فیر لئی سی غوریاں کجھ مدت وسائی
فیر چوہاناں رکھیا خوش رنگ کرلائی ۔۔۔ فیر لئی پٹھاناں گھر چوسٹھے آئی
فیر لئی بابرکیاں چغتیاں دھرسار کمائی ۔۔۔ دہلی نت نوو رہیں رت دھڑی لوائی
تد لکھ کھپائیاں کھونیاں مہر ذرا نہ آئی ۔۔۔ اک ماریں اک سر دھریں رنگ حسن سوائی
نویاں کل ولائتاں جگ بھرے دوہائی ۔۔۔ ماس کھائے راج پتراں جو بکر قصائی

دہلی توں شہزادیاں کھہہ ہوندی آئی

محرم شاہ :-

محرم شاہ کی ایک سی حرفی مشہور ہے۔ جوکہ متعدد بار شائع ہو چکی ہے مزید حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

عظیم ولد محمد سعید :-

بارھویں صدی کے شعرا میں سے ہیں۔ باراں ماہ۔ قصہ لڑکا جنگ نامہ حضرت علیؓ آپ کی تصانیف ہیں، جن کے متعدد نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔

عمر بخش درویش :-

آپ کی دو سی حرفیاں اور پنج بیتے لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

میاں اشرف :-

لاہور کے رہنے والے تھے۔ ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی۔ آپ نے باراں ماہ اور جوبرگے لکھے۔

اسی طرح شاہ حبیب اور مولوی جان محمد صاحب ساکن جاتی والا اس دور کے شعراء میں سے ہیں۔ مولوی جان محمد صاحب کی وفات ۱۲۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی ایک سی حرفی اور رسالہ رتنیا مشہور ہیں۔

نمونہ کلام

ایس پلنگڑی مینوں پائی دلگیری ویکھ پاوے غم اُڈے
ہیاں کڑکن وانگ سنیاں، مینوں سیر و شیر ڈراوے
چُولیں سوال اُٹھے مَن میرے مینوں نہ امن کھاون آوے
جان محمدا ہیٹھ پئی پلنگڑی جتھے پیارا نظر نہ آوے

فیض اللہ:-

تحفۃ العاشقین کے مصنف ہیں جس میں حضرت موسیٰؑ کی تاریخ درج ہے اس موضوع پر اتنی ضخیم کتاب تاحال نہیں دیکھی جا سکی۔ کتاب کا قلمی نسخہ ناقص الآخر ہے جس سے فیض اللہ کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ صرف قرائن سے اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ محمد شاہی دور کا آدمی ہے۔

مولوی رکن دین:-

آپ نے ۱۳۰۶ھ میں جنگ نامہ امام حسین علیہ السلام لکھا جو کہ روضۃ الشہدا کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ امام الدین:-

آپ ہری پور ہزارہ کے باشندے ہیں۔ ایک رسالہ "نمانی جندڑی" اور ایک سی حرفی آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ نمانی جندڑی ۱۱۹۴ھ میں لکھی گئی۔

میاں چراغ دین اعوان:۔

پنڈ کھیتر متصل ہرنڈ ضلع ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے تھے۔ اورنگزیب کے بیٹے معظم خاں کے کہنے پر قصہ ہیر رانجھا ۱۱۲۱ھ میں تصنیف کیا۔

اِن کے علاوہ میاں نعیم، سائیں لنگھا، مسکین۔ غلام رشید۔ مولوی بخشا۔ سری بھگ صاحب۔ اگرا مصنف "حقیقت رلئے دی دارہ" اِس دَور کے مشہور شاعر ہیں۔ گلاب سنگھ اور بہبل لاہوری بھی اِس دَور کی اہم یادگاریں ہیں۔ گلاب سنگھ کا باراں ماہ اور بہبل کی ہیر اور قصہ سسی پنوں بہت مشہور ہیں۔

نمونہ کلام گلاب سنگھ

چہتر چا معشوق ملن دی زلف کنڈل وچ پلٹے ڈنگ چلاوے
نازک کمر ویکھ دلبر دی خاطر شیر نہ آوے سو سر تاوے
نرگس نین، صراحی گردن، لباں لعل دکھلاوے مار مکاوے
گلاب سنگھا سوہنی وے باہجوں کونج وانگوں کرلاوے نظر نہ آوے

نمونہ کلام بہبل

ص۔ صفائی دل دی باہجوں ناہیں قرب حضوری تے منظوری
بے صبراں نوں حاصل ہیرے ناہیں اجر ضروری۔ رتبہ نوری
اوّل آخر ظاہر باطن لبھسے نہ کوئی پوری باجھ صبوری
کریں متابعت ہیرے بہبل نہ کر بے شعوری تے مغروری

سکھی عہد

۱۲۱۶ھ تا ۱۲۶۶ھ

چوتھا باب

مُغلیہ خاندان کے زوال کے بعد ہند و پاکستان میں سکھوں کا عروج ہُوا۔ یہ سارے کا سارا دور ملکی بد امنی کا دَور تھا جس میں علم و ادب کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی گئی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پنجابی زبان کے متعلق سکھوں کی رائے یہ ہے کہ یہ اُن کی زبان ہے۔ کیونکہ اس کی ابتدا ان کے مذہب کے بانی گورو نانک سے ہوئی۔ مسلمان پنجابی زبان کے اِس لئے دعویدار ہیں کہ پنجاب میں اِس کی ترویج اُن کی آمد سے ہوئی اور اس کی ہئیت کذائی انہیں کی زبان فارسی، عربی کے اختلاط سے معرضِ وجود میں آئی۔ لہٰذا ان ہر دو قوموں کا دعویٰ اِس زبان کے ارتقاء میں شروع سے آخر تک کارفرما رہا۔ سکھوں نے اسے

اپنی مذہبی زبان سمجھتے ہوئے ہندوستان کی قدیم زبانوں کی چاشنی کو نہ چھوڑا اور تاحال اُنہی زبانوں کے الفاظ پنجابی زبان میں استعمال کرنے میں فخر سمجھتے ہیں اور مسلمان فارسی اور عربی زبانوں کے الفاظ سے اِس کی شان کو چار چاند لگاتے ہیں اور یہ فرق تاحال موجود ہے۔

مغلیہ دور میں دفتری زبان فارسی تھی۔ سکھی دَور میں اِس بات پر ہنگامہ ہوا کہ دفتری زبان پنجابی ہونی چاہیئے۔ لیکن رسم الخط اور ہر دو قوموں کی مساویانہ زبان کے ارتقاء کے پیشِ نظر سکھی دَور میں بھی پنجابی زبان دفتری زبان نہ ہو سکی اور فارسی ہی دفتری زبان رہی۔ اور پنجابی کے ارتقاء کا سلسلہ جُوں کا توں ہی رہا۔ البتہ حسب سابق ذریعۂ تعلیم مساجد میں پنجابی ہی تھا۔ شعر و سخن کے باب میں نظم کے موضوعات جوں کے توں رہے لیکن اِس دَور کے شعرا کو اتنا فروغ نہ ہوا جس فروغ کے حامل گذشتہ ادوار کے شعراء ہیں۔ البتہ ہاشم شاہ، خواجہ غلام فرید۔ احمد یار۔ قادر یار اور میاں عبدالحکیم ملتانی وہ چند ہستیاں ہیں جن کو اِس موضوع میں کسی صورت میں بھی بھولا نہیں جا سکتا۔ اِس دَور کے شرعیات کے سلسلہ میں مولوی سید احمد اور حافظ خان محمدؒ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ رزمیہ شاعری کے باب میں حاتم علی اور میاں مصطفیٰ نے جنگ نامہ امام علی الحق لکھ کر اور پیر محمد نے "چٹھیاں دی وار" لکھ کر اِس موضوع کو پورا کیا۔ شاہ محمد نے سکھوں اور انگریزوں کی لڑائیاں لکھیں، جن میں شاہ نامہ فردوسی والا جوش و خروش تھا۔ اِس دَور کے ان نامور شعراء کا ذرا تفصیلی ذکر آئندہ اوراق میں ہو گا۔

حسب سابق مسلمان اپنا شرعیات کا سلسلہ پنجابی زبان میں بیان کرتے

آئے، کیونکہ مساجد میں تعلیم پنجابی زبان میں ہوتی تھی۔ اِس لحاظ سے اِس دَور میں بھی شرعیات کا سلسلہ پنجابی زبان میں کافی سے زیادہ موجود ہے۔ البتہ فقہی مسائل سے اسلامی قصص کا ذخیرہ نسبتاً زیادہ ہے۔ مذہبی لٹریچر کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

شاہ حسین۔ ساکن موضع ڈھینڈا، ضلع ہری پور ہزارہ میں دس جمادی الاول ۱۲۵۲ھ میں تنبیہ المشرکین، بدعات سئیہ کے رد میں تصنیف کی جو کہ ۱۳۰۰ھ میں مطبع محمدی میں طبع ہوئی۔

حافظ خان محمد نے ۱۲۴۲ھ میں رسالہ مفید العلماء تصنیف کیا جس میں فقہی مسائل درج ہیں۔

غلام محی الدین قصوری :۔

قصور کے جلیل القدر علماء سے ہیں، جن کی فارسی تصنیف تحفہ رسولیہ اسلامی نظامیہ مدارس میں کافی عرصہ تک متداول رہا۔ اِس کے علاوہ اِن کی فارسی تصنیفات حلیہ شریف۔ شرح دیباچہ گلستان سعدی عربی متفرق منظومات عربی، فارسی اور مکتوبات مشہور ہیں۔ آپ نے پنجابی نظم میں مسائل حج اور درود مستغاث کا ترجمہ پنجابی نظم میں کیا۔ مولانا صاحب موصوف کی وفات ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک قصور میں مرجع خاص و عام ہے۔

سید احمد ناظم :۔

شادیوال ضلع گجرات کے جلیل القدر علما میں سے ہیں۔ آپ کا اصل وطن قلعدار ضلع گجرات ہے۔ حافظ خان محمد صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ فارسی عربی اور پنجابی میں آپ کی تصانیف مشہور ہیں۔ عقائد ناظم فارسی نظم،

مستاصل البدعت رسالہ بجواب مولوی غلام رسول صاحب ساکن قلعہ میہاں سنگھ ایک رسالہ بجواب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی بزبان عربی ارشاد الجاہلین، پنجابی زبان میں آپ کی مشہور کتاب ہے۔ آپ کی وفات بروز یک شنبہ بوقت ظہر ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۲ھ میں ہوئی۔

حافظ پسروری :-

ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ رسالہ فتح القلوب سنہ ۱۲۸۰ھ میں کسی محمود کے کہنے پر مسجد چنگڑاں میں بیٹھ کر لکھا جس میں مزامیر کی تردید ہے۔

گل حسن نے اسی دور میں ایک رسالہ صد و سی مسئلہ تصنیف کیا۔ اس سے مزید اس کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

بہار شاہ ولد حافظ عظمت اللہ قریشی نے رسالہ راحت الفقراء تصنیف کیا جس کا قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔

عبدالنبی نے ایک رسالہ بنام کوٹھا پنجابی نظم میں لکھا جس میں وضو اور نماز کے فرائض اور سنن درج ہیں۔

خدا بخش نے بدعت نامہ دھونکل سنہ ۱۲۶۰ھ میں لکھا جس میں میلہ دھونکل کی بدعات کا ذکر ہے۔

ان شرعیات گو شعرا کے علاوہ بعض شعرا کے اسلامی قصص بھی اس دور کی یادگار ہیں جن میں سے مراد علی کا قصہ "وفات نامہ بی بی فاطمہ" مشہور رہا ہے۔

محمد بخش نامی ایک شاعر نے جنگ نامہ عمر تصنیف کیا۔ حافظ نامی شاعر نے معجزہ حضرت سلیمان فارسی سے پنجابی میں منتقل کیا۔

صوفی شعراء:-

اِس دَور میں کچھ صوفی شعراء کا سلسلہ بھی نظر آتا ہے جن کا کلام زبان زد خاص و عام ہے۔ اِن سب کے سرکردہ سیّد ہاشم شاہ سکھّی عہد کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ یہ امرتسر کے ایک گاؤں جگدیو میں ۱۷۵۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۴۳ء میں وفات پائی۔ آپ کی قبر ٹھرپا کی ضلع سیالکوٹ میں بتائی جاتی ہے۔ ہاشم شاہ کے حالات زندگی کے متعلق دو متضاد روایات دیکھنے میں آئی ہیں، باوا بدھ سنگھ صاحب بمبیا بول میں لکھتے ہیں۔ ہاشم شاہ ولد قاسم شاہ قوم ترکھان جگدیو پنڈ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے تعلیم معمولی تھی۔ جب رنجیت سنگھ کا والد مہاں سنگھ فوت ہوا تو ہاشم شاہ نے مرثیہ لکھ کر پیش کیا جس سے یہ درباری شاعر بنا لیے گئے۔ پنجابی صوفی شعرا کی مصنفہ مس راما کرشنا لاجونتی بھی اِسی روایت کو صحیح مانتی ہے لیکن اُن کی رنجیت سنگھ کے دربار میں رسائی کا ذکر نہیں۔ مزید براں لکھا ہے کہ اُس کو درباری زندگی سے نفرت تھی جس کے استشہاد میں وہ شعر پیش کرتی ہیں ؎

کہہ سُن حال حقیقت ہاشم ہن دیاں بادشہاں دی
ظلموں کوک گئی اسمانیں دکھیاں روز دلاں دی
آدمیاں دی صورت وسدے، راکھش آدم خورے
ظالم چیڑ رلیپیت رنا ہی خوف خداؤں کورے
بس ہُن ہور نہ کہو کجھ ہاشم جیویں رب رکھے رہنا
ایہہ گل نہیں فقیراں لائق بُرا کسے نوں کہنا

اس کے برعکس مسلمان محقق محمد سرور مصنف "پنجابی ادب" اور عبدالغفور قریشی "مصنف پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ" لکھتے ہیں۔ کہ ہاشم شاہ ۱۷۵۳ء میں ضلع امرت سر کے ایک گاؤں جگدیو میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حاجی محمد شریف ایک قریشی النسل عرب تھے جنہیں جگدیو کا ایک بڑھئی الہ بخش نامی فریضۂ حج کے موقع پر عرب سے اپنے ساتھ لے آیا۔ حاجی محمد شریف صوفی منش بزرگ تھے۔ انہوں نے ہاشم کی تربیت اِس ڈھنگ پر کی کہ ہر شخص محسوس کرتا تھا کہ یہ بچہ ایک بہت بڑا صوفی بن جائے گا۔ چنانچہ ۱۴ سال کی عمر میں ہاشم نے عربی فارسی اسلامی علوم پر کافی عبور حاصل کر لیا۔ بہرحال ہاشم شاہ ایک اچھے پڑھے لکھے انسان تھے۔ اِن کی مہاراجہ کے دربار میں رسائی کے متعلق بھی اِس کی غیر مصدقہ روایات موجود ہیں۔ جو بخوفِ طوالت حذف کی جاتی ہیں۔

تصنیفات: سسی پنوں۔ سوہنی مہینوال۔ ہیر رانجھا۔ لیلیٰ مجنوں۔ شیریں فرہاد۔ چمنا ہر۔ زبدۃ الرمل۔ ٹیکا پنج گرنتھی۔ گیان مالا۔ راج نیتی۔ دیوان ہاشم۔ چہار بہار ہاشم۔ بیاض ہاشم۔ دوہڑے ہاشم۔ شلوک ہاشم۔ کافیاں ہاشم بتائی جاتی ہیں۔ اِن کے علاوہ محمد سرور صاحب نے آپ کی فارسی غزلیات اور قصہ یوسف زلیخا فارسی کا بھی ذکر کیا ہے۔

نمونہ کلام

سسی کو دریا میں ڈالنے کا واقعہ

واہ کلام نصیب سسی دے نام لیاں دل ڈردا

تختوں چا سٹی سلطاناں خیر لوڑے در دردا

بیل غریب نا قابل جیہا، چاز میں سر دھردا
ہاشم جا نہ بولن والی جو چاہے سو کردا
جس استاد صندوق سسی داگھڑیا نال تہڈے
افلاطون ارسطو جیہے ہون شاگرد ہنر دے
زینت زیب شکن سب اس تھیں دلبر چین مصر دے
ہاشم ویکھ ہنر بس کر دے صاحب عقل ہنر دے
پا صندوق رڑہا سسی نوں، نوح طوفان وگیندا
باشک ناگ نہ ہاتھ لیاون ڈھول پناہ منگیندا
پارہ اورار بلائیں پھردیاں ڈانواں ڈول زمیندا
ہاشم ویکھ نصیب سسی دے کیہہ کجھ ہو کریندا
مڑیا توڑ زنجیر صدق دا چایاں رزق مہاراں
گردش فلک ہویا سرگرداں باہجہ ملال کہاراں
سورج تیز ہویا بل سوُلی پئیں سان چمکاراں
ہاشم ویکھ سسی دے گھروچ دشمن لکھ ہزاراں
گھمن گھیر چوفیر گھیرے ٹھاٹھاں لین ہولاٹے
لہراں نہ دو رکن ہر طرفوں اک آوے اک جاوے
صورت شمس صندوق جڑاؤ بجلی چمک ڈراوے
ہاشم ماہ جیوں کنعانی ویکھ صندوق چھپاوے
شہروں باہر کنارے پتن دھوبیا دھوندا ندی کنارے

اتّاں نام مثال فرشتہ بزرگ نیک ستارے
ڈٹھا اوس صندوق دوراڈا دل دے وچ چتارے
ہاشم گیوس ہوش دماغوں دیکھ صندوق نظارے

دوہڑے

رب دا عاشق ہوون سوکھا، اتے بہتی سوکھی بازی
گوشہ پکڑ رہو ہو ضایر پڑھ تسبیح بن غازی
سُکھ آرام جگت اس سوہیا اتے ویکھ ہوے رب راضی
ہاشم خاک رلاوے گلیاں ایہہ کافر عشق مجازی

جس وسّ جنگ ہجر دا پیا، تِس نال لہو مُکھ دھوتا
شمع جمال دتا پروانہ اتے آن شہید کھلوتا
جاں منصور رہو یا سولی نال پروتا
ہاشم عشق ایہا جیہا ملیا جنیں دین مذہب سب دھوتا

توڑ زنجیر شرائط نسدا جد وسدا عشق مجازی
دل نوں کٹّے لگی جس دن دی اس خوب سکھّی رندبازی
بھج بھج روح وڑے بت خانے تے ظاہر جسم نمازی
ہاشم خوب پڑھایا دل نوں، اس ھبیت عشق دے قاضی

خواجہ غلام فرید :-

خواجہ غلام فرید صوفی شعرا میں بُلھے شاہ کے بعد یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ سہ شنبہ ۲۶، ماہ ذلیقعد سنہ ۱۲۶۱ھ حضرت خواجہ خدابخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام خورشید عالم رکھا گیا۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت عمرؓ بن خطاب سے ملتا ہے۔ اِن کے خاندان کے مورثِ اعلیٰ مالک بن یحییٰ عرب سے سندھ میں آئے تھے۔ خواجہ صاحب کے والد بزرگوار سکھوں کے عہد میں نواب صادق محمد خاں اوّل کی دعوت پر بہاول پور آ گئے۔ اور دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر موضع چاچڑاں میں مقیم ہوئے۔ خواجہ صاحب کی ولادت اِسی قصبہ میں ہوئی جو بعد میں آپ کے یمن و برکت کی وجہ سے چاچڑاں شریف کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ خواجہ صاحب عربی، فارسی، اردو، ہندی اور مارواڑی زبانوں پر پورا پورا عبور رکھتے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم سے مالا مال تھے۔ آپ کی تصانیف میں آپ کا پنجابی دیوان بہت مشہور ہے جس میں تصوّف کے حقائق کافیوں کی صورت میں درج ہیں۔ آپ کی وفات ۶۰ برس کی عمر میں بروز چہار شنبہ ۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء بوقت نماز مغرب حرکتِ قلب بند ہو جانے کے سبب ہوئی۔

نمونہ کلام

اُڈ دے کاگا کالیا توں چھڈ اساڈے پیر

توں تاں بیٹھا کر دائیں باتیاں ایڈے اُلٹے زخم نہ چھیڑ

تیتوں کُٹ کُٹ کھوانی اِن چوریاں توں تاں منگیں دعائیں ڈھیر

فرید ادہ دیہہ رب کرسے چلسے وچوں مدینے دی سیر

صفت خسریدکرے کوئی ساکوں تے حال ڈیوے سجناں دا
چین وہاڑے ڈیوے سجن سدھائے دیندا ضعف جگر نوں کھاندا
مئے سٹے ہماں پٹیاں بنھ بنھ بیٹھاں تے زخم کھڑ مچلاندا
باہجوں پیر فریدن یار سٹے ساڈی وعدن کوئی نہ لیندا

دل تیرا جے نال نہیں تیرے کا ہنوں پڑھیں نمازاں
پڑھیا علم تے عمل نہ کیتا کس کم تیریاں وعظاں
نہ گھر نہ گھر والا ڈٹھا، کِدھیاں دیں نیازاں
غلام فرید، پتہ نہ لگسی جدُوں چڑی آئی ہتھ بازاں

اِن صوفی شعراء کے بعد سکھی عہد کے اُن شعراء کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو پنجابی زبان میں خاص مقام حاصل ہے۔

عبدالحکیم مُلتانی:

عبدالحکیم عباسی نے ۱۲۱۸ھ میں قصہ یوسفؑ زلیخا پنجابی میں نظم کیا۔ یہ اُچ تحصیل احمد پور علاقہ بہاول پور کے باشندے ہیں۔ یہ قصّہ انہوں نے نواب بہاول پور کے نام سے معنون کیا۔ قصّہ کی زبان ملتانی ہے۔ اپنے حالات یوں بیان کرتے ہیں۔

زمانے شاہ عالی شان عالی   شجاع الملک ذی الاحسان والی
وچ احمد پور بہادل خان والی   بہادل خان ذی احسان والی

اساں ایہہ قصہ عشقیہ بنایا | موافق فکر ناقص دے الایا
سنہ آیا سال باراں سے اٹھاراں | دہاڑے پین زیادہ دہ ہزاراں
ہیں عباسی ذکر سے شیخ ہوں لار | اوچیاں وچ مصطفیٰ لائی میرے یار
اُچیاں وچ اصل تھیں میرا ٹکانہ | وچ احمد پور دے ہے مشہور تھانہ

حقیقت حال بی بی زلیخا

جدوں تتی لگائی رات کالی | وچھائی ہجر تے غم دی نہالی
خیال اُس یار دا خاطر لیاکے | سناوے روبرو حاضر بہاکے
تساڈے دردماری سانگ کاری | سوا تیرے کرے ہُن کون یاری
مینوں وچ خواب دے مکھڑا وکھاؤ | عزیز اسم اپنا مینوں بتاؤ
نشانی مصر دی مینوں وسائی | بھلاوے یاد کیا اینو کہائی
جو مینوں دیس تھیں پردیس آندا | وساکے آپ اپنا دیس آندا

تسیں جاکے وڑے نے مڑ اپنے گھر
نہیں پچھدے جو کیا گذری ترے سر

حاتم علی:۔

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ دوسرے ڈسکہ میں پرورش پائی ۱۲۲۷ھ میں جنگ نامہ امام علی الحق سیالکوٹی تصنیف کیا جس میں کل ۲۲۵ اشعار ہیں۔ امام علی الحق کی شہادت ۵۷۵ھ میں ہوئی۔

میاں مصطفیٰ:۔ آپ ۱۱۷۵ھ میں چک قاضیاں ضلع گرداسپور

میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام احمد تھا۔ آپ کے والد قادیان چھوڑ کر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں آ بسے مصطفیٰ نے جنگ نامہ امام علی الحق ۱۲۳۰ھ میں نظم کیا جس کا ماخذ حاتم علی کا جنگ نامہ ہے۔ عبدالغفور قریشی آپ کی چند سی حرفیاں اور ابیات بھی بتاتے ہیں۔

قادر بخش وزیر آبادی :۔

قادر بخش ولد مولوی غلام علی ولد حافظ محمد عابد وزیر آبادی جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔ اپنے وقت کے جیّد عالم تھے خطابت اور کتابت پیشہ تھا۔ آپ نے پنجابی نظم میں کافی کتابیں لکھی ہیں لکھی ہیں جن کے قلمی نسخے بخطّ مصنّف ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور اُن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ قصہ قاضی چور۔ ۱۲۳۰ھ میں لکھا گیا۔ اس میں ۴۰۶۔ اشعار ہیں۔

۲۔ قصہ لیلیٰ مجنوں :۔ ۱۲۳۳ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں ۴۶۴۔ ابیات ہیں۔

۳۔ قصہ چندر بدن مہیار :۔ ۱۲۳۳ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں ۲۰۷۔ اشعار ہیں

۴۔ رزق نامہ :۔ اس میں مختلف کسب داروں کے حالات درج ہیں۔

۵۔ مسائل نادرات :۔ علم فرائض میں کتاب ہے۔ جو ۱۲۴۰ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کے ۱۴۰۔ ابیات ہیں۔

۶۔ شرح قصیدہ غوثیہ :۔ اس کا سن تصنیف معلوم نہیں ہو سکا۔

۷۔ ان کے علاوہ چند دوہڑہ جات بھی پائے جاتے ہیں۔ فارسی میں آپ کی ایک مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی عربی مناجات پر تضمین ہے۔

احمد یار:۔

حکیم احمد یار پنجابی کے اُن مقتدر شعرا میں شمار ہوتے ہیں جن کی تصانیف کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اور تمام کی تمام مقبول ہیں۔ حکیم احمد یار ۱۷۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بزرگوار سوہدرہ متصل وزیرآباد کے رہنے والے تھے وہاں سے آپ کے دادا قلعہ اسلام گڑھ متصل جلال پور جٹاں ضلع گجرات میں آبسے۔ احمد یار اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ لکھتے ہیں کہ اوائل عمر میں آپ کو ایک غیر مسلم لڑکی سے محبت ہو گئی۔ اس سلسلہ میں آپ اپنا وطن چھوڑ کر مرالہ تحصیل پھالیہ میں آبسے۔ کہتے ہیں کہ ۱۸۴۲ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے آپ کو لاہور بلایا اور سکھوں کی تاریخ لکھنے کے لئے کہا۔ احمد یار نے یہ تاریخ فارسی نظم میں لکھی اور اس کا نام شہنچی نامہ یا شہنشاہ نامہ رکھا جو حال ہی میں ہندوستان میں طبع ہوئی۔

پنجابی میں آپ کی بے شمار تصانیف بتائی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اُن کی تصانیف کی تعداد چالیس بتائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کی تصانیف چالیس سے کہیں زیادہ ہیں۔ خود کہتے ہیں:۔

کِسے اِک بنایا ہو دسی یا دو کسے رسالے   چالی برس ہوئے میں لکھدیاں کاغذ کردیاں کالے

ان کتابوں کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

ہیر۔ قصہ چندربدن۔ قصہ کامروپ۔ قصہ راج بی بی سستی پنوں۔ لیلیٰ مجنوں۔ سوہنی مہینوال۔ حاتم نامہ۔ تفسیر سورۂ یوسف۔ طب احمد یار۔ قصہ تمیم انصاری۔ جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ خندق۔ تولد نامہ۔ وفات نامہ۔

ان کے علاوہ احمد یار اپنی تصانیف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں سہ

باراں ماہی تے سی حرفی نہیں شمار انہاں دا

شرح قصیدے بردے ——— ؟

شرح بہشتی غوثیہ دے نال لے شرح امالی

ہور رسالے کجھ نہ پچھیں سے مذکور خیالی

سنے وفات تراں یاراں جنگ امام علیؓ دا

ویکھ شواہد قصہ لکھیا حسن حسین ولی دا

جتنی کتنی اوکھ مصیبت ——— تمیم انصاری

قصہ ڈھونڈھ مصابیح وچوں لکھی حقیقت ساری

عمر اوائل وچ بنائی شرح دعا سریانی

——— ؟

کسے اک بنایا ہوسی یا دو کسے رسالے

چالی برس ہوئے میں لکھ دیاں کاغذ کر دیاں کالے

خواب نامے تے فالنامے بھی جوڑے کر تدبیراں

اسپ نامے پنجاہ جیہوں جیہوں کیتے حکم امیراں

ان کے علاوہ کسب نامہ مددگراں، ملاریاں، دھوبیاں، درزیاں کے قلمی نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔

احمد یار نے ۱۸۴۵ء میں وفات پائی۔ میاں محمد بخش صاحب مصنف سیف الملوک آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔ سہ

فیر ولایت شعر سخن دی احمد یار سنبھالی
دھڑ فنسا مار تخت تے بیٹھا مل پنجاب حوالی
تیغ زبان چلائی نرکھی وچ پنجاب زمینے
سکہ ملک سخن دے اُتے جڑیوس نال دمینے
ایسی غالب بن کے چلی ضرب ادہدی پچ دھرتی
بہت صرافاں نے چھنکائی دمڑا لانہ پرتی

پھر بھر ٹک سٹے اُس موتی ملکاں اندر دنڈے
سوہنے صاف گھنیرے قطرے ڈل دُانگوں چھنڈے

نمونہ کلام۔ ہیر کا حسن

سُوہا کُرتہ لہراں مارے بجلی جوبن شفق دے وچ
دو مُرغائیاں بحرِ حسن وچ زیاں غرق دے وچ
یاد دہوسے پھل اناری شبنم لال ورق دے وچ
یا دو فرنگی جنگی خونی دردمنداں دے حق دے وچ
یا قطب تارے دکھن پربت آگئے پیر زمینے
جوڑے ہوئے دو لعل بدخشاں والے پر سینے
لک پچی چادر دے وچوں دسن نیلے دیاں چھاپاں
ساق بلوری دے لشکارے حسن ندی دیاں لہراں

سنگلی بچن کرے گر ڈے کا رانجھا ایک جواناں
جھنگ سیالاں منگو چارت بار بیلے بیاباناں
ہیر سیال کے ساتھ لگا نیہوں عشق کیا دیواناں
بھول گئی سُدھ بُدھ دُنیا کی ہو گیا پرم بہاناں
تم چوری کُٹ توڑے جادت اور رانجھا دو دھ ہلاناں
تم چھاتی ادہ مست بھناں جوبن حسن جواناں
اُس کو تم بن، تم کو اُس بن صبر قرار ذرہ ناں
بھواں کمانیاں، پلکاں کانیاں دوہنہ کی جان نشاناں

جل بل جان اگن پر مرل، دیپک پر پروانان
وہ مُرلی کی دُھنک سناوت، تم سنگو سنگ گانان
بابل تم رسے کاج رچایا، یُوں اُس کے من بھانان
وہ گاوت وہ اُدپر لاوت جب باندھا ہتھ گانان

احمد یار ثانی :۔

احمد یار کی تصنیفات کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ ہمارے کتاب خانہ میں ایک ضخیم کتاب "داستان امیر حمزہؓ" پنجابی نظم میں موجود ہے مصنف نے اپنا نام احمد یار بتایا ہے۔ سن تصنیف درج نہیں۔ کتاب میں جو کوائف انہوں نے درج کئے ہیں وہ احمد یار اوّل سے مختلف ہیں۔ لہٰذا اس کو احمد یار ثانی کہتے ہیں۔

قادر یار :۔

ماچھی کے ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔ ہاشم شاہ کی طرح ان کے حالاتِ زندگی متضاد روایات پر مبنی ہیں۔ بہر حال آپ سدھو ذات کے زمیندار تھے۔ یہ قوم اب بھی جھنگ، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ کے دیہات میں آباد ہے قادر یار کی پیدائش یا وفات کی تاریخ تعین کرنا مشکل ہے۔ بہرحال قرینِ قیاس یہ ہے کہ اس کی وفات تقریباً ایک سو دس سال پہلے ہوئی۔ کیونکہ اُن کی آخری تصنیف معراجنامہ ۱۲۵۷ھ میں معرضِ وجود میں آئی۔ قادر یار کی تصانیف معراجنامہ، سوہنی مہینوال، پُورن بھگت، وار ہری سنگھ نلوہ اور راجہ رسالو بہت ہی مشہور ہیں۔

نمونہ کلام

ذ۔ ذرا نہ رہی تن وچ طاقت رانی گاوندی غماں دے گیت لوکو
مَیں بھلی آں قسمیں نہ ہورکوئی، لاثیو جوگیاں نال پریت لوکو
جنگل گئے نہ مِلدے نیں سُندراں نوں جوگی نہیں جو کسے دے میت لوکو
قادر یار پچھے کیہڑا دُکھ میرا، اوس وقت ہویا ہتھ چیت لوکو

س۔ رنگ محل تے چڑھی رانی روروآکھدی پورنا لُٹ گیوں
باغ شوق دے پکّ تیار ہوئے نیہونہہ لاکے پورنا سرٹ گیوں
گھڑی بیٹھ نہ کیتیاں رجّ گلاں جھوٹھی پریت لگاکے اُٹھ گیوں
قادر یار میاں سستّی دانگ مینوں تھلاں وچ کرلاوندی سُٹ گیوں

(ہری سنگھ نلوہ کا زخمی ہونا)

س۔ سینے سردار دے زخم لگا کنب گیا سُو چیر سدیر سارا
گھر بار پترّ دھیاں یاد آئے، لگا سل وچھوڑے دا تیر بھارا
لک بنھ کے گھوڑے تے چیش دتی، اجے چل پیا سُوجدوں نیر سارا
قادر یار جا قلعے بٹھایوتے، سُن کے بینھتہ ہوگیا دلگیر سارا

ش۔ شب پہنچے خدمت گار سارے جاکے ویکھ سردار دا دل جاندا
خدمت گار نوں پاس بٹھا لیا نے دیوے بیتّ دا دکھ وہاجاندا
کوئی لیاؤ گنڈ منسا دُ میقھوں اینہاں ساہاں دا کیہہ وساہ جاندا
قادر یار نہ موئے دا ناں لیا، تساں دوست محمّداں لُٹ پاندا

فضل شاہ،

سید فضل شاہ ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۷ء بمقام نواں کوٹ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب امام علی نقی سے ملتا ہے فضل شاہ کے دادا باہر سے نواں کوٹ میں آکر بسے مغلیہ عہد میں اُن کو بہت سی زرعی جائداد بھی بطور جاگیر کے ملی ہوئی تھی۔ آپ عربی، فارسی کے اچھے ماہر تھے۔ اور حضرت غلام محی الدین قصوری سے بیعت تھے۔ آپ اٹھارہ سال کی عمر میں فنانشل کمشنر کے دفتر میں ملازم ہوئے۔ اور تمام عمر اسی عہدہ پر گذاری۔ آپ کی تصانیف سوہنی مہینوال ۱۲۶۵ھ سسی پنوں ۱۳۰۳ھ لیلیٰ مجنوں ۱۲۸۰ھ۔ قصہ یوسف زلیخا ۱۳۰۲ھ۔ قصہ ہیر رانجھا ۱۲۹۸ھ بی جہنی ۱۲۷۰ھ اور اخلاقی اشعار کا مجموعہ بنام تحفۂ فضلی ۱۲۶۰ھ میں تیار ہوا۔

فضل شاہ نے ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں وفات پائی۔ آپ کے کلام میں صنعت تجنیس کا التزام کافی پایا جاتا ہے۔

ہیر کا حسن وجمال

بعضے کہن پستان دو ماہیاں سن؛ زلفاں کنڈیاں مثل شکار پیارے

بعضے کہن دو گنج رخسار آہے اوہ چونڈیاں دے دونویں مار پیارے

گردن کونج گو بجدی وچ سیاں، ہیر ڈار کونجاں سردار پیارے

اکھیں خواب گوایا عاشقاں دا، نیم خواب دونویں نرگس وار پیارے

بھواں قوس کمان کہان آہے مژگاں تیر سینے جیہ بار پیارے

بعضے قوس قزح اوہنہ دیہن نسبت، بعضے آکھدے ابر غبار پیارے

بس بس میاں متیں وس ناہیں، عشق جان وانہیں بکھیڑیاں نوں
متاں سب نصیحتاں گھول پیواں کاہنوں چھیڑنا ایں انہاں جھیڑیاں نوں
ہن گل مقصود دی آکھ موہنوں چھڈ ساریاں جھگڑیاں جھیڑیاں نوں
فضل منگ دعا خدا کولوں، جیہڑا پار لائے لکھاں بیڑیاں نوں

سی حرفی پنوں سے

بینوں ساتھ لدی بن ماہوں بلوچاں کلیاں تاں بھی بلیاں
مٹھی جان مٹھی وچ گلیاں، ہونان مٹھیاں گلیاں سن من گلیاں
پاس مروڑاں پاس نہ پیار لخوالن اکھیاں بلیاں واٹاں ملیاں
فضل پنوں کر دانان کھڑیا، بھٹھ چرخہ بھیجھ بھلیاں ہائے میں چھلیاں

سی حرفی سے

الف۔ الٰہی میل ماہی نوں ہیجڑی مرے تلیاں بھیاں نلیاں
ہک ماہی نوں سے گل لاون ہک اٹھ ڈھنڈن گلیاں اس غم گلیاں
میں نہ بھلیاں ماہی تیچھے، بھلیاں بھلیاں بھلیاں
ہک ترڑن فضل پیارے باہجوں جیوں بن پانی ملیاں دراں بلیاں

مولوی غلام رسول صاحب:۔ پیدائش ۱۲۳۵ھ، وفات ۱۲۹۱ھ
آپ بمقام قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ مولوی رحیم بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔

ان کے دادا نظام الدین خادم کا انشائے خادمی مشہور ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب نے مولوی غلام محی الدین بگوی اور مولوی احمد دین صاحب بگوی سے علم حاصل کیا۔ پنجابی زبان میں آپ کا قصہ سسی پنوں مشہور ہے جو کہ ۱۲۶۴ھ میں تصنیف ہوا۔ اِس کے علاوہ حلیہ شریف۔ سی حرفی۔ اشتیاق نامہ۔ پکی روٹی آپ کی مشہور تصانیف ہیں جو کہ تمام کی تمام مقبول ہیں۔ آپ کا یہ شعر پنجابی زبان میں لاجواب ہے ؎

بلو چاچا لماں سُن دین میرے   کجا دا یار دا کر نین میرے

سی حرفی میں دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ اِن سے بڑھ کر کسی نے نہیں کھینچا ؎

ذ۔ ذکر کریں اینھوں چلنا ایں مال چھوڑ کے محل حویلیاں دے
بِت ترنجناں دِچ نہ کتنا ایں، نہیں میٹھنا سنگ سہیلیاں دے
مُونہاں سوہنیاں تے مٹی پا دینی گئے ٹُرے ہون کے پھُل چنبیلیاں دے
اللہ پاک دے نال پریت لائیں، کوڑے سنگ غلام سہیلیاں دے

جان محمد:۔

آپ بگووالہ ضلع سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ دریائے چناب کی تباہ کاریوں کے سبب بگووالہ چھوڑ کر منگووال ضلع گجرات میں آبسے۔ آپ عربی فارسی کے بھی اچھے شاعر تھے اور راقم (احمد حسین احمد) کے قبلہ والد بزرگوار کے نانا تھے۔ پنجابی میں آپ کی ایک وار مشہور ہے جو "نادر شاہ دی وار" کی طرز پر لکھی گئی ہے اور ایک مقامی جرّاح کے فنِ جراحی کی تضحیک ہے۔

شاہ محمد :۔

شاہ محمد وڈالہ ورک ضلع امرت سر میں ۱۷۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ قریشی خاندان سے متعلق تھے۔ ان کے بزرگوار مسلمان بادشاہوں کے وقت قاضی اور کارداری کے عہدوں پر فائز تھے۔ شاہ محمدؒ کی مہاراجہ شیر سنگھ کے میر منشی میاں دین محمد سے اچھی ملاقات تھی۔ آپ نے سکھوں اور انگریزوں کی لڑائیاں بینتوں میں لکھی ہیں۔ ایک قصہ سسی پنوں بھی ان کی یادگار ہے۔ آپ کی وفات ۱۸۶۲ء میں ہوئی۔

نمونہ کلام

(رانی جندکوراں کا خفی ارادہ بیان کرتے ہیں)

جیہناں ماریا کوہ کے ویر میرا میں تے کراں گی اوہناں دیاں جنڈیاں نی
دُھماں سب ولائتیں پین جاکے پاواں بکرے شیر وانگ ڈنڈیاں نی
چوڑے بھن گئے کئی سہاگناں دے نتھ لونگ تے والیاں ڈنڈیاں نی
شاہ محمدا پین گے وین ڈوہنگے جدوں ہون پنجاباں رنڈیاں نی

ان قابل شعرا کے علاوہ کچھ غیر معروف شعرا کا سلسلہ بھی اس جگہ درج کیا جاتا ہے جو اس دور میں ہوئے ہیں۔

سید کرم علی شاہ :۔

سکھوں کے عہد میں پیدا ہوئے اور انگریزی عہد میں وفات پائی۔ آپ پیر حسین ساکن کوٹلہ کے مرید تھے۔ مجموعہ خیال آپ کی تصنیف ہے جس میں اسی کافیاں سترہ غزلیں اور بارہ لوریاں ہیں۔ کلام صوفیانہ ہے۔

الٰہی بخش :-

جناب خواجہ سلیمان تونسوی کے مرید تھے۔ آپ کے نورنامہ کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ نالۂ فراق آپ کی ایک مشہور نظم ہے جس کا مطلع ہے سہ

موڑ مہاراں آکر باراں چیت بہاراں آیاں نی
یار یاراں ول پاون پھیرے نیں کیوں دیراں لایاں نی

میاں نوروز :-

میاں محمد بخش نوروز مبارک پور ریاست بہاول پور کے باشندے تھے۔ کافیاں اور ڈیوڑھے آپ کی یادگار ہیں۔ کلام میں صوفیانہ رنگ نمایاں ہے ایک دیوان آپ کی تصنیف بتایا جاتا ہے۔

میاں بخش :-

ملتان کے مشہور شاعروں میں سے تھے۔ ان کی یادگار بھی کافیاں ہیں۔ کلام میں صوفیانہ جھلک ہے۔

پیر بخش :-

سکھوں کے عہد کے مشہور شاعر ہیں۔ سی حرفیاں خوب لکھی ہیں جن میں سے سی حرفی فرید شکر گنج خاص طور پر مشہور ہے۔ ع

جنہاں محنتاں کیتیاں پیر بخشا گھریں اونہاں دے پیریاں میریاں نی

مولوی نور محمد :-

دوبرجی تحصیل قصور ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے

جیّد عالم تھے۔ آپ نے ۱۲۱۵ھ میں ایک قصہ چندر بدن مہیار لکھا۔

لطف اللہ بہاول پوری :- آپ ملتان میں پیدا ہوئے۔ بہاول پور میں رہائش اختیار کی۔ آپ مولوی عبدالحکیم ملتانی کے دوست، سید علی حیدر ملتانی کے مرید اور مولوی نور محمد صاحب کے شاگرد تھے۔

بڑا پشاوری :-

۱۷۴۰ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی سی حرفی مشہور رہے! ودان کا یہ بند تو بچے بچے کی زبان پر ہے۔

ب۔ بُری یار و مرض عشق دالی، دارو لگدے نہیں طبیب والے
شاہو کاراں دے سخن منظور ہوندے نہیں سخن منظور غریب والے
کم کڈھ لیندے نال عاجزی دے ساچوپ لیندے مٹھی جیب والے
بروا آسیاں درختاں دی کرے راکھی، میوہ پکے تے کھان نصیب والے

ہاشم شاہ مخلص :-

شاہ محمد کے لڑکے تھے۔ ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۸۵ء میں وفات پائی۔ قصہ سستی پنوں آپ کی یادگار ہے۔

پیر محمد :-

ضلع گجرات کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ "چٹھیاں دی وار" ان کی مشہور وار ہے جس کو قاضی فضل حق صاحب سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے مرتب کر کے شائع کیا۔

کریم بخش :-

اِن کے حالات مہیا نہیں ہو سکے۔ صرف یہی کہ قصّہ عجائب الغرائب عشقیہ داستان بانی کا مصنّف ہے۔ قلمی نسخہ کی کہنگی سے سکھی عہد کا قیاس کیا جاتا ہے۔

میاں محمّد :-

سکھی عہد کے ایک غیر معروف شاعر ہیں۔ ایک سی حرفی اِن کی یادگار ہے جس کا قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔

محمد بخش بافندہ :-

موضع داآن کا رہنے والا تھا۔ سکھی دور کا شاعر معلوم ہوتا ہے۔ ایک سی حرفی اس کی یادگار ہے۔

جعفر بیگ :-

آپ نے ایک سی حرفی سردار رنجیت سنگھ کی مدح میں لکھی۔ نیز معجزہ امامین اِن کا لکھا ہؤا ملتا ہے۔

مُوسیٰ :-

بارھویں صدی ہجری کا شاعر ہے۔ مدح پیران پیر اِن کی لکھی ہوئی ملتی ہے۔

سیّد جیون شاہ :-

گوجرانوالے کے باشندے ہیں "جھوک میرے اللہ والی ہوگئی منظور دے۔" اِن کی مشہور تصنیف ہے۔

غیر محمّد :-

سی حرفی سوہنی مہینوال آپ نے لکھی جس کا ایک قلمی نسخہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب

ایم۔اے،پی،ایچ،ڈی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔

نورِ جمال :۔

اِن کے دو بڑہ جات کا ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔

اشرف :۔

سکھّی عہد کے شاعروں میں سے ہیں۔ فارسی کے جیّد عالم تھے۔ پنجابی میں سی حرفی نوشاہ لکھی ہوئی ملتی ہے۔

محمد حسین :۔

سکھی عہد کے شاعر ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے موضع گاجر گولہ علاقہ رسول نگر کے رہنے والے تھے۔ اِن کی سی حرفی ہیر سوالاً جواباً کا قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔ نیز آپ نے سسّی پنوں کا قصّہ فارسی نظم میں لکھا ہے جو وقائع پنوّں کے نام سے مشہور ہے اور شائع ہو چکا ہے۔ وقائع پنوّں کا پہلا حصّہ چوہدری شہباز خاں ساکن بدوملّہی کا لکھا ہوا ہے۔

سائیں داس :۔

آپ نے سکھوں کے آخری عہد میں فروغ پایا۔ ماجھا کے علاقہ کے معلوم ہوتے ہیں بعض دفعہ لہندی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اِن کی زبان صاف اور سادہ ہے اور کلام میں سوز و گداز۔

مٹک :۔

سکھوں کے عہد کے معروف شاعر ہیں جنہوں نے شاہ محمد کی طرح انگریزوں اور سکھوں کی لڑائیوں کے حالات لکھے ہیں۔ اِن کا زیادہ تر کلام مستزاد کی صورت

میں ملتا ہے۔

گوپال سنگھ:۔

اِن کی سی حرفیاں، ماکھیاں اور باراں ماہ کے قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی میں موجود ہیں۔

نہالا شاعر:۔

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کہاں اور کب پیدا ہوئے۔ اِن کی دو طویل نظمیں "سخی سرور دی جھتی" اور "سخی سرور دا ویاہ" ملتی ہیں۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سکھی عہد کے شاعر ہیں۔

اِن کے علاوہ میاں جان محمدؒ۔ مولوی محمد مسلم۔ گھاسی رام۔ رمضو پشاوری۔ اروڑہ رائے۔ ماہی کمیو۔ نور احمد چشتی۔ میرداد۔ بخش فقیر۔ مولوی جان محمد مولوی خلدی۔ سید میراں شاہ۔ اور میرن شاہ بھی اِسی دور کے شاعر ہیں۔

مولوی محمد علی ساکن سمووال ضلع جہلم نے ۱۲۵۰ھ میں قرابادین پنجابی ایک کالو نامی پٹھان کے کہنے پر لکھی جس سے اِس دور کی فنی شاعری کا اندازہ ہوتا ہے۔

انگریزی عہد

۱۸۴۹ء تا ۱۹۴۷ء

انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں پنجاب پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا۔ اِس وقت ہند وپاکستان کی دفتری زبان فارسی تھی۔ انگریزوں کا تسلط ہوتے ہی انہوں نے دفتری زبان انگریزی قرار دی۔ پنجابی ادب کے فروغ کے لئے انگریزوں کا یہ عہد پنجابی ادب کا سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ ملک میں افرا تفری کے بعد جب امن امان ہوا تو ۱۸۵۰ء میں پریس ایجاد ہوا جس سے بہت سی علمی اور ادبی کتابیں شائع ہونے لگیں۔ ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھی گئی جس سے علم وادب کو اور بھی چار چاند لگے۔ اگرچہ انگریزوں کا مقصد اِن اصلاحات و ایجادات سے ہند وپاکستانی علم ثقافت کا احیا نہ تھا بلکہ ان کا یہ تعلیمی چرچا محض معمولی کلرک تیار کرنا تھا جو کہ ان کو سستے داموں حکومت

چلانے میں کام دے سکیں۔ پھر بھی جا بجا اس معمولی زشت و خوانندگی سے بھی اس سرزمین میں علمی لحاظ سے کافی ترقی ہوئی۔ پریس کی ایجاد نے کتابوں کی فراوانی مہیا کی جس نے راہوارِ شوق پر تازیانے کا کام دیا اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے اخبار و رسائل کے اجراء تک پہنچا۔ جس میں چند پنجابی اخبار اور رسائل بھی نظر آتے ہیں۔ امرت سرکا اخبار ہند و پرکاش، خالصہ اخبار، خالصہ گزٹ اگورمکھی رسم الخط میں شائع ہوئے۔ اردو رسم الخط میں پہلا اخبار امرپترکا، لالہ امرناتھ منصف نے ۱۸۹۶ء میں جالندھر سے جاری کیا۔ لالہ بانکے دیال نے گوجرانوالہ سے بزم شعراء جاری کیا۔ خالصہ ینگ میگزین امرتسر، سارنگ، اور جوشوا فضل دین کا پنجابی دربار اس سلسلہ میں خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

اِن کے علاوہ سکھی راج کے زوال کے بعد جب انگریزوں کے قدم ہندوستان میں جم گئے تو عیسائی مشنریوں نے لدھیانہ، لاہور، نارووال، سیالکوٹ اور ترنتارن سنٹر بنائے اور عیسائی مذہب کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اس سلسلہ میں انگریزوں نے پنجابی زبان کا سہارا لیا اور پنجابی زبان کی گرامریں، ڈکشنریاں معرضِ وجود میں آئیں۔ مذہبی کتابوں کے تراجم شائع ہونے لگے۔ پریس میں پنجابی زبان کی کتابیں شائع ہونے لگیں جس سے عیسائی مذہب کا کافی ذخیرہ پنجابی زبان میں منتقل ہو گیا۔

پھر اس دور میں اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی محفلیں قائم ہوئیں۔ جن کے زیرِ اثر پنجابی مشاعرے ہونے لگے اور اردو کے نئے اسلوب کے ساتھ پنجابی میں بھی نظمیں لکھی جانے لگیں جن کے اہم مراکز لاہور، امرتسر، گوجرانوالہ، سیالکوٹ

اور گجرات تھے۔ لاہور اور گجرات کا پنجابی خطہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔ جہاں کے اکابر شعرا کا ذکر آپ آئندہ اوراق میں دیکھیں گے۔ اِن مشاعروں میں عمدہ عمدہ نظمیں ایک دوسرے کے جواب میں لکھی جاتیں اور ایک دوسرے پر خوب چوٹیں ہوتیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ پنجابی شاعری ایک خاص تنظیم سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوئی اور بعض مقتدر ہستیوں کے زیرِ اثر بعض باقاعدہ پروگرام اِس موضوع کے ارتقا کے لیے ترویج ہوئے۔

اِن واقعات کے پیشِ نظر انگریزی عہد میں پنجابی ادب نے وہ شاندار ترقی حاصل کی جس کی مثال کسی اور دَور میں نظر نہیں آتی۔

رسم الخط کے لحاظ سے پنجابی کے وہی دو مروّج رسم الخط گورمکھی اور فارسی رائج رہے۔ سکولوں اور کالجوں میں پنجابی دوسری زبانوں کے ساتھ پڑھائی جانے لگی اور کالجوں میں گورمکھی رسم الخط کو ترجیح دی جانے لگی۔ البتہ مذہبیات کا سلسلہ حسبِ سابق فارسی رسم الخط میں رہا۔

موضوع کے لحاظ سے اِس دَور میں مذہبیات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو اِس دَور میں پنجابی میں منتقل ہوا۔ قرآن پاک کی متعدد تفاسیر پنجابی نظم میں لکھی گئیں جن میں سے تفسیر محمدی۔ تفسیر نعمانی۔ تفسیر نبوی۔ تفسیر فیروزی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ جستہ جستہ آیات اور سورتوں کی تفاسیر کا سلسلہ علٰحدہ ہے پھر فقہی مسائل، اسلامی قصص کے لئے مولوی نجم الدین فائز۔ مولوی محمد عبدالکریم قلعہ داری۔ مولوی محمد عالم قلعہ داری اور مولوی حیات محمد صاحب ؒ اعظم، اِس دَور کی نمایاں شخصیتیں ہیں۔

حکیم سائیں بخش اور مولوی محمد دین جنڈیالوی نے علی الترتیب تشریح الطب اور طب کی مشہور کتاب قانونچہ کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا۔

رومانی شاعری میں اس دور کا اہم موضوع چو مصرعے ہی تھے۔ اور مشاعروں میں چو مصرعہ بازی سے کام لیا جاتا۔ اس لیئے چو مصرعوں کا سلسلہ اس دور میں نہایت وسیع ہے۔ تقریباً تمام کے تمام شعراء باستثنائے بعض چو مصرعے ہی لکھتے۔ رفیق میرٹھی۔ عشق لہر۔ اروڑ رائے۔ حافظ بخشی اور اُستاد کرم اس موضوع کی بلند پایہ شخصیتیں ہیں۔

اگرچہ اس دور میں غزل کا اجراء بھی ہو چکا تھا۔ قربان، اُستاد گاموں خاں اور منشی مولا بخش کشتہ نے اچھی سے اچھی غزلیں لکھیں۔ لیکن وہ سب کی سب تنوع سے عاری تھیں۔

قصص نگاری بھی اس دور میں اچھی خاصی ہوئی۔ سید فضل شاہ نے ہیر سوہنی مہینوال وغیرہ اعلیٰ پایہ کی کتابیں لکھیں۔ مولوی غلام رسول صاحب عالم پوری کی شہرۂ آفاق تصنیف احسن القصص اور میاں محمد بخش صاحب کا سیف الملوک، عبدالستار کی قصص المحسنین اسی زمانہ کی زندۂ جاوید یادگاریں ہیں۔

ان پرانے موضوعات کے علاوہ نعت اور طویل نظمیں بھی اس دور میں خالی خالی نظر آتی ہیں جن کے لیئے خانصاحب بابو عبدالغنی وفاؔ کا نام سرِ فہرست ہے۔ اس کے علاوہ اس دور کی مفصل تفصیل آپ آئندہ اوراق میں دیکھیں گے۔

اس طول و طویل دور کی ترتیب کے لیئے شعراء کا سلسلہ ضلع وار مرتب کیا گیا ہے تاکہ اہم مراکز میں ان کی شخصیتیں اسی حال میں نظر آئیں جس طرح کہ

یہ سلسلہ جاری تھا۔ اِس کے لیئے لاہور، امرتسر، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، جہلم، راولپنڈی۔ لائل پور، گورداسپور، اور ملتان کے ہندو مسلم شعرا کا علٰحدہ علحدہ ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض متفرق جگہوں کے معروف شعرا درج کر دیئے ہیں۔ اور دیگر غیر معروف احباب کا ذکر بخوفِ طوالت حذف کر دیا گیا ہے۔ اِس دَور کے مذہبی اور شرعی ادب کا جائزہ ملاحظہ ہو۔

پنجابی شاعری میں شرعیات کا ارتقا بعہدِ انگلیسی

۱۔ حافظ محمد لکھوی :۔

لکھو کی ضلع فیروز پور میں ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے بڑے جیّد عالم اور شاعر تھے۔ انواع مولوی بارک اللہ۔ انواع محمدی۔ تفسیر محمدی۔ احوال الآخرت۔ زینتِ اسلام۔ لی مدالاسلام یسیف السنّتہ ان کی تصنیفات ہیں۔ آپ نے ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں وفات پائی۔

۲۔ نبی بخش حلوائی :۔

مولوی محمد لکھوی کی تفسیر محمدی کے جواب میں پنجابی نظم میں تفسیر نبوی لکھی جس میں نجدیہ عقائد کی تردید ہے۔

۳۔ خدا بخش واعظ :۔

محمد لکھوی کی طرف سے نبی بخش حلوائی کی تردید میں ایک رسالہ تحفہ واعظ ان کی یادگار ہے۔

۴۔ مولوی حبیب اللہ :۔

موضع شیخ بھٹی۔ ڈاکخانہ اجنالہ ضلع امرتسر ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں قرآن مجید کی پنجابی نظم میں تفسیر لکھی جس کا نام حبیب التفسیر یا تفسیر نعمانی رکھا۔

۵۔ فیروزالدین ڈسکوی :۔

انہوں نے بھی قرآن پاک کی تفسیر پنجابی نظم میں لکھی ہے جو شائع ہو چکی ہے

۶۔ میاں جان :۔

مولوی دین محمد المتخلص بہ میاں جان موضع بالیا ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے قرآن پاک کے تیسویں پارے عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ کی تفسیر پنجابی نظم میں لکھی ہے۔ بحر انوکھی ہے اور زبان واضح۔

۷۔ مولوی نور محمد :۔

مولوی نور محمد ولد مولوی محمد علیلی نے ۱۳۰۰ھ میں "راحت المومنین" کے نام سے تفسیر سورۂ ملک پنجابی میں لکھی ہے اور اس کے علاوہ ایک رسالہ ذکرِ موت ان کی یادگار ہے۔

۸۔ غلام کبریا فتح آبادی :۔

آپ نے رسالہ کوثر۔ تفسیر سورۂ رحمٰن پنجابی زبان میں لکھی ہے۔

۹۔ ظہورالدین اکمل :۔

گوریگے ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ پندِ اکمل۔ قصہ سلیمان بلقیس۔ انقلاب فطرت۔ شرح کافیہ ان کی تصانیف ہیں۔ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء سورہ الرحمٰن کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا جس کا نام فیض الرحمٰن ہے۔

۱۰۔ مولوی محبوب عالم :۔

آپ مولوی محمد یار کے فرزند تھے۔ دادا کا نام غلام محمد الحکیم تھا۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن کا ذکر خود اپنی ایک تصنیف ستر المومنات میں کرتے ہیں ستر المومنات مجموعہ الفرائض (فارسی نظم) قصائد محبوبیہ (فارسی نظم) نان سکوی بجابنان حلوی۔ فوائد بسم اللہ۔ تہذیب الصلوٰۃ۔ شرح خلاصہ کیدانی پنجابی نظم۔ ترتیب الصلوٰۃ (پنجابی) شرح قصیدہ مالی (پنجابی نظم) ہدایت نامہ و عقد نامہ (پنجابی نثر) آداب الفقرا (پنجابی نظم) میں ہیں۔

۱۱۔ مولوی حیات محمد صاحب واعظ

۱۸۴۳ء میں بمقام بھڈر ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ موضع بھوئیں پور ضلع شیخوپورہ میں ان کی وفات ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ ردّ وہابیاں۔ احوال الآخرت۔ نجات المومنین ان کی مطبوعہ کتابیں ملتی ہیں تفسیر قرآن حکیم لکھ رہے تھے اور نویں سیپارے تک پہنچے کہ ملک الموت نے آ دبایا۔ ان کے بھتیجے مولوی محمد علی صاحب فائق نے قرآن پاک کا مکمل ترجمہ پنجابی نظم میں کیا ہے جو کہ نہایت مقبول ہے۔ ع

ہر کہ پدر نکند پسر تمام کند

۱۲۔ نجم الدین فائز :۔

شادی وال ضلع گجرات کے مشہور عالم علامہ سید احمد صاحب کے لڑکے تھے۔ علامہ سید احمد صاحب قلعدار ضلع گجرات کے مشہور اہل علم خاندان سے تھے۔ نجم الدین فائز ۱۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء کو وفات پائی۔ آپ کی عربی فارسی پنجابی میں بے شمار تصانیف ملتی ہیں جو سب کی سب

مقبول اور اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ جن کے اسامی یہاں درج کیے جاتے ہیں دیوان فائز۔ خطبات فائز۔ رسالہ جمعہ۔ جامع القواعد۔ قافیہ و شرح قافیہ (فارسی نظم) شجرہ طیبہ بنائے خمسہ (فارسی نظم) مصباح الفرائض (فارسی نظم) فرائض الاسلام (فارسی نظم) حیات المسیح۔ (عربی نثر)

پنجابی میں کتاب المناقبات آپ کی یادگار ہے جس میں مسبوط کتابیں درج ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ شرح اسمار الحسنیٰ۔ شمائل نبوی۔ مناقب حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ مناقب عمر فاروقؓ۔ مناقب حضرت عثمان غنیؓ۔ مناقب حضرت علی المرتضیٰ۔ مناقب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

۱۳۷۔ محمد عبد الکریم قریشی:۔

قلعدار ضلع گجرات کے مشہور اہل علم خاندان سے تھے۔ والد کا نام مولوی فضل احمد دادا کا نام حافظ خان محمد۔ ۱۷ فروری ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ فارسی عربی اور علوم اسلامیہ کے مستند عالم تھے۔ آپ بھی صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور وہ سب کی سب مقبول اور اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ دیوان کریم (عربی، فارسی) تفسیر سورہ فاتحہ (عربی) تحری البینات فی مسائل الاموات (فارسی) تاج المومنین (عربی) خیر الخبر۔ مسائل سنت الفجر (عربی) رسالہ متعلق طلاق (فارسی)

پنجابی نظم میں آپ نے روح المیلاد فی ذکر المیلاد لکھی جو بہت مشہور رہی۔ واعظ لوگ جلسہ ہائے میلاد النبیؐ میں اکثر سناتے ہیں۔ صلح نامہ حدیبیہ و تاریخ فتح مکہ پنجابی نظم میں اس موضوع پر مسبوط کتابیں ہیں۔ آپ نے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء میں وفات پائی۔

۱۴۔ مولوی محمد عالم قلعداری :۔

۱۲۹۳ھ میں بمقام قلعدار پیدا ہوئے۔ مولوی محمد عبدالکریم کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے اور اپنے وقت کے متبحر عالم تھے۔ دیوانِ عالم (عربی۔ فارسی) مجموعہ فتاویٰ۔ رسالہ نکاح رسالہ حریم آکبر کے علاوہ پنجابی نظم میں تفسیر سورہ اخلاص تفسیر سورہ فیل تفسیر سورہ کہف تفسیر سورہ والضحیٰ تفسیر سورہ کوثر۔ اسلام امیر حمزہؓ۔ اسلام اہلِ طائف۔ قصہ حضرت عمرؓ۔ داغ غم۔ ان کی مشہور و مقبول تصانیف ہیں۔ آپ نے ۱۱ فروری ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔

۱۵۔ مولوی نورالحسن خادم :۔

نوشہرہ موجیاں۔ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۳۶ء کو کتاب ستر النسا تصنیف کی۔

۱۶۔ محمد اعظم قریشی :۔

غازی گوڑہ تحصیل بھمبر ضلع میرپور کے رہنے والے ہیں ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء کو نمازِ اعظم تصنیف کی جس میں نماز کے مسائل ہیں۔

۱۷۔ مولوی نور احمد :۔

ناگریاں والہ ضلع گجرات کے باشندے ہیں۔ ایک فقہی رسالہ آپکی یادگار ہے۔

۱۸۔ محمد دین :۔

"اُدوکے" ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ مہر علی کے لڑکے ہیں۔ اُدوکے، بدوکے کے متصل ہے۔ رسالہ جمعہ۔ رسالہ چوہڑیاں۔ رسالہ سیاپہ۔ اور دو سی حرفیاں آپ کی لکھی ہوئی ملتی ہیں۔

۱۹۔ غلام رسول عادلگڑھی:۔

عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے فارسی اور عربی کے جیّد عالم تھے۔ فارسی نظم میں مقیماں کی طرز پر مطیعاں ایک کتاب نجدیہ عقائد کی تردید میں لکھی۔ آپ کا خاندان خوشنویسی کے لحاظ سے بیرونی ممالک میں بھی مشہور رہے۔ پنجابی نظم میں ترجمہ قصیدہ غوثیہ آپ کی یادگار ہے۔

۲۰۔ مولوی دلپذیر:۔

مولوی حاجی محمدؐ دلپذیر ولد کرم دین بھیرہ ضلع سرگودھا کے مشہور پنجابی شاعر ہیں جن کی بہت سی پنجابی کتابیں بازار میں ملتی ہیں جن کے اسامی حسب ذیل ہیں۔

قصص المحسنین۔ وعظ دلپذیر۔ انشائے دلپذیر۔ باغ و بہار۔ گلزار چہار یار۔ مجموعہ وظائف۔ باغ بہشت۔ گلدستہ دعوات۔ مجموعہ اشعار دلپذیر۔ گلزار موسیٰؑ۔ مکتوبات دلپذیر۔ مجموعہ سی حرفی۔ زینت الاسلام۔ انواع دلپذیر۔ احوال الآخرت۔ اکرام محمدی۔ گلزار مکہ۔ مجموعۂ خطب۔ ترجمہ دیوان حافظ۔ ان کی پنجابی تصنیف ہیں۔

۲۱۔ منظور احمد:۔

ڈاکٹر مولوی منظور احمد مولوی دلپذیر کے لڑکے ہیں۔ فرقہ احمدیہ سے متعلق ہیں۔ امام المتقین باتباع خاتم النبیین آپ کی کتاب ہے۔

۲۲۔ جھنڈے خاں علم:۔

اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانحعمری پنجابی نظم میں لکھی۔

۲۳۔ میاں محی الدّین مہدی:۔

جہلم کے باشندے ہیں۔ والد کا نام عزیزاللہ قوم جھمٹا ہے۔ فرقہ نجدیہ

کے پکے پیروکار ہیں۔ منجی المومنین۔ ترجمہ فقہ اکبر۔ شرح نجات المومنین۔ رسالہ بیمار پرسی۔ رد تقلید۔ نماز اشارہ۔ رسالہ ایمان اور پند نامہ۔ ان کی پنجابی منظومات ہیں۔

۲۴۔ رحمت اللہ:۔ جہلم کے باشندے ہیں۔ والد کا نام عبدالواحد۔ یہ میاں محی الدین کے بھتیجے ہیں۔ رحمت اللہ نے ۱۳۲۲ھ میں تحفۂ رمضان تصنیف کیا۔ ان کے خاندان سے ہی ایک بزرگ میاں محمدؒ نے قرآن پاک کا پنجابی نثر میں ترجمہ کیا۔

۲۵۔ خواجہ قمر دین ولد محمد غوث:۔

ضلع منٹگمری کے اکابر علماء سے تھے۔ رسالہ روایت آپ کی تصنیف ہے جس میں شرک و بدعت کے مسائل ہیں۔

۲۶۔ امام دین واعظ:۔

امرتسر کے باشندے تھے — فرقہ اہلحدیث سے متعلق تھے حقوق الزوجین۔ کامن کی طرز پر آپ کا ایک فقہی رسالہ ہے۔

۲۷۔ محمد امین:۔

جہلم کے رہنے والے تھے۔ اظہار السنن۔ احوال الآخرت۔ معجزۂ محمدی۔ قصیدہ شفاعیہ۔ تہذیب النسواں۔ شرح اسماء الحسنیٰ۔ منجی المومنین۔ فقہ اکبر۔ درود ہزارہ دررہ حی۔ خزینۃ الجواہر۔ قصہ سلیمان و بلقیس۔ رنگ برنگی مکڑی شعلہ عشق۔ سی حرفیاں۔ احوال زمانہ۔ چنگ عشق۔ اٹھوارا اور باراں ماہ ان کی تصانیف ہیں۔

۲۸۔ جان محمد:۔

آپ نے حضور پاک کا وفات نامہ لکھا ہے جس کا قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔

۲۹۔ نوری:۔

ایک شاعر ہے جس نے سفر نامۂ حج اپنے سفرِ حج کے حالات ایک مبسوط کتاب میں لکھے ہیں۔

۳۰۔ مستری خان محمد:۔

پنڈ دادنخاں ضلع جہلم کے باشندے ہیں۔ ان کا نعتیہ دیوان چھپا ہوا ملتا ہے۔ قبلہ والد بزرگوار علامہ محمد عبدالکریم کے شاگرد تھے۔

۳۱۔ مولوی علی اکبر صاحب اکبر:۔

۱۸۶۵ء میں بمقام بھدّر۔ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۴ اپریل ۱۹۳۵ء کو موضع ماڑی بھنڈراں ضلع گوجرانوالہ میں وفات پائی۔ عربی اور فارسی کے عالم متبحر تھے۔ قرآن مجید۔ مثنوی مولانا روم۔ اور ہیر وارث شاہ ہمیشہ آپ کے سرہانے رہتیں۔ نہایت خوش الحان تھے۔ رئیس الواعظین کے نام سے مشہور تھے۔ محترم دوست (مولوی محمد علی فائق) کے والد بزرگوار تھے۔ چرخہ رسولی بشغلہ نور۔ عرب دیے وائے، آپ کی تصانیف ہیں۔ جن کے قلمی نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔

۳۲۔ حکیم سائیں بخش:۔ آپ نے تشریح الطب ۱۹۰۱ء / ۱۳۰۰ھ میں تصنیف کی اور
۳۳۔ محمد دین جنڈیالوی نے قانونچہ طب کا پنجابی نظم میں ۱۳۱۲ھ میں ترجمہ کیا۔ اور اس دور کی فنی شاعری میں اضافہ کیا۔

رومانی شاعری:۔

رومانی شاعری میں اِس دَور کے مندرجہ ذیل شعرا بتفصیل ذیل مشہور ہیں۔

لاہور کے پنجابی شعرا:۔

لاہور کے پنجابی شعراء میں سے جنہوں نے انگریزی عہد میں فروغ پایا ہے وہ سید فضل شاہ صاحب نواں کوٹی ہیں۔ چونکہ اُن کی پیدائش سکھی عہد میں ہوئی لہٰذا ان کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔

رفیق میرٹھی:۔

شیخ الٰہی بخش رفیق ولد سالار بخش میرٹھ میں ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے غدر کے دنوں میں لاہور آ گئے اور مولانا محمد حسین آزاد کی تحریک شاعری میں شامل ہو گئے۔ اور یہیں سے پنجابی کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور آپ ایک خاص حلقہ کے استاد تھے۔ آپ نے ۱۸۹۰ء میں لاہور میں وفات پائی۔

نمونہ کلام

ب۔ بولیاں لالا مارنا ہیں۔ انہاں عاشقاں دا مرنا جیونا کیہہ

جدوں اپنے آپ نوں ماردا فیر آبِ حیات دا پیونا کیہہ

ٹٹی تار نہ جُڑدے پیار والی، پاٹے کپڑے دا فیر سیونا کیہہ

مرد سخن تے رہن رفیق عاشق ہوئے مرد نامرد فرِھیتو نا کیہہ

عشق لہر:۔

چراغ دین نام، فضل دین لوہار کے شاگرد تھے۔ پیشہ کفش دوزی اور

شاعری شغل - آخر عمر میں کیبرج شاپ مغلپورہ میں ملازم ہو گئے۔ ستر سال کی عمر میں ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔ بارہ ماہ اور سی حرفی سسی پنوں آپ کی یادگاریں ہیں۔ اِن کے علاوہ اور بہت سی نظمیں آپ کی یادگار ہیں۔

نمونہ کلام

ج۔ جان دے چرخے نوں مور کھا اٹھئے لے چلاوت کوئی نفور ہوندے
ییکے روئیں پیارے دے نام والی وٹ پونیاں راضی غفور ہوندے
تکلہ صدق یقین دی ماہل پا کے مَن کا پا مَنکا جے شعور ہوندے
عشق لہر توں کت دا رہیں ہر دم خبرے تند کیہڑی منظور ہوندے

ارُوڑہ رائے :۔

آپ کی پیدائش ۱۸۱۸ء میں ہوئی۔ اور ۱۸۸۸ء میں راہیئے ملک عدم ہوئے۔ چو مصرعے خوب لکھتے تھے۔ آپ نے کچھ نعتیں اور امام حسینؑ کے مرثیے بھی لکھے۔

نمونہ کلام

ن۔ نت پیارے کت خیال کھیویں نت خزاں تے نت گلزار ناہیں
نت حکم حکومتاں راج کہتے ، نت بھاگ ایہہ کسے دا یار ناہیں
نت یار دے وصل دی رات کہتے نت داغ جدائی دی سار ناہیں
ارُوڑہ رائے نت حُسن جوانی کہتے نت زندگی دا اعتبار ناہیں

اُستاد گاموں خاں :۔

نواب خاندان سے تھے۔ نواب بہاولپور کے رشتے دار تھے۔ پنجابی

غزل کی ابتدا پنجابی ادب میں آپ سے ہوئی۔ آپ ۱۸۶۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۶ء میں فوت ہوئے۔

غزل

لوک کہن کافر ماندار ہویا، دیکھو خال سنہری رخسار اُتّے
یا ایہہ حکم خدا دے نال بیٹھا، شاہ حبش تخت زرنگار اُتّے
ادہرے دیکھ رخسار نصیب سڑیا میری روح رخسار توں ہوئی صدقے
ادھر اگ اُتّے بن اگ چمکے ایدھر نُور چمکے پیا نار اُتّے
ادس پری دے یار دے خیال اندر جدوں رونا بہت بے حال ہو کے
کوہ قاف تھیں آوندے ہین بدّل، گریہ کرن میرے حال زار اُتّے
جیہڑا کسے نوں کوئی ایذا دیوے فوراً ادس دار و سیاہ ہو دیوے
میرے چھالیاں نوں اک دن چھنڈیا میں سیاہی ویکھ لو نوک خار اُتّے
پیا پئے درپئے دِہ ایس طراں نوں ٹُٹّے تار نہ ذرا پریم والی
گاموں خاں ساقی نت سخی ہوندے کویں تار رہوے اِک تار اُتّے

دلی اللہ سبحان:۔

آپ کا وطن لاہور تھا۔ ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں وفات پائی۔ عربی فارسی کے اچھے عالم تھے۔ فارسی میں دلی تخلص کرتے تھے۔ چو مصرعے خوب لکھتے تھے۔

میاں کریم بخش پدر:۔

حکیم آغا علی خاں۔ گاموں خاں۔ میاں الٰہی بخش میرٹھی کے استاد تھے۔

بجھارتوں میں آپ کو بہت ملکہ تھا۔ آپ ستر سال کی عمر میں ۱۸۷۰ء میں فوت ہوئے۔
سوال جواب بجھارتاں اور جنگ نامہ حضرت علیؓ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

میاں ہدایت اللہ:-

لاہور آپ کا وطن تھا۔ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۹ء میں وفات پائی۔ دوہڑے اور چومصرعے لکھتے تھے۔ ان کی سی حرفیاں چھپ چکی ہیں۔ ہیر میں بھی آپ نے کچھ اضافہ کیا ہے۔ آپ کا باراں ماہ بہت مشہور رہے۔

نمونہ کلام

چڑھے وساکھ وساکھی ہوئی گھر یں سونہہ اگر آئے نی
ناہیں خبر اساڈی جانی کیوں اتنے دن لائے نی
کھلے کیس گلے وچ میرے سیاں سیس گندائے نی
کون ہدایت خبر لیا وے، کیہڑا خبر لیائے نی

خلیفہ قمر:- قمر دین نام، تخلص قمر کرتے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۵۳ء میں ہوئی اور ۱۹۳۰ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ کشتہ۔ سوختہ۔ برکت علی اختر اور کریم بخش قربان آپ کے مشہور شاگرد ہیں۔

آغا علی خاں حکیم:-

استاد کریم بخش کے شاگرد تھے۔ طبابت آپ کا پیشہ تھا۔ حویلی میاں خاں لاہور میں سکونت پذیر تھے۔ آپ نے پچھتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ فنِ تاریخ گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔

ہیر کشتہ کی تاریخ لکھتے ہیں ؎

ایڈا فکر ہے طبع دے سال دا کہیا ہاتف غیب تھیں پیا پکار دا اے
پلٹ عدد وا اُس کے لکھ آغا، شعر ہین گویا آب دار موتی
ھ ۱۳ ۱۳۱

لال دین قیصر:-

لاہور میں رہتے تھے۔ اِن کی پیدائش ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ تاریخ وفات ۱۹۵۶ء ہے۔ ان پڑھ تھے لیکن پنجابی ادب کی بہت خدمت کی۔ آپ نے اخبار امام جاری کیا۔ علاوہ ازیں سچدل دا کلیجہ۔ قیصر دے نگینے۔ بھرے یا پنگھال مہندی دا لے سجنہ جو ڑدی۔ یہ کتابیں آپ کی مطبوعہ ہیں۔

فیروز دین شرف:-

پہلے امرتسر میں رہتے تھے بعد میں لاہور سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔ اور ۱۹۵۴ء میں اِس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ سنہری کلیاں۔ نورانی کرناں۔ شرف نشانی۔ دکھاں دے کیرنے لالاں دیاں لڑیاں۔ نوری درشن۔ شرد ھادے پھل۔ شرف دے گیت۔ پریم ہلارے۔ دل دے ٹکڑے آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

رحیم یار:-

آپ رحیم بخش اور رحیم یار دونوں تخلص کیا کرتے تھے۔ اِن کی تاریخ پیدائش ۱۸۵۱ء اور تاریخ وفات ۱۹۰۳ء ہے۔ اِن کے اشعار کے چار موضوع تھے (۱) نصیحت (۲) وحدانیت (۳) نعت (۴) شہادت۔

میاں شادا:-

درۃ الاسلام اور چرخہ رنگ رنگیلا اِن کی مشہور تصنیفات ہیں۔ ۱۸۳۹ء میں

پیدا ہوئے اور ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

پیر بخش عاصی :۔

جو مصرعے خوب لکھتے تھے۔ آپ کا زمانۂ حیات ۱۸۳۲ء سے ۱۸۹۲ء تک ہے۔

حافظ بخشی :۔

بہت نامور شاعر تھے۔ لاہور اور امرت سر میں آپ کے بے شمار شاگرد تھے۔ اِن کی ایک سی حرفی "بعنت پیکر" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

ہمدم :۔

آپ کا اسمِ گرامی محمد رمضان تھا۔ "ہیریاں دی کان" آپ کی ایک مطبوعہ تصنیف ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے پنجابی لغات بھی لکھنا شروع کی جو مکمل نہ ہو سکی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی اور ۱۹۵۴ء میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

اُستاد دامن :۔

پورا نام چراغ دین ہے اور دامن تخلص کرتے ہیں۔ ہمدم کے شاگرد ہیں۔ درزیوں کے کام میں ماہر ہیں۔ آپ نے فلموں کے لئے اکثر گیت لکھے ہیں۔ تحریکِ آزادی کے سلسلہ میں انگریز کے خلاف بڑے بڑے جلسوں میں اپنا کلام پڑھا کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے لیڈروں سے زیادہ مقبول ہوئے۔

محرّم علی چشتی :۔

آپ کی پیدائش ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ ایک سال کے تھے کہ یتیم ہو گئے۔ یتیمی آپ کو راس آئی اور علم خوب حاصل کیا۔ آخر کار آپ وکیل بنے۔ گیتوں کے کئی مطبوعہ قصے آپ کے کلام کا حصّہ ہیں۔

فضل دین :-

آپ نے بہت سی سی حرفیاں لکھیں۔ تاریخ پیدائش ۱۸۱۸ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۷ء ہے۔

اُستاد گام :-

پُورا نام غلام محمد ہے۔ چومصرعے اور نعتیں لکھنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں وفات پائی۔

فیروزدین دیگرہ :-

ان کا ایک حر ... بھی مشہور ہے۔ چومصرعے لکھنے میں آپ ماہر اُستاد تھے۔ اِن کی پیدائش ...۱۸ء میں ہوئی اور ۱۸۹۷ء میں عین عالمِ شباب میں داغِ جدائی دے گئے۔

مُراد بخش مُراد :-

لاہورا سنگھ کے شاگرد تھے۔ ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۲ء میں فوت ہوئے۔ چومصرعے کہتے تھے۔

راقب قصوری :-

درویش قسم کے شاعر تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۳ء میں ہوئی اور ۱۹۳۶ء میں راہئ ملکِ عدم ہوئے۔ جناب مجدّد صاحب کی مزار پر مراقبے کے عالم میں آپ کو نعت لکھنے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ آپ مشہور نعت خواں ہوئے۔ اِن کی نعتوں کے پانچ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

مستری مولا بخش :۔

نہایت پُرگو شاعر تھے۔ قصہ ہیر بادشاہزادی۔ مرزا صاحباں۔ سلطان محمود۔ لیلیٰ مجنوں۔ پہیلی دے بیر شکوہ۔ جواب شکوہ۔ بتیاں دا مجموعہ شگوفہ عشق۔ شاندار موتی۔ چمکدار موتی۔ موتیاں دا خزانہ۔ رنگ برنگے موتی۔ توبۃ النصوح آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔ زمانہ حیات ۱۸۸۵ء سے ۱۹۴۵ء تک ہے۔

غلام محی الدین نظر :۔

عشق لہر کے خلیفے ہیں۔ عام طور پر بینت لکھتے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۷ء ہے۔

فضل دین بخت :۔

آپ کی پیدائش ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ خیال بخت۔ بخت دے بھرے خزانے۔ بخت دیاں تن گلاں عقیدے دے پھُل۔ آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

ممتاز علی مضطر :۔

آپ کے والد صاحب کا نام سید نادر شاہ بخاری ہے۔ وطن لاہور۔ تاریخ پیدائش ۱۹۱۶ء اور تاریخ وفات ۱۹۰۹ء ہے۔ پہلے اردو میں شعر کہتے تھے لیکن ایک دفعہ ایک مشاعرے میں کسی نے اہلِ زبان نہ ہونے کا طعنہ دیا۔ بس پھر کیا۔ اردو شاعری ترک کی اور پنجابی شاعری کو اپنایا۔

سر شہاب الدین :۔

ننگل ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ والد صاحب کا نام چوہدری کالو تھا۔ نہایت غربت کے عالم میں علم حاصل کیا۔ آخر ترقی کرتے کرتے پنجاب

اسمبلی کے سپیکر بن گئے۔ پنجابی زبان آپ کی بے حد مرہون منت ہے مسدس حالی کا پنجابی میں ترجمہ آپ نے نہایت کامیابی سے کیا۔ آپ کی پیدائش ۱۸۶۵ء میں ہوئی اور ۱۹۴۹ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

نمونہ کلام

آباد کاراں دے بارڑے

پانی لبھدا نہیں سی پین جوگا، اُتے کھان نوں ہتھ نہ آیا سی
جنہے وسدے ساہن گھیا ڑ گدڑ جنگل آن اوہ اساں وسایا سی
ڈُدھ پٹ کے جنڈ کریر سارے پانی پٹ کے کھال وگایا سی
دن وڈھ کے پھوک فناہ کیتے، ہل زمیں تے تد ویں چلایا سی
پھنیر بار دتے نال ہتھیاں دے، خوف کھلڑی وچ نہ آیا سی
کیاں دیچ کے اپنا بھوئیں بھانڈا ڈیرا بار دے وچ جمایا سی

اِن کے علاوہ حکیم عبدالکریم ثمر۔ احمد یار خاں ازلی۔ میاں کرم دین غافل۔ نذیر احمد منظور۔ پیر عبدالقادر۔ چوہدری سمند احسنی۔ رحمت ڈھونڈا۔ محمد صادق قزلباش۔ فیروز دین مسافر۔ مرزا عبدالحمید۔ برکت علی ثمر۔ بابو نعیم جان۔ آر فضل دین۔ حسن دین۔ قربان۔ خوش دل بھی وہ مشہور ہستیاں ہیں جنہوں نے پنجابی زبان کی خدمت اپنے فرائض میں سمجھ رکھی ہے۔

لاہور کے ہندو اور سکھ شعراء :

لاہورا سنگھ :- پنجابی زبان کے دلدادہ اور نہایت مشہور شاعر تھے۔

آپ کی مشہور نظم ڈنڈی آج کل بھی لوگ اکثر مشاعروں میں سنتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں نویسی حرفیاں اور ایک قصہ ہیرا نجھا کا ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ تاریخ وفات ۱۹۲۳ء ہے۔

بھولانا تھ وارث:۔

عیسائی تھے۔ تاریخ پیدائش ۱۸۶۷ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۶ء آپ نے پنجابی نثر میں تاریخ لاہور بھی لکھی۔ اور یہ آپ کا ایک کارنامہ ہے کیونکہ پنجابی ادب میں نثر کا پہلو کمزور تھا۔

باوا بُدھ سنگھ:۔

پنجابی ادب کے بہت بڑے محسن ہیں۔ تاریخ پیدائش ۱۸۷۵ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۱ء ہے۔ سکھوں کے تیسرے گورو گورو امر داس جی کی اولاد سے تھے۔ پریم کہانی۔ ہنس چوگ۔ کوئل کوکو۔ پپیہا بول۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ پنجابی ادب میں تاریخ نویسی کی ابتدا آپ نے کی۔ اکثر پنجابی مصنفوں نے تاریخ ادب پنجابی لکھتے وقت پریم کہانی کو اپنے سامنے رکھا ہے۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ:۔

آپ موضع دیوی ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ "اے ہسٹری آف پنجابی لٹریچر" پنجابی ادب کی تاریخ آپ نے انگریزی زبان میں لکھی۔

گیان چند دھون:۔

جائے پیدائش لاہور ہے۔ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ بڑے صاحب قلم تھے۔

دھرو بھگت ۔ پرتھوی راج ۔ روپ بسنت حقیقت رائے ۔ خونی بہن جمیل فتا۔ ستیہ وان ۔ ساوتری آپ کی تصنیفات ہیں ۔

اننت رام وشِشٹ :-

۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے ۔ لاہور ان کا وطن ہے ۔ ان کا تمام کلام قصوں کی شکل میں چھپ چکا ہے ۔

مِلکھی رام :-

بہت بڑے پنجابی کے شاعر ہیں ۔ اور ان گنت قصوں کے مصنف ہیں ۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں ، جو تمام کی تمام چھپ چکی ہیں ملکھی دا گنجہ بٹیرا ۔ ملکھی دی پتی ۔ ملکھی دا بائیسکل ۔ ملکھی دی بجلی ۔ جُتی ستاریاں والی ۔ باراں ماہ پانی ۔ ہے جا لو ۔ یہ تمام قصے ہیں ۔ علاوہ ازیں سسی پنوں اور حقیقت رائے مطبوعہ ضخیم قصے ہیں ۔ باراں ماہ پانی نہایت مقبول ہوا ۔ اور ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوا ۔ یہ تمام چیزیں کلیاتِ ملکھی رام کے نام سے علیحدہ علیحدہ چھپ چکی ہیں ۔ نمونہ کلام

چیتر چار چو فیریوں گھٹ چھیرا ، کیتا بند یزید شیطان پانی
دتا حکم پلیت نے فوجیاں نوں نہ حسین نوں دینا لے جائے پانی
اک روز پردیسیاں سیداں نوں آپوں آوے گی موت بلان پانی
ملکھی دیکھنا ! مُول نہ باہر جاوے سارے رکھناں وَل دھیان پانی

سُندر داس :-

تاریخ پیدائش ۱۹۰۲ء ہے ۔ پنجابی ادب میں آپ نے بہت سا اضافہ کیا ۔ الّہڑ طبے زخم عشق دیاں چوٹاں ۔ خونی ماں اور سندر سفنے آپ کا مطبوعہ کلام ہے ۔

گیانی سوہن سنگھ سیتل :-

باپ کا نام سردار خوشحال سنگھ تھا۔ گاؤں کا نام قادی ونڈ تحصیل قصور ضلع لاہور ہے ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصنیفات کیسری دوپٹہ۔ سیتل کرناں۔ سیتل سنیہے۔ سیتل ہنجوں۔ سیتل ہلارے۔ سیتل جھرنگاں۔ سیتل پرسنگ۔ سیتل پرکاش۔ سیتل ترانے۔ سیتل داراں۔ سیتل تانگاں۔ سیتل چھلکاں۔ سیتل انگیارے۔ سیتل رمزاں۔ سیتل امنگاں۔ سیتل سوغاتاں۔ دیہدے ہنجو۔ سجرے ہنجو۔ دل دریا وغیرہ کوئی ستر کے قریب ہیں۔ پنجابی نظم کا ادب آپ پر جتنا ناز کرے کم ہے۔

پنڈت رام سرن داس :-

تاریخ پیدائش ۱۸۹۵ء اور تاریخ وفات ۱۹۴۶ء ہے۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں۔ (۱) شرح بینت شاہ محمد۔ (۲) پنجاب دے گیت۔ (۳) بھگوت گیتا۔ یہ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اور بازار سے عام ملتی ہیں۔

پورن رام :-

آپ نے پرانی عشقیہ داستانیں لکھی ہیں۔

پروفیسر دیوان سنگھ :-

وطن آپ کا سیالکوٹ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۴ء میں جزیرہ انڈمان میں فوت ہوئے۔ آپ نے پنجابی زبان میں آزاد شاعری کو رواج دیا۔ وگدے پانی آپ کی مشہور کتاب ہے جو ۱۹۳۴ء میں چھپ چکی تھی۔

امرتسر کے مسلمان شاعر:-

کرم امرتسری:-

نام کرم دین تھا اور تخلص کرم کرتے تھے۔ سن پیدائش ۱۸۵۳ء اور سن وفات ۱۹۵۹ء ہے۔ اِن کے کلام کا مجموعہ "گلدستہ کرم" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ گلدستہ کرم، شکر، توبہ، بلبل، چوہڑی، چمیاری، ہرنی، بچہ لوڑھ وغیرہ بہت سی مشہور نظموں کا مجموعہ ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا غیر مطبوعہ کلام بہت ہے۔ آپکے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان کے ایک شاگرد ورآؔ صاحب گوجرانوالہ میں ہیں۔ ہمیشہ اپنا کلام سنانے سے پہلے آپ کا یہ بند ضرور پڑھتے ہیں۔

نمونہ کلام

بھلے لکم کولوں ایناں دُور رہاں ہیں جیناں ناصلہ دن تے رات والے
رہندا پرے ابلیس ہے مجھ کولوں ہینوں سمجھ پتلا خرافات والے
دَغے باز، عیّار، مکّار ہاں میں اعتبار کس نوں میری ذات والے
ایسے بُرے وی چور رکھے شرم کرم بس حوصلہ رب دی ذات والے

عزیز خاں شرم:-

سن پیدائش ۱۸۸۶ء ہے۔ اُستاد کرم کے شاگرد ہیں۔ آپ کے شعروں میں بے شمار محاورے اور ضرب الامثال ملتے ہیں۔ محاورے کو شعر میں اِس طرح لگاتے ہیں جیسے انگوٹھی میں نگینہ۔ آپ کی تصنیفات میں سے قصہ دھوبن اور کچھ دیگر متفرق کلام چھپ چکا ہے۔

نمونہ کلام

سے گئے مال بچا کے جو ایھنوں پتہ پچھنا ہاں اوہناں ڈیریاں دا
کہنا، کرنا، سُننا، ویکھیاں راہبراں نوں گل شام دی وکرسویریاں دا
منزل دُور کویلا کمزور باڈو نکر پچھی نوں پیا بسیریاں دا
رب الیس غریب دی شرم رکھے وسنی ٹھگاں دی ضلع ٹیریاں دا

دیوا زندگی دا بلدا رکھنا اے تیل پاوناں بتی نوں سیکھنا ایں
ہجر یار ہے شکل جہتاں دی، چند سلگنی ایں من نے جپکنا ایں
اوہنوں لبھتا یا گم ہو جانا، نقشہ نویں قیامت دا لیکنا ایں
اچھا دیکھیے کدوں تک نہیں آوندا، میں بھی حشر تک اوہنوں اڈیکنا ایں

سائیں مولا بخش :-

قصبہ مجیٹھہ ضلع امرت سر میں پیدا ہوئے سن پیدائش ۱۸۶۷ء ہے۔ آپ کی تصنیفات قصہ لشنو بسسی ہوں۔ ہیر رانجھا۔ مرزا صاحباں اور بہت سی کافیاں ہیں۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ ایم اے پی۔ ایچ ڈی آپ کی ہیر کو وارث شاہ کی ہیر کے برابر ہی سمجھتے ہیں۔

دین محمد سودائی :-

وریڈوال ضلع امرت سر آپ کی جائے پیدائش ہے بلکہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۴ء میں عین عالم شباب میں فوت ہو گئے۔ کم وبیش پچاس قصوں کے

مصنف ہیں۔ آپ کا یہ گیت نہایت مشہور ہے۔

اُٹھ شہر مدینے نوں چل جندڑی
در پاک رسولؐ دا مل جندڑی

کرم دین مضطر:۔

۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۲ء میں وفات پائی۔ بینت لکھا کرتے تھے۔

عبدالقادر دانشمند:۔

آپ کا زمانہ حیات ۱۸۷۴ء سے ۱۹۳۴ء تک ہے گیت یا بینت لکھتے تھے۔

غلام رسول:۔

آپ کا زمانہ حیات ۱۸۴۲ء سے ۱۹۰۳ء تک ہی حرفیاں اور بینت بہت لکھے۔ آپ کا قصہ مالی تبل بہت دفعہ چھپ ہے۔ اور بہت مقبول ہوا ہے۔

بابا صادق:۔

۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۹ء میں وفات پائی جرنسی حرفی لکھا کرتے تھے۔

اللہ دتہ شگفتہ:۔

اس جہانِ فانی میں ۱۸۶۳ء سے ۱۹۰۶ء تک رہے "شگفتہ دے سوال جواب" سی حرفی اور بارہ ماہ آپ کا مطبوعہ کلام ہے۔

سرار خان برق:۔

۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۴ء میں فوت ہوئے۔ پہلے پنجابی میں بینت لکھتے تھے۔ بعد میں فارسی شاعری اختیار کی۔

مولوی حبیب اللہ:۔ موضع لکھو کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۷۱ء

سے ۱۹۵۴ء تک ان کا زمانہ حیات ہے۔ خزینۃ الاسرار، حبیب الثقلین، تفسیر سورہ یٰسین۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ تفسیر ست سورہ۔ تفسیر سورہ والضحیٰ۔ یوسف زلیخا۔ گلزار آدم۔ گلزار موسیٰ۔ گلزار عیسیٰ، مجموعہ خطبات حبیب اللہ۔ نور العیون فی قصۃ موسیٰ وہارون۔ اکرام مصطفیٰ۔ قرآن مجید دے نو پاریاں دی تفسیر، سوانح نوشہ۔ قصہ جابر، جنگ نامہ حبیب اللہ، معراج نامہ۔ احوال الآخرت۔ خوان یغما، تفسیر سورہ یوسف، شرح نجات المومنین وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں جو چھپ چکی ہیں۔

جمال نثار :۔

اِن کا زمانہ ۱۸۲۸ء سے ۱۹۰۶ء تک ہے۔ بیت خوب لکھتے تھے۔

حیات امرت سری :۔

۱۸۷۶ء سے ۱۹۳۲ء تک اس دنیا میں رہے۔ خواب میں وارث شاہ کے شاگرد ہوئے۔ آپ ہیر کے اشعار کا مطلب خوب سمجھایا کرتے تھے۔

محمد دین سوختہ :۔

آپ پنجابی کے اچھے شاعر تھے۔ وارث شاہ کی ہیر میں آپ نے پورے ۶۰۰ شعروں کا اضافہ کیا۔ ۱۸۷۶ء سے ۱۹۴۲ء تک زندہ رہے۔

محمد دین غریب :۔

تاریخ پیدائش ۱۸۸۴ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۱ء ہے۔ نارمل پاس کر کے سکول ماسٹر بنے۔ بچوں کو بھی پڑھاتے رہے اور خود پنجابی زبان کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ دائمی جنتری کے موجد ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بہت سے قصے آپ کی یادگار ہیں۔ جن میں بھاں بھاں بلیاں۔ بھنڈا بھنڈاریا۔ ٹڈیاں دوستیاں۔

جنت دا میلہ اور سنگھنی لسی بہت مشہور رہیں اور مطبوعہ ہیں۔

مولا بخش کشتہ :-

آپ ۱۸۷۶ء میں امرت سر میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۰ء میں لاہور آ گئے پنجابی زبان کے ساتھ آپ کو عشق تھا۔ آپ خلیفہ قمر کے شاگرد ہیں۔ پنجابی زبان آپ کے احسانات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں:- دیوان کشتہ، ہیر کشتہ، پنجاب دے ہیرے اور پنجابی شاعراں دا تذکرہ۔

فیروز سائیں عارف :-

۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ بیت، گیت اور بولی لکھتے ہیں۔ اپنے قصے خود ہی گا کر بیچتے ہیں۔ آپ کا مجموعہ کلام ہاڑے شائع ہو چکا ہے۔

عبدالرحیم عاجز :-

ان کا زمانہ حیات ۱۸۹۶ء سے ۱۹۵۲ء تک ہے۔ ان کی بہت سی پنجابی نظمیں قصوں کی شکل میں چھپ چکی ہیں۔

محمد بخش قریشی :-

۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۶ء میں فوت ہو گئے۔ بے شمار چھوٹے چھوٹے قصوں کے مصنف ہیں۔ ان قصوں کے علاوہ آپ نے ڈھول اور شمس رانی کا قصہ بھی لکھا ہے۔

محمد حسین خوشنود :-

پیدا تو سیالکوٹ میں ہوئے لیکن وفات امرتسر میں پائی۔ آپ کا زمانہ حیات ۱۸۹۵ء سے ۱۹۳۴ء تک ہے۔ قصہ سعید، گیان گتھلی، سفرنامہ حرمین، سیر کشمیر

آپ کی مشہور تصنیفات ہیں. قصہ سعید کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ تین دفعہ چھپ چکا ہے۔

علم دین خاکسار :۔

۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے. ہائی سکول چنیوٹ میں ڈرل ماسٹر کے عہدے پر رہے۔ شکوہ پاک رسول نال۔ جل نیوں آپ کی مشہور تصنیفات ہیں. علاوہ ازیں آپ نے مختلف بحروں میں بینت کہے۔ آپ کے مرثیے بہت مقبول ہیں۔

بابو عبدالرحمٰن خاں :۔

انہوں نے پچیس سال میں ہیر مرتب کی اور اس میں ۶۵۰ اشعار کا اضافہ کیا۔

مولوی عزیز دین :۔

موضع جوڑا، تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر کے باشندے تھے۔ انہوں نے بھی ہیر وارث شاہ مرتب کی۔ اور اُس کا ایک مبسوط فرہنگ تیار کیا۔ آپ نے ہیر وارث شاہ میں بے شمار مصرعوں کا اضافہ کیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ پیر اندر محبوب عالم اور اپنے تمام مصرعے ملا کر ان پر مسلسل نمبر لگا دیے. جس سے کسی کے کلام کا امتیاز نہ رہا۔ ہیر کا یہ نسخہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں تیار ہوا تھا۔

امرتسر کے ہندو شاعر :۔

کشن سنگھ عارف :۔

آپ ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں فوت ہوئے. آپ نے بیشمار کتابیں لکھ کر پنجابی ادب کے نظم کے خزانے میں خوب اضافہ کیا۔ آپ کی تصنیفات

کی فہرست حسب ذیل ہے۔

ہیر را نجھا۔ راجہ رسالو۔ دُلّا بھٹی۔ شیریں فرہاد۔ پورن بھگت۔ کشن کٹار۔ راج نیتی۔ کافیاں۔ جیو سیاپا۔ کوررڑے۔ کنڈلیاں۔ قصیدہ کشن سنگھ۔ دیوان کشن سنگھ۔ راجہ بھرتری۔ باراں ماہ وغیرہ۔

ملاوا رام نفر:۔

زمانۂ حیات ۱۸۴۹ء سے ۱۹۱۸ء تک ہے۔ حرف بینت لکھتے تھے۔

بھائی ویر سنگھ:۔

۱۸۷۲ء میں ڈاکٹر چرن سنگھ کے ہاں پیدا ہوئے ۱۸۹۶ء میں خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی کی بنیاد رکھی ۱۹۴۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف اورینٹل لینگویجز کی اعزازی ڈگری حاصل کی۔ پنجابی نظم و نثر میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں آپ کی مطبوعہ تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

نظم:۔ رانا صورت سنگھ۔ بلبل تے راہی لپشا پوتی چند رراوت۔ تریل تپکے۔ جیون کیہہ اے۔ دل ترنگ بسمل مور۔ چُھنڈیا طوطا۔ لہر ہلارے۔ بجلیاں دے ہار۔ پریت دنیا۔ کنبدی کلائی۔ کنت پہیلی۔ سائیاں جیون۔

نثر:۔ ان کی نثر کی تصنیفات کا ذکر نثر کے باب میں آئے گا۔

شنکر داس شنکر:۔

۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۹۱۷ء تک زندہ رہے۔ بینت لکھتے تھے اور خوب لکھتے تھے۔

گنگا رام:۔ ان کا زمانۂ حیات ۱۸۳۵ء سے ۱۹۰۷ء تک ہے حقیقت رائے

گوپی چند۔ راجہ بھرتری۔ سوہنی مہینوال۔ دوہڑے۔ کبت۔ سوییّے اور بینت ان کی یادگار ہیں۔

پال سنگھ عارف:۔

۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ قصہ چندر روپ ماہ یار۔ سوہنی مہینوال۔ پورن بھگت۔ گوپی چند۔ رمز العشق۔ پریمی بھورے۔ پریم پرکھیا۔ پریت سنگ بے پرتیاں۔ عمر بلاس۔ گلزار عشق وغیرہ لکھ کر آپ نے پنجابی زبان کا دامن بھرا۔

سوبھا رام:۔

تاریخ پیدائش ۱۸۷۹ء ہے۔ سی حرفیاں لکھتے تھے اور شرف تخلص کرتے تھے۔

دیوی داس:۔

۱۸۹۴ء میں نوشہرہ ننگل ضلع امرت سر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۵ء میں وفات پائی۔ ہندی تخلص کرتے تھے جقیقت رامے۔ اکھاناں دی کھان آپ کا مطبوعہ کلام ملتا ہے۔

چمن سنگھ شہید:۔

۱۸۹۳ء سے ۱۹۳۵ء تک زندہ رہے۔ آپ نے اخبار شہید گورمکھی میں جاری کیا۔ ان کے ناول مشہور ہیں جن کا ذکر آئے گا۔ نظم صرف آپ کی ایک کتاب بنام ہاس رس مشہور ہے۔

گنگا سنگھ:۔

آپ کی پیدائش ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ اخبار نویسی کے ماہر تھے۔ آپ سکھ مشنری کالج کے پرنسپل تھے۔ آپ کا زیادہ سرمایہ نثر کا ہے۔ نظم کے باب

میں آپ کے بینت اور رباعیاں ملتی ہیں۔

چکر دھاری بے زر

۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے گیان دا گچھا۔ پرہلاد بھگت۔ بے زر دے موتی۔ بھن امرت چھپ چکے ہیں۔

شام داس خستہ :-

۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ نیچرل شاعری کے دلدادہ تھے۔

ہرنیدر سنگھ روپ :-

آپ کا زمانہ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۵۴ء تک ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے ذیں پندھ، ڈوہنگھے وہن اور روپ لیکھا چھپ چکے ہیں۔

نمونہ کلام

اپنی دکھا کے مایا سب نوں اسی لُھپا لیا
کرماں دی راس رچ کے ہر اک بچا لیا
چوراں دے دین بھا گئے اپنی چلان خاطر
جس نوں ملی سزا تھے اُس کیہہ بھلا لیا
کہندے نیں حق دی کہہ کس طرح ستاداں
منصورؔ نے سنایا تاں کیہہ مزا لیا

بلدیو چند بیکلؔ :-

آپ نے ۱۹۱۲ء میں پیدائش پائی۔ آپ فلم کمپنیوں کے لئے گیت لکھتے ہیں۔ آپ کے گیت فلم سوہنی، لیلیٰ مجنوں۔ میرا پنجاب وغیرہ میں پیش کئے جاتے

ہیں۔ ست رنگی پینگھ۔ عرشی درشن۔ پیادی جوگن۔ جیون لہراں۔ مٹھے پھنے۔ بکل دے گیت چھپ چکے ہیں۔

نمونہ کلام

پئی ڈھنڈ وچ ٹھر ٹھر کردی اے — پئی پالے دے نال مردی اے
تن تے پاٹیاں لیراں سنے — دکھاں تے دکھ پئی جردی اے
تے واپئی اس نوں جھنبدی اے — اوہ تھر تھر تھر تھر کنبدی اے

بلونت گارگی :۔

۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ انقلابی شاعر تھے۔ ان کے ناول اور ڈرامے چھپ چکے ہیں جن کا ذکر آئندہ ابواب میں آئے گا۔

رائے جسونت رائے :۔

۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے قصہ سوہنا تے زینی۔ کھرم کھلاوا آپ کی تصنیفات ہیں۔

ہرنام کور اور رام کور :۔

ہرنام کور کا جنم ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ اتفاق کی بات دیکھئے۔ میکے والے بھی عالم اور سسرال والے بھی عالم۔ نوری کلیاں ان کا مطبوعہ کلام ہے جس میں دونوں بہنوں کا مشترکہ کلام درج ہے۔

سنتوکھ بھائی :۔

"نوردی سرائے" ضلع امرت سر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سنسکرت کے امرکوش کا ترجمہ برج بھاشا میں کیا اور راماٹن کا ترجمہ پنجابی نظم میں ۱۹۳۲ء میں کیا۔

اوتار سنگھ آزاد:-

آپ ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ چوپایاں۔ جیون جھوٹہ۔ نور جہاں سوانت بوندے۔ رتن مالا۔ ساون پینگھاں۔ دشٹ دیدناں اور خیام خماری آپ کی وہ تصنیفات ہیں جو چھپ چکی ہیں۔

پریتم سنگھ سفیر:-

آپ ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام سردار مہتاب سنگھ تھا۔ آپ کے والد صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ کی مطبوعہ تصنیفات یہ ہیں:۔ کنک کونجاں۔ رکت بونداں۔ راگ رشماں۔

نمونہ کلام

لکھاں دی گلی میری سنجی سنجی لگدی　　دیوا کوئی وی نہ جگدا
اندر باہر پینی یادری جھٹکاں　　کجھ ہور ہور جیہا لگدا

گوجرانوالہ کے پنجابی شاعر:-

انگریزی دور کے ضلع گوجرانوالہ کے مسلمان پنجابی شاعروں کی فہرست یہ ہے:-

(۱) کریم اللہ عاشق۔ (۲) پیر اندتہ زرگر (۳) امام دین منشی (۴) حافظ جھنڈا۔ (۵) مولوی عبدالستار (۶) عبدالواحد عزیز (۷) عبدی قیصر شاہی (۸) غلام مصطفیٰ زرگر (۹) میاں احمد دین۔ (۱۰) عبداللہ نقشبند (۱۱) مولوی اسمٰعیل (۱۲) نیاز احمد نیاز۔

(۱۳) محمد بھان وزیر آبادی (۱۴) غلام حیدر رسول نگری (۱۵) مولوی چراغدین زیر آبادی
(۱۶) حکیم عبدالعزیز (۱۷) مولوی غلام حسین کیلیانوالہ (۱۸) مولوی نور حسین ۔
(۱۹) ابراہیم عادل (۲۰) خانصاحب بابو عبدالغنی صاحب وفا (۲۱) محمد دین صِفت
(۲۲) محمد دین فانی۔ (۲۳) سراج دین (۲۴) غلام محمد (۲۵) حافظ خدا بخش (۲۶) اللہ رکھا
(۲۷) کرم الٰہی (۲۸) شیخ فضل الٰہی (۲۹) الٰہی بخش (۳۰) محمد دین مسکین (۳۱) امیرالدین
(۳۲) کرم الٰہی۔

گوجرانوالہ کے مندرجہ بالا شعرائے کرام میں اُن بزرگ ہستیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو بہت مشہور و معروف ہیں۔ باقی اصحاب کا ذکر بخوفِ طوالت حذف کیا جاتا ہے۔ امید ہے وہ حضرات جن کا حال مفصّل نہیں لکھ سکے، معاف فرمائیں گے۔

مولوی عبدالستار:۔

آپ کے والد کا نام میاں مردان۔ قوم کے بانڈے تھے۔ کھاریاں کے رہنے والے تھے۔ موضع کھاریاں اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں تھا لیکن اب ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ آپ نے شاعری میں اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) اکرام محمدی (۲) قصص المحسنین (۳) چرخہ رنگ رنگیلا۔ (۴) مجموعہ اشعار عبدالستار (۵) مہیں نامہ (۶) عبرت نامہ (۷) نین نامہ (۸) باراں ماہ (۹) سی حرفیاں
(۱۰) مدح نبی کریم (۱۱) مدح پیراں پیر۔

نمونہ کلام

الف:۔ اکھیاں کسے نہ رکھیاں سنے، اکھیں رکھیاں مول نہ جاندیاں نیں
آپوں ڈاہڈیاں نال پیار، آپے رُوندیاں تے پچھوں تاندیاں نیں

مکھ یار دا ویکھدے رہن راضی نہ کجھ پیندیاں تے نہ کجھ کھاندیاں نیں
ستار بخش اِس حال نوں جاندے نیں کھُلیں بیش حسیناں دے آندیاں نیں

عبدالعزیز واحد :-

آپ ۱۸۸۳ء میں نورپور ارائیاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب کا اسم گرامی نظام دین تھا۔ وہ تحصیلدار تھے۔ اُن کا تبادلہ ہوا تو آپ بھی اُن کے ساتھ گوجرانوالہ آ گئے اور یہیں تعلیم حاصل کی اور یہیں کچہری میں نقل نویس لگ گئے۔ آپ نے ۱۹۴۹ء میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

نمونہ کلام

ذ۔ ذکر تیرا نت عشق میںنوں ہور کار جہان دی بھُل گئی اے
میری ذات صفات نہ رہی باقی جِندڑی دی مُرلی رُل گئی اے
سوہنی صورت کمال سی یوسفے دی نال سوتری اٹی دے تُل گئی اے
عزیز حُسن دے باغ تے پھُل مٹھوں اُقسل و اخراں دی چھَل گئی اے

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہیں :-

پانچ سی حرفیاں۔ باراں ماہ بروزن فرد فقیر۔ باراں ماہ ایضاً۔ چرخہ نامہ حقیقی۔ الٰہی نامہ (اُردو میں ہے) قصہ شیخ صنعان۔ جِندڑی۔ سوہنی مہینوال۔ سسی پنوں۔ ترجمہ وقائع پتوں۔ ہیر کا قصہ (نامکمل ہے) کوک واحدی۔ نظم نیرنگ خیال۔ دو غزلیں۔ ان کے علاوہ آپ نے ایک دردناک ناول پنجابی نثر میں لکھا ہے۔

عبدی قادری قیصر شاہی :-

آپ گوجرانوالہ شہر کے باشندے تھے۔ آپ کچہری میں اہلمد تھے۔ آپ کے

پوتے شیخ برکت علی صاحب گوجرانوالہ میں موجود ہیں۔ سن ۱۳۰۱ھ میں آپ کی ایک سی حرفی چرخہ نامہ کالیداس کے ساتھ شائع ہوئی۔ ان کی سی حرفیوں کا مجموعہ یار نامہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع کیا ہے۔ نمونہ کلام۔

ی۔ یاد سی حرفی ہے ایہہ ساڈی ایہدے وچ ہے صاف بیان یارا
اساں لوڑیں نہ آکھی اے گل کوئی ایہہ جے وید، پران قرآن یارا
باہجھ رب نہ غرض مراد کوئی، رب باہجھ نہ ہور دھیان یارا
عبدی قادری تیراں سو سن ہجری گوجرانوالہ واہ مکان یارا

غلام مصطفیٰ زرگر:۔

اُستاد امام دین گوجرانوالہ کے شاگرد اور گوجرانوالہ کے باشندے تھے جو مصرعے لکھتے تھے۔ ان کا کلام گوجرانوالہ کے اکثر لوگوں کو یاد ہے۔

نمونہ کلام

م۔ مُکھ سُک سی میم کراں، لباں لال بدخشاں دے لال آہے
لاماں ڈِنگیاں میم لوں گھیر یا سی ابر دیار دے مثل ہلال آہے
فلفل راکھی جو مُشک کافور دی اے، چہرہ چند رخسار دے خال آہے
زرگر الف صواداں وچ لکھیا سی، موتی دند دو لڑی اک ڈال آہے

میاں احمد دین منڈھیالہ:۔

ان کے آباؤ اجداد ضلع جہلم سے موضع منڈھیالہ وڑائچہ میں آ کر آباد ہوئے تھے۔ والد بزرگوار کا نام غلام قاسم تھا۔ وہ ریلوے کنڈیکٹر تھے۔ گوجرانوالہ سے

وزیر آباد تک ریلوے لائن آپ کی نگرانی میں تیار ہوئی۔ آپ کے چھوٹے بھائی خان بہادر امام دین گوجرانوالہ میں ایک بہت ذی وقار انسان تھے۔ آپ نے سوہنی مہینوال کا قصہ لکھا جو ایک بخیل کے ہتھے ایسا چڑھا جو کسی کو دینے کا نام نہیں لیتا۔ آپ کا کلام لاجواب ہے۔

نمونہ کلام

اوہ چڑھ کے بڑے شوق دے جاندی چیر جھناں ل
اتہا عشق نہ ویکھدا، اُچّا نیواں تھاں ل
اوہ کوٹھے، کندھاں ٹپدا مگسوناں اذان ل
صبر نہ آوے اجمدا، ملیاں یار بناں ل

عبداللہ نقشبند :۔

آپ گوجرانوالہ میں انگریزی کا کام کرتے تھے۔ نہایت مشرّع قسم کے انسان تھے۔ آپ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ عبرت نامہ اور دیگر پنجابی نظمیں آپ کی یادگار ہیں۔

نمونہ کلام

ہیر اور اُس کی والدہ کا مطالبہ

ماں :۔ دھیّا باز آ کلمے دے خیال وتوں اوہدے نال کھلوندی ستے بہنی ایں کیوں
گھروں باہر جے سبھ سبھا نکلے، چڑھ چڑھ کوٹھیاں تے دہندی رہنی ایں کیوں
ساری جدّ نوں لیک ایہہ لگ جاسی، جان بجھ بدنامیاں سہنی ایں کیوں
کیلے وانگ ہے نرم سریر تیرا، پئی نال کر پڑے کھہنی ایں کیوں

دگن ویہن دریاواں دے راہ سدّھے نیں سواں وانگوں پُھٹّی وہنی ایں کیوں
جے کر نال چھیڑے نگر دن گنڈ ادہاری چھتوں ٹیکت سدی ہندی لہنی ایں کیوں
کاہے نال اُن جھکت بے دھڑک بولیں میریاں گلاں توں اینڈ تر ہنی ایں کیوں
نقشبند سنا کے اساں تائیں، اگ دوزخاں دی وچ پینی ایں کیوں

ہیر دا جواب :-

گھر دے وچ رہوے بہوے جی جیہڑا توں ای وسّ خاں نال اوہدے بولی دا نہیں
کاماں ہو جیہڑا مال چار لیا وے اوہدے نال رل کے بہتی کھولی دا نہیں
کر عقل کجھ سوچ وچار دا ماں ٹکر دیچ پیاز نوں کھولی دا نہیں
بان طلب تنخواہ جو ہون نوکر بھیت جھلئیے اوہناں دا پھولی دا نہیں
جیکر عیب وی کسے دا ویکھ لیئے مخفی رکھیے کملیے کھولی دا نہیں
نقشبند جو کاہک نہ بھاپ ھچھے سّونوں نال اوہدے گھٹ تولی دا نہیں

مولوی اسمٰعیل صاحب :-

آپ کا زمانۂ حیات ۱۸۶۰ء سے ۱۹۲۶ء تک ہے۔ شمس الہند شمس العاطین۔ نشان محمدی۔ چراغ محمدی۔ بیان محمدی آپ کی تصنیفات ہیں۔

نیاز احمد نیاز

سن پیدائش ۱۸۹۰ء۔ وزیر آباد میں رہتے تھے۔ کوئی پچاس کے قریب انہوں نے قصّے لکھے جو تمام کے تمام چھپ چکے ہیں۔ ان قصّوں میں "نیاز دے کبت" بہت مشہور رہیں۔

محمد رمضان وزیر آبادی:۔

۱۸۶۲ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کی تصنیفات بے شمار ہیں۔ قصہ سلطان محمود سسی پنوں۔ گلزار عشق۔ شعلہ عشق۔ بالا رمضان۔ نغمہ رمضان۔ انشائے۔ کافیاں۔ رن لڑائی۔ مرداں پڑھ۔ اعمال شیطان مچھلی۔ بیوہ دی فریاد۔ شرابی بچہ۔ سی حرفی نقشہ ہجر۔ ترجمہ دیوان حافظ پچاس غزلیں وغیرہ۔ رن لڑائی تقریباً ڈیڑھ لاکھ کے قریب چھپ کر فروخت ہو چکی ہے۔

مولوی غلام رسول کیلیانوالہ:۔

۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے۔ ایک باعلم خاندان کے عزیز تھے۔ شمول شمس۔ نور ہدایت۔ یتیم مسلمان۔ ایمان ہر چہار صحابہؓ۔ ایمان حمزہؓ۔ قصہ بلالؓ۔ معراج نامہ عزیز فاطمہ۔ عبداللہ زمیندار۔ ڈولی۔ پاک محبت۔ قصہ گلیاں میانیاں۔ ان کی مشہور اور مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

خانصاحب بابو عبدالغنی صاحب وفا:۔

آپ موجودہ زمانہ کے وارث شاہ ہیں۔ ۱۸۸۰ء میں بمقام گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ آپ شاہ جمال نوری کی اولاد میں سے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں آپ سپرنٹنڈنٹ جیل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بزم وفا آپ کے نام نامی سے ہی قائم ہے۔ جہاں ہر انگریزی ہفتے کی پندرہ تاریخ کو مشاعرہ ہوتا ہے۔ رسول پاک کی ذات سے آپ کو والہانہ محبت ہے۔ آپ کے کلام میں سوز انتہا کا ہے۔ گوجرانوالہ میں پنجابی زبان کو صرف آپ کا ہی سہارا ہے۔ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، وزیرآباد اور لاہور میں اکثر لوگوں کو آپ کا کلام ازبر یاد ہے۔

نمونہ کلام

دِہ دید ندیدیاں دیدیاں نوں ٹے نور خدا دے نُور دیا
ارنی ارنی خدا دا واسطا ای جلوہ دیکھ جہاں کوہ طُور دیا
کنڈے شہر مدینے دے راہ اندر چم چم آکھدے نیں ہیریاں چھالیاں نیں
مجنوں بعد بجھائی آپ پیاس دل دی مرحبا مسافرا دُور دیا
بُلبل سدرہ دی قسم کھا آکھدی اے گلعذار تیرے جیہا ہور کوئی نہیں
والشمس مکھڑا، واللیل زلفاں اسے فخر غلمان تے حُور دیا
کشتی اُمت دی نوں مولا ڈر کاہدا، فخر نوحؑ اجد توں کشتی بان ہوئیں
بحر قہر وچوں کڈھ لاں چھے، ناخدا اسلام دسے پُور دیا
بیٹھے ہزار دے عرش تے جس دن دی کھچ گئی تصویر حضورؐ دی اے
ملک فلک والے وفاؔ آکھدے نیں، رہن والیا بیت معمور دیا

محمد دین وصفتؔ:

بابو عبدالغنی صاحب وفاؔ کے نہایت قابل شاگرد ہیں۔ چومصرعے خوب کہتے ہیں۔ اب غزلیں بھی کہتے ہیں۔ نمونہ کلام

الف اوس دی صفت ثنا ہر جا ہر ہر رنگ دے وچہ دنیا گا رہی اے
کوئی طبلے سارنگی تے ناچ کر کر ہاتا تے گرگ مکار رہی اے
کجھ بُتاں نوں پوج طواف کر دی کجھ مسجدیں منجھے گھسا رہی اے
وصفتؔ یار دی بھال وچ کُل دنیا پا پا اونسیاں شگن منا رہی اے

حافظ جھنڈا :-

گوجرانوالہ میں معروف شخصیت تھے۔ ان کا دیوان بنام گلدستہ حافظ جھنڈا کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جو کافی ضخیم ہونے کے علاوہ فنی لحاظ سے عمدہ اور پختہ ہے۔ ان کا کلام زیادہ تر اصلاحی ہے۔ ایک مجاہد قسم کے انسان تھے۔

ملک محمد دین فنانی :-

۲۳ر جولائی ۱۹۱۲ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ بابو عبدالغنی صاحب حسن آبادی کے شاگرد منشی برکت علی خورشید کے یہ شاگرد ہیں۔ نیچرل شاعری کے دلدادہ ہیں۔ اب غزلیں بھی لکھتے ہیں۔ آپ کی طویل نظموں میں سے روضہ نورجہاں، برسات آپ کے شہ کار ہیں۔

نمونہ کلام

نظم برسات میں سے

سوٹ موتیاں دی رعد کڑکا قسمت پئی غریباں دی جاگدی اے
قوس قزح نہیں گھٹا دی نیں وٹی پائی تنگ وچ نتھ سہاگدی اے
کنڈھیں نیل یا کسے کمان ابرو ابدھی سُر ملہار دے راگ دی اے
جھوٹا عاشقاں دے یا ایہہ دیو نے نوں پائی کھال مڑ پینگھ دی اے
بنڈکہن ایہہ توبہ دے گلے اُتے پھر کے دھار تلوار دی لال ہوگئی
بوتل وچ جیہڑی پری بند ہیسی اج اوہ فلک دے زیب جمال ہوگئی

سراج دین :-

وزیرآباد میں بخنادروالی مسجد کے امام تھے۔ ہاشم علی کی مرتب کردہ ہیر

ہیر پر تقریظ لکھی ہے جس میں عزیز دین اور عبدالرحمٰن کی خوب خبر لی ہے۔

ان کے علاوہ محمد درزی۔ امیر دین آمیر۔ الٰہ بخش یحییٰ اور کرم الٰہی منصعت بھی گوجرانوالہ کے قدیم مشہور شاعر تھے۔

امام دین منشی :۔

پیشہ حکمت تھا۔ اردو فارسی میں شعر کہتے تھے۔ انہوں نے قصہ ہیر رانجھا تصنیف کیا۔ گوجرانوالہ کے استاد شعرا میں سے تھے۔

نمونہ کلام

ز۔ زہرہ تے مشتری قطب تاراں یار دے مکھ نوں وارتے نے
آفتاب مہتاب گلاب یارو، ہین رخسار اسگے شرمسار تے نے
بے نظیر تے بدر منیر یوسف جیکر ہندے ہندے خدمتگار تے نے
ماہی مرد گل نرگس امام دینا ویکھ اکھیاں کرن انکار تے نے

ضلع گوجرانوالہ کے ہندو شاعر۔

لالہ کرپا ساگر :۔

پلپا کھا ضلع گوجرانوالہ کے باشندے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹ تھے۔ پنجابی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کی کتاب "لکشمی دیوی" بہت مشہور ہے۔

بھگوان داس المست :۔

موضع چہل کلاں کے رہنے والے تھے۔ درگاوتی۔ ستارہ باتی چنچل کماری

آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

کالی داس :-

۱۸۶۵ء میں بمقام گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ بہت سے قصوں کے مصنف ہیں۔ مثلاً پورن بھگت۔ گوپی چند۔ روپ بسنت۔ راجہ بھرتری۔ ہر یشچندر۔ چرخہ۔ جیون مکتی۔ (ہیر) وغیرہ۔ نیز کبت۔ دوہڑے۔ ڈیوڑھ۔ چھند۔ سوئیے۔ چوپئی۔ اور نیت آپ کی یادگار ہیں۔

نمونہ کلام

جنہوں راجیا دلوں حیا ناہیں، اوس کدھنا گھنڈ نقاب کیہہ اے
جیہڑا اوٹھیا وچ شرمندگی دے، ڈبن جاونا اوس تالاب کی اے
چھنڈے رن سر بخت سرخاک پاسے عزت لجیاں لئی خراب کیہہ آ
دیہڑا ہو لج کے ٹوکری سرچائی لاناں چوہڑیاں عطر گلاب کیہہ اے
. . . . لوں دینا دان ورشہ دیا یال دھرنا آفتاب کیہہ اے
کالیداس جے رب نہ بخشیو ای، تیرے پاپ دا انت حساب کیہہ اے

گوہری ناتھ :-

آپ کا زمانہ حیات ۱۸۶۳ء سے ۱۹۰۸ء تک ہے۔ آپ کی تصنیفات ملکی کیہہ۔ پینیڈہ وجیٹی۔ علاوہ ازیں آپ کے بے شمار بینیت ہیں جو کہ لوگوں کو زبانی یاد ہیں۔ آپ کے فضل شاہ نواں کوٹی سے گہرے مراسم تھے۔

گورا مشر :-

کالی داس کے شاگرد تھے۔ آنکھوں سے نابینے تھے۔ دو سال کی محنت

شاقہ سے آپ نے قصہ ہیر ورانجھا لکھا لیکن آخر خیال آیا کہ یہ سید وارث شاہ صاحب کی ذات پر حملہ ہے۔ اس خیال سے اس کی طباعت روک دی۔ صاحبِ نظر لوگوں کا خیال ہے کہ ادبی لحاظ سے یہ نظم وارث شاہ کی نظم سے کہیں زیادہ بلند ہے۔

نمونہ کلام

چُوری کُٹ کے ہیر سیال چلّی، چلّی رانجھنا پیر منانونے نُوں
نکل ہونستی مانسرور وچّوں چلّی موتیاں چوگ چُگاونے نُوں
چیکاں مار کے مورنی باہر آئی، چلّی لنکا دا باغ اُٹھاونے نُوں
جیجے ناز انداز نیاز کر کے چلّی رُٹھڑا یار مناونے نُوں

منتھرا سنگھ شفیق :۔

خالصہ ہائی سکول گوجرانوالہ کے مینجر تھے۔ چومصرعے خوب لکھتے تھے۔

نمونہ کلام

موسم بہار دے جلد آ لیو، گلشن وِچ گلبرگ پئے جھوم دے نیں
شاہِ عشق تے نے سرکشی نال کیتے حاضر بادشاہ شام تے روم دے نیں
تیرے بناں بہار مت ہار جائے، اِرچے گذر رہے باد سموم دے نیں
جلد پہنچ شفیق شفیق بن کے عاشق منتظر تیرے قدم دے نیں

گور مکھ رائے :۔

کالیداس کے ہم عصر تھے۔ فارسی اور اردو کے ماہر استاد تھے۔ گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔

نمونہ کلام

خ۔ خال نقطہ لکھ یار دا لا، قطرہ نُور دا زیب جمال دا اے
ایہدی جھلک کیتنا بے جھلّے عاشقاں تول مجنوں گھائل ای ایہہ خیال دا اے
حوراں دیکھ کے تاب بے تاب ہویاں شمس قمر سایہ ایسے خال دا اے
گورمکھ غار دل بھر کے حضرت خضرؑ پیتا، موسیٰ طُور اُتے پیا بھال دا اے

گرنتار سنگھ عارف :۔

آپ نے انگریز حکمرانوں کی مدح سرائی میں کچھ نظمیں لکھی ہیں۔

حکیم رام داس ملہوترہ :۔

حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے باشندے تھے۔ فتح شہنشاہ جارج پنجم آپ کی مشہور نظم ہے۔

برکت رام سیوک :۔

پنڈی بھٹیاں کے رہنے والے تھے۔ انگریز بہادر کے زبردست مداح تھے۔

سنت دیوا سنگھ :۔

جام کے چٹھہ کے رہنے والے۔ پنجابی کے اچھے شاعر تھے۔

سادھو سنگھ جی :۔

قومی شاعری کا رنگ غالب تھا۔

علاوہ ازیں چرن داس، پنڈت ہری ہر اور بانکے دیال بھی اس دور کے شاعر تھے جو پنجابی مشاعروں کی رونق میں اضافہ کیا کرتے تھے۔

گجرات کے پنجابی شاعر :-

گجرات کی سرزمین اُس کی آب و ہوا اور اُس کا ماحول شاعری کے لیے نہایت موزوں ہے۔ چنانچہ انگریزی عہد میں گجرات میں مندرجہ ذیل مشہور شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے پنجابی ادب کو کسی زبان کے ادب سے پیچھے نہیں رہنے دیا۔

تارا چند گجراتی۔ محمد بوٹا۔ پیر نیک عالم۔ حکیم نور دین۔ حافظ شمس دین۔ مولوی اشرف علی۔ میر محمد دین۔ فضل دین حجام۔ میراں بخش بسمل۔ حکیم عبداللطیف عارف۔ عبداللطیف افضل۔ نوازش علی صابر۔ منشی رحمت اللہ۔ میر غلام رسول۔ بابو یوسف۔ معراج دین واقف۔ محمد شریف گلزار۔ سید پیر۔ دیدار بخش۔ مولوی احمد دین۔ ملک غلام سرور۔ نواب دین نواب۔ میاں محمد چاندی۔ اللہ دتہ۔ نذیر احمد اختر۔ شاہد رضا۔ سید غلام مصطفیٰ نوشاہی۔ مولوی سراج دین سراج۔ پیر ظہور شاہ قادری۔ مفتی غلام رسول۔ محمد دین چشتی۔ محمد اشرف۔ فضل حسین۔ فضل جلالپوری۔ شاہ سوار کنجاہی۔ ملک غلام حسین صفدر۔ گیانی سنتو کھ سنگھ عاجز۔ ملک راج۔ ملک بشیشر ناتھ۔

تارا چند گجراتی :-

آپ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۳ء میں وفات پائی۔ تارا چند اور ڈیسی تخلص کرتے تھے۔ آخر عمر میں فقیر ہو گئے۔ سب سے پہلا قصہ آپ نے بادشاہ لکھا جو خوب بکا۔ آخر عمر میں آپ نے شاعری چھوڑ دی اور اردو نثر میں کچھ کتابیں لکھیں جن کا موضوع مذہبی تعصب چھوڑ کر آپس میں پیار سے رہنا تھا۔

نمونہ کلام

الف۔ اِہ کیہڑی گل قاعدے دی ہر دم ظلم دی تیغ اُٹھا رکھنا
ہونی گئی گذری گل جان دی وجہہ غصہ کیہہ ایڈا دل ربا رکھنا
جیکر چوڑ ہیئے سجن تو ڑیئے نال سگوں لوڑیئے مہر دفا رکھنا
اے پرتساں معشوقاں دی ذات اندر خبرے منع ہے خوف خدا رکھنا
محمد بوٹا:۔
تخلص بوٹا کرتے تھے۔ ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں وفات پائی۔ نہایت پُرگو شاعر تھے۔ آپ کی سی حرفی پنج گنج محمد بوٹا اتنی مقبول ہوئی کہ ہزاروں کی تعداد میں چھپی اور فروخت ہوئی۔ علاوہ ازیں شیریں فرہاد۔ مرزا صاحباں۔ سیر بہشت۔ جنگ امامین۔ قصہ سلطان محمود۔ معراجنامہ۔ وفات نامہ۔ سرور کائنات اور یوسف زلیخا آپ کی تصنیفات ہیں۔ اِن میں مرزا صاحباں اور پنج گنج جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے بہت مشہور رہیں۔ مرزا صاحباں تو پنجابی امتحانات کا کورس بھی ہے۔

نمونہ کلام

ج جاؤ ڈٹھا سوہنا بُت خانے متھے تلک تے بغل قرآن دسدا
اِکی ہتھ مالا اِکی ہتھ تسبیح نہ اوہ ہندو تے نہ مسلمان دِسدا
کیتا یار دا مذہب قبول میں ذی ایہدے وِچ اسلام ایمان دِسدا
سانوں بوٹیا چمکدا ہر طرفے جلوہ یار دا وِچ جہان دِسدا
پیر حیک عالم:۔
موضع کلاچور ضلع گجرات کے باشندے تھے۔ بعد میں موضع موہلہ ضلع گجرات

میں آ گئے۔ ۱۸۵۰ئہ میں پیدا ہوئے۔ پہلے سکول ماسٹر تھے۔ ریاضی کے ماہر تھے۔ ایک انسپکٹر کی نظر عنایت سے گورنمنٹ سکول میں ملازم ہو گئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول جہلم سے ریٹائر ہو کر پنشن لی۔

قصہ اصغر صغرا۔ پوہ پھُٹی۔ عشق محمدی۔ سچی مالا۔ پیر دا ونجارا۔ مدحیات مشائخ وغیرہ ان کی تصنیفات ہیں اور تمام مطبوعہ ہیں۔ وارث شاہ کو اپنے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے تھے۔

نمونہ کلام

صُغرا کے حسن کی تعریف

اٹھویں سال پُر نقش نگار چہرہ سرس رنگ دے انسان اثر ٹاک کولوں
شوخ چُلبلے نین ممولیاں دے، ملی دھون عجیب کلنگ کولوں
بھواں ڈنگیاں دھنک لاہو ندی توں پلکاں سدھیاں تیر خدنگ کولوں
ٹھوڈی سرس کشمیر دے سیب نالوں متھا گول بلور دی ونگ کولوں
سوہنے کن گلاب دے پھُل نالوں اثر ناک آواز سی چنگ کولوں
بھارے پٹ پہاڑ دی جڑھ نالوں تیلاک دھموڑی دے ڈنگ کولوں
عشوے سخت خونی کھیوے نگہ نالوں ملن سار مزاج سی جھنگ کولوں
سُست حرص ہوا مدراس نالوں چُست ذہن اذکاز فرنگ کولوں
پلکاں تیز ترکھیاں تیر نالوں، قاتل تیر نگاہ تفنگ کولوں
تنگ مکھڑا دس دا پیچ سوڑا لگی کیڑی دی وی حیرتی تنگ کولوں
ریشم رُوں سنجاب سمور قاقم شرمسار اوہدے نرم انگ کولوں

قسم پیر دی حسن دے نقد کیتی مالا مال بنگال دے بنگ کولوں

میر محمد دین میر

آپ شاہ ہمدان حضرت میر کبیر کی نسل سے ہیں۔ ان کے بزرگ سرینگر سے پنجاب میں آئے اور جلال پور جٹاں میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۱ فروری ۱۹۰۰ء ہے۔ "پاک پنجابی اخبار" آپ نے جاری کیا تھا۔ آپ کی تصنیفات شہد دی مکھی اور رہبر اعظم بہت مشہور رہیں۔

نمونہ کلام

بنناں عاشق تے عشق وچ سکھ لبھناں، ایہہ گل تے عشق نوں بجدی نہیں
اگ عشق دی عاشق دی جان تے ہندی جاں عاشق دی وس وچ بجھدی نہیں
جس دل تے عشق مقام کرے، اوہنوں گل فیر ہور کوئی سجھدی نہیں
پانی سارے سمندر دا میر تساں اگ عشق دی لگی ہوئی بجھدی نہیں

حکیم عبداللطیف عارف :-

آپ گجرات کے رہنے والے ہیں لیکن جائے پیدائش گکھڑ تل، ضلع سیالکوٹ ہے ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام بھلے شاہ تھا۔ نہایت حق گو شاعر ہیں۔ چنانچہ اسی حق گوئی اور بے باکی کی وجہ سے انگریزی عہد میں جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ آپ خیرالبشر۔ خاتون دا دیاہ اور مسدس حالی دا پنجابی ترجمہ کے مصنف ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے بیت، مولوی نامہ۔ گلزار عارف بھی آپ کی مطبوعہ کتابیں ہیں۔ آپ کا دیوان تہذیب عمل کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

بے راہ، خانقاہ نشینوں کے متعلق کیا مزے کی بات لکھی ہے :۔

نمونہ کلام

کئی کم دیکھو دل ووڈھراں وے طبعے داریاں ونڈلیاں
اکھیں دعا رکھلالا کے جرس دا دم زُلفاں دی شنی نہا کے چھنڈلیاں
منتر حب دا پھوک کے نادو چوں انہاں کئی مشٹنڈیاں ٹنڈلیاں
عارف ویکھ ملنگاں نوں مرج کیڈی اکھیں سیک لیاں جھلیوں پھنڈلیاں

حکیم نوازش علی صابر

حکیم محمد نوازش علی صاحب صابر گجرات میں حکمت (طب یونانی) کی دکان کرتے ہیں۔ پیر فضل حسین صاحب فضل (جن کا ذکر پاکستانی عہد میں ہوگا) کے شاگرد ہیں۔ غزلیں اچھی لکھتے ہیں اور چو مصرعے بھی عمدہ کہتے ہیں :۔

نمونہ کلام

جا گزین میرے دل وچ زلف ماہی میرا دل زلف گرہ گیر وچ اے
تیرا تیر نہیں جگر دے وچ کھبا، بلکہ جگر میرا تیرے تیر وچ اے
کھچے کھنچ خیال تصویر تیری، اپنا تھا میرا خیال تصویر وچ اے
صابر ہین برگشتہ نصیب میرے، اُلٹ لکھیا میری تقدیر وچ اے

ملک راج ملک :۔

انہوں نے رامائن کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا۔

بشیشر ناتھ :-

سُوکھ کلاں ضلع گجرات کے باشندے تھے۔ انگریز بہادر کے بڑے مداح تھے۔

مفتی غلام رسول :-

شادی وال ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اردو اور پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ اردو میں آپ نے قصیدہ بردہ شریف۔ پارہ عمّ بھگوت گیتا کا ترجمہ کیا۔ پنجابی میں آپ کی متعدد نظمیں پائی جاتی ہیں۔

نمونہ کلام

چار کتاباں نازل ہویاں پنجواں ریلیا سوٹا
جو کجھ وچ کتاباں لکھیاں بن سوٹے دے کھوٹا
سوٹا پیر تے سوٹا مرشد کیہہ چھوٹا کیہہ موٹا
سوٹے اگے متھا ٹیکن باندر تے بکروٹا
جے مفتی ہتھ سوٹا ہوندے ہوندے فک لنگوٹا
بھوت چڑیلاں تھر تھر کنبن شینہہ رہے پراں کھلوتا

جہلم کے پنجابی شاعر :-

گجرات کی طرح جہلم بھی شعر و شاعری کے لئے نہایت موزوں خطّہ ہے۔ اِس خطّہ سے وہ صاحبِ کمال جنہوں نے پنجابی زبان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) میاں محمد بخش۔ (۲) محمد فاضل صاحب (۳) غلام حیدر صاحب۔

(۴) میاں عبدالغنی عبدلی (۵) فضل الہٰی زرگر (۶) اللہ دتہ جوگی (۷) نور عالم گنڈپوری
(۸) عبدالمجید جہلمی - (۹) سید ہاشم علی (۱۰) اونکار ناتھ گیانی (۱۱) درشن سنگھ آوارہ۔
(۱۲) سردارنی بلجیت تکسی۔

میاں محمد بخش محمدؔ:۔

پیدائش ۱۸۳۰ء۔ وفات ۱۹۰۴ء۔ آپ کے والد صاحب کا نام میاں شمس دین قادری، ساکن کھڑی ضلع میرپور، ریاست جموں (جہلم) ہے۔ آپ حضرت عمر فاروق کی نسل میں سے تھے۔

میاں محمد بخش صاحب محمد کو جوانی کے عالم میں شعر و شاعری کا شوق ہوا۔ عربی فارسی کے بڑے زبردست عالم تھے۔ پہلے پہل کچھ سی حرفیاں اور دوہڑے لکھے۔ ان کی تصنیفات میں قصہ سیف الملوک، قصہ سخی خواص خاں۔ قصہ مرزا صاحباں۔ ہدایت المسلمین۔ قصہ سوہنی مہینوال، قصہ شیخ صنعان۔ قصہ شیریں فرہاد قصہ شاہ منصور۔ تحفہ رسولیہ۔ تحفہ میراں۔ اور گلزار فقیر ہیں۔ لیکن جو شہرت عام اور بقائے دوام کا نام سیف الملوک کو ملا ہے اور کسی تصنیف کو نہیں۔ ان کے سیف الملوک کی ہیر وارث شاہ سے بھی بڑھ چڑھ کر مقبولیت ہوئی۔ قصہ سیف الملوک میں آپ کی پانچ غزلیں بھی درج ہیں۔

نمونہ کلام

(۱) نیچاں دی اشنائی وچوں نفع کسے کد پایا
ککر تے انگور چڑھایا ہر گچھا زخمایا

(۲) جس دل اندر عشق نہ رچیا کتے اس تھیں چنگے
خاوند دے گھر راکھی کردے صابر بھکھے ننگے

(۳) جادو گہ دے نین کٹاری دسے وچ کجلے دی دھاری
صوفی ویکھ ہو دن مستانے، چھڈن شب بیداری

(۴) دوہڑہ:- عشق قصائی چھُری وگائی کوہندا دسے دسے تتاں
جیہڑے نہیں گھٹیں حکم اوسے دا کس پاسے نسن وتاں
عاقل بھی بے عقل سدایا بھُل گیاں سب گتاں
ننگ ناموس سنبھال محمد ویہن سیانے متاں

اللہ دتہ جوگی :-

نام اللہ دتہ۔ تخلص جوگی۔ ۱۹۰۸ء میں بمقام کھڑی شریف دربار پیرا شاہ غازی پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار میاں وزیر بخش معماری کا کام کرتے تھے۔ آپ کے والد اور چچا دونوں شاعر تھے۔ گویا شاعری ورثہ میں پائی۔ ان کے والد کا تخلص وزیر، چچا کا تخلص فقیر تھا۔ اسی مناسبت سے آپ نے اپنا تخلص جوگی کیا۔ آپ سائیں احمد علی صاحب کے شاگرد ہیں۔ لوگ طوطئ جہلم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

نمونہ کلام

شمع اِک دھو کے دانا ں لے اس دھو کے دنیا ساری
ایسے دھو کے وچ پروانے ساڑی جند پیاری
دیوا، بتی، تیل پرایا، کجھ نہ ایہدا اپنا
شام پئے تے روشن ہوئے، مے کے اگ ادھاری

غلام حیدر :-

آپ میونسپل بورڈ سکول[1] پنڈ دادنخاں ضلع جہلم میں مدرس تھے دیوان حافظ میں بعض غزلوں کا پنجابی ترجمہ کرکے اُس کے مجموعہ کا نام تحفہ بے نظیر رکھا۔

نمونہ کلام

دیکھ لے خانے تائیں کھلا ہویا دل کھیں شاکر
گل تری داولوں بجانوں ہر دم ہو یا چاکر
تینوں لائق بے نیازی ، نالے فخر تکبر
مینوں سجدہ عجز غریبی کرنا چاہیئے سر پر
سوز محبت حافظ والا ظاہر ہوسی بارد
کدے کدائیں جے اِک پھیرا اگوں شمع دے مارد

سید ہاشم علی :-

۱۳۳۲ھ میں انہوں نے ہیر وارث شاہ مرتب کی اور اُس کی شرح لکھی آپ ہیر میں اضافات کے سخت مخالف ہیں۔ انہوں نے پیرا ندتہ اور عزیزدین کی بہت تردید کی ہے۔

اوتکار ناتھ گیانی :-

آپ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ تصنیفات آپ کی یہ ہیں :۔ جپ جی دا ترجمہ شلوک محلہ ۹ دا ترجمہ۔ باراں ماہ۔ فرید دی بانی۔

درشن سنگھ آوارہ :-

آپ ۱۹۰۶ء میں بمقام کالا گوجراں پیدا ہوئے۔ بعد میں گوجرانوالہ تشریف لائے۔

[1] اصل وطن رسول نگر ضلع گوجرانوالہ ہے۔

اور یہاں سے میٹرک پاس کیا۔ والدین کا پیشہ بزازی تھا۔ انگریز کے سخت مخالف تھے۔ آپ کی باغیانہ نظموں کا مجموعہ "بجلی دی کڑک" ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا۔ آپ کی نظموں کا ایک مجموعہ "بغاوت" کوئی بارہ دفعہ چھپا ہے۔ چونکہ آپ ہمیشہ مفرور رہے اور انگریز کے ہتھے نہ چڑھے۔ اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے رہے۔ اِس لئے مختلف تخلص مثلاً دل جیت۔ پھُل سنگھنا۔ دُکھی مردو۔ سنگڑ۔ اور آخر میں آوارہ مستقل تخلص اختیار کیا۔

نمونہ کلام

وانگ پھُلاں چوبھ اُتّے چوبھ کھاندے رہی دا اے
پھر وی اپنا ایہہ سبھا اے مسکراندے رہی دا اے
بھانویں رنداں نال دی کجھ دوستی گوہڑی نہیں
صوفیاں توں پر ذرا دامن بچاندے رہی دا اے
کوئی پچھّے تیر دی کوئی کھان والی چیز نے
سجناں دے تیر پر ہس ہس کے کھاندے رہی دا اے

سردارنی بلجیت تُلسی :۔

آپ کا نام بل جیت اور تخلص تلسی کرتی تھیں۔ ۱۹۱۵ء میں آپ بمقام جہلم پیدا ہوئیں۔ والد صاحب کا نام سری براونتہ تھا آپ کی تصنیفات یہ ہیں۔
نیل کنٹھ۔ پارس ٹوٹے۔ نیلا انبر۔ تن داراں۔ نیل کمل۔ یہ تمام کتابیں چھپ چکی ہیں۔

نمونہ کلام

نی میں اُس جوگی دی جوگن ہاں

اوہ دل میرے وِچ وسدا اے   بھہ بھہ کے نیڑے ہسدا اے
بجلی وَسے وانگوں لِسدا اے   بدلاں ڈے وانگوں وَسدا اے

میں اوہدے پیار دی روگن ہاں
میں اُس جوگی دی جوگن ہاں

راولپنڈی کے شاعر:-

راولپنڈی کی وہ مشہور اور باوقار ہستیاں جنہوں نے پنجابی ادب کی خدمت میں خون پسینہ ایک کر دیا۔ مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) احمد علی سایاں (۲) میاں قائم دین (۳) سائیں وارث۔
(۴) محمد حسین۔ (۵) سید مہر علی شاہ گولڑوی۔

احمد علی سایاں:- پیدائش ۱۸۳۶ء۔ وفات پشاور ۱۹۲۹ء۔
آپ قزلباش خاندان میں سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد ایران سے آئے تھے اور یہاں آکر آباد ہو گئے۔ آپ راولپنڈی کے سکھ رئیس سردار گورکھ سنگھ کے پاس بہت عرصہ رہے۔ طبعاً درویش تھے۔ تمام عمر شادی نہیں کی۔ نمونہ کلام

شاعر ہو ذہنوں سعید سگے حسن کو وک دی زلف بنان لگیاں
دایہ وانگ زلیخا دے ہوئی کملی اپنے دست دے گیسو سلجھان لگیاں
میم قلم مصور قلم ہو گئے نقش قدرت پر قرطاس بدلان لگیاں
دل معلم دا ہو گیا سی پارے سایاں پہلا ای پارہ پڑھان لگیاں

سیّد مہر علی شاہ گولڑوی :-

آپ ہندوستان کے مشہور پیر ہیں۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ عربی فارسی میں آپ نے بہت کتابیں لکھیں۔ سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جواب میں لکھی۔ پنجابی میں آپ کی نہایت درد بھری نعتیں ملتی ہیں آپ کی وفات ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ آپ کی نعتوں کے مجموعہ کا نام پنج گنج عرفان ہے۔ جو مطبوعہ ہے۔

نمونہ کلام

طویل نعت شریف کے آخری تین شعر

اوتھے بریاں صفت دکاندیاں نیں　　شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سُبحَانَ اللہ مَا اَجْمَلَکَ　　مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

ان مسلمان شعراء کے علاوہ ہندو شعرائے پنجابی کی فہرست ذیل میں درج ہے۔ (۱) ہیرا سنگھ درد (۲) ایشر سنگھ ایشر (۳) ودھاتا سنگھ تیر (۴) موہن سنگھ ماہر (۵) پریم سنگھ صابر۔ (۶) کرتار سنگھ دُگل۔

ہیرا سنگھ درد :-

ان کے والد صاحب کا نام ہر سنگھ جی تھا۔ آپ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے پہلے دُکھیا تخلص کرتے تھے۔ پھر درد تخلص کیا۔ آپ نے لاہور سے اخبار اکالی جاری کیا تھا۔

نمونہ کلام

جب تیک بُوند لہو دی اِک دی ہے میرے تن وِچ
جد تیک ناڑ اک دی ہلدی اے ایس بدن وِچ
جد تک پھڑنا اِک وی پھڑدا اے میرے تن وِچ
جیوندا ہیں اِس لئی ہاں میری ہے رُوح وطن وِچ
اِک وار وطن اپنا آزا د کر وکھاں گے
اگے ہی اگے جاں گے پچھاں نہ پیر پاں گے

ایشر سنگھ ایشر۔

آپ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ اِن کے کلام میں کردانی اور مزاح بہت ہے۔ ان کے کلام کے مجموعے بھائیا۔ دھرمی بھائیا۔ رنگیلا بھائیا۔ نواں بھائیا وغیرہ کے نام سے ہیں۔

نمونہ کلام

سادڑے بھائیا جی وڈے دھرماتما سن ۔۔۔ اٹھے پہر ہی رب دھیاوندے سن
تڑکے اُٹھ کے بانی دا پاٹھ کر کے ۔۔۔ نالے لوکاں نوں کتھا سناوندے سن
ترینہہ دن مہینے دے ہین اے پر ۔۔۔ بتی دن مقدمے تے جاوندے سن
پر لوتیک اِی رکھن گے یاد سارے
کھل جٹاں دی ایہو جیہی لاہوندے سن

ودھاوا سنگھ تیر۔

والد صاحب کا نام ہیرا سنگھ قوم برہمن ساکن گھگھر دٹ ضلع راولپنڈی۔ آپ عزیز کے شاگرد تھے ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ تصنیفات. شہیدی واراں

دھر و جگت۔ انیائے تیر۔ گنگا گیت نل دمینتی۔ شکنتلا نثر میں ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

نمونہ کلام

جیٹھ ہاڑ وچ تھر تھر کنبدا ڈھڈھڑا بڈھڑا لالہ
گئیاں لگ جھڑیاں پئیاں جاپے مرنے والا
پچھیا بابا ایڈی گرمی توں کیوں تھر تھر کنبیں
آکھن لگا درگاہ دا اک وا پیا اسے پالا

موہن سنگھ ماہر:۔

پروفیسر موہن سنگھ ماہر کے والد ماجد کا نام ڈاکٹر جودھ سنگھ تھا آپ ۱۹۰۵ء میں بمقام دھمیال ضلع راولپنڈی پیدا ہوئے۔
تصنیفات۔ ساوے پتر۔ تن پرا۔ کسمبڑا۔ ادھواٹے۔ ایشیا دا چانن۔ یہ تمام چھپ چکی ہیں۔

نمونہ کلام

وچ سکھاں دے ساری دنیا نیڑے ڈھک ڈھک بہندی
پرکھے جاہن سجن اُس ویلے جد بازی بچھی پیندی
وچ تھلاں دے جس دم سسی ہٹیڈ کھڑے ستے روئی
نس گیا کجلا رڑھ پڑھ جانا، ہتھ نہ چھڈیا مہندی

سیالکوٹ کے پنجابی شاعر:۔

سیالکوٹ کے پنجابی شاعروں کی فہرست ذیل میں درج ہے۔

(۱) مرتضیٰ بگیہ والیہ (۲) مسافر (۳) سائیں حیات پسروری۔ (۴) جیون۔ (۵) حافظ عالم خاں خاکی۔ (۶) حافظ عبدالحق (۷) حکیم محمد دین (۸) شاہ دین۔ (۹) رحیم بخش (۱۰) ایشر داس غالی (۱۱) ڈاکٹر دیوان سنگھ (۱۲) برکت رام یمن (۱۳) لالہ دھنی رام چاترک (۱۴) گیانی کرتار سنگھ۔ (۱۵) منشی برکت علی خورشید۔

مشہور ہستیاں:۔

سائیں حیات پسروری:۔

پورا نام محمد حیات ہے۔ موضع دادو باجوہ متصل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ آپ ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ شاعری کا شوق ہوا تو استاد دامن لاہوری کے شاگرد ہوئے۔

تصانیف:۔ کھریاں گلاں۔ بھڑکدے شعلے، معجزۂ اسلام وغیرہ۔

جملہ اصنافِ سخن میں لکھتے ہیں۔ موضوع زیادہ تر تمدنی اور سیاسی ہوتی ہے۔ انداز تنقیدی ہوتا ہے۔

نمونۂ کلام

منزل عمر دی ختم نہ ہووے جد تک تد تک جگ چوں رزق نکھٹدا نہیں
لکھاں بادشاہ ہون پر حکم باہجوں بٹر جائے دا نہ کدی پھٹ دا نہیں
عزرائیل وی اوسے دے حکم باہجوں دم ساہ وجود چوں گھٹ دا نہیں
اوہدے حکم شے باہجہ حیات سائیں پتا ٹہنیوں کدی وی ٹٹ دا نہیں

حکیم محمد دین صاحب :۔

موضع جنڈیالہ تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ہاشم علی کی مرتب کردہ ہیر پہ عمدہ تقریظ لکھی ہے۔

مولوی شاہ دین صاحب :۔

آپ کے والد صاحب کا نام مولوی قطب دین قریشی تھا۔ رنگ پورہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ عربی فارسی کے جید عالم تھے۔ پنجابی زبان کی خدمت کرنے کے لیئے آپ نے بہت سے بزرگوں کے کلام کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتابوں کے ترجمے کئے ہیں۔

(۱) دیوان غوث الاعظم (۲) دیوان محمود شبستری (۳) دیوان حضرت سلطان باہو (۴) دیوان حافظ۔ (۵) دیوان خواجہ معین الدین اجمیری (۶) دیوان اور مثنوی بو علی قلندر (۷) مثنوی شمس تبریزؒ (۸) مثنوی فرید الدین عطار (۹) مثنوی بیسر نامہ (۱۰) فرید الدین عطار (۱۱) مثنوی مولانا روم چھ جلد (۱۲) مثنوی گلشن راز۔

ترجمہ اس عمدگی سے کرتے ہیں کہ اصل کلام سے بھی زیادہ لطف آجاتا ہے۔

نمونہ کلام

مثنوی مولانا روم میں سے

سُن دکھلی تھیں جھیڑے ویلے سوز تے ساز الادے

ہجر فراق غماں دے جھیڑے کر کر کے کرلادے

جنگل وچوں وڈھ کے مینوں جس دن ٹورے لے آئے

سُن سُن حال میرے نوں رنداں اہداں حال ونجائے

اوہ دل لوڑاں جو دل ہووے ہجر فراقوں سڑیا
پھول سناواں تاں میں قصے درد غماں دے اڑیا

دیگر:۔

اوس حکیم حقانی جس دم راز حقیقت پایا
موجب رنج مصیبت والا سارا ظاہر آیا
اُٹھ کھلوتا لونڈی کولوں شاہ دل قدم اُٹھایا
کھوڑا جیہا حال پوشیدہ شاہ نوں پھول سنایا
کیہہ تدبیر بنے ہن اوہدی شاہ نے عرض گذاری
موجب غم دے رہنے دا کیہہ اندر گھر بیزاری

ڈاکٹر دیوان سنگھ:۔

آپ کا زمانۂ حیات ۱۸۹۴ء سے ۱۹۴۴ء تک ہے۔ ان کا ذکر جدید اور آزاد شاعری کے باب میں آئے گا۔

برکت رام یمن:۔

آپ کے والد صاحب کا نام پنڈت لدھو رام تھا۔ آپ قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ میں ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ کالیداس کا پران بھگت پڑھنے سے آپ کے دل ودماغ میں شاعری کے ذوق نے چٹکیاں لیں اور پھر پنجابی ادب کی خوب خدمت کی۔

نمونہ کلام

چڑھ خوب کنتوّ دل دار جی　　چھڈ حالت ہند سنوار جی
پیریں بوٹ جراب تے پٹّیاں　　گیاں اندر ساڑیاں کھٹیاں

بھائیو بھرو نہ ایسیاں چٹیاں ۔۔۔ غفلت چھڈ کے ہوہوشیار جی
چنگا خوب کتو دلدار جی

لالہ دھنی رام چاترک :-

پسیاں ضلع سیالکوٹ میں ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ پنجابی شعرا میں صفِ اوّل کے شاعر ہیں۔

نمونہ کلام

میرے مالکا! میں بڑاہاں سودائی ۔۔۔ تیرے راہ تے چل کے نہ ورتی سچائی
میں دُنیا نے آ غلطیاں کرن لگا ۔۔۔ دسنے بھوگ کوئی نہ کیتی کمائی
خوراکاں پوشاکاں تے عیاشیاں نے ۔۔۔ تری یاد ہے میرے دل توں بھلائی
میری مرت تے توکو حاتم نہ آیا!
رہے بوند چاترک نوں دینی دہائی

گیانی کرتار سنگھ :-

والد صاحب کا نام سردار جگت سنگھ تھا۔ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ آپ ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں فوت ہو گئے۔ کم و بیش چونتیس ۳۴ کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے زنکاری جوت۔ داناوی جوت۔ رہے پرکھا۔ اجیت خالصہ۔ پربلا وبھگت۔ روپ بسنت وغیرہ شائع ہو چکی ہیں۔

نمونہ کلام (مقابلے)

کوئی پھل نہ بیتراں جیڈ مٹھا ۔۔۔ سکا کوئی نہ سکے بھراں جیہا

دُنیا جیڈ نہ ہور ہے پُن کوئی لابھ وند نہ پشو ہے، گاں جیہا
سچا دھن نہ دوسرا دھرم جیہا، ہور جاپ نہ رام دے ناں جیہا
ہور سُکھ جہان دے وچ کوئی نہ سِر تے پیو دے سائے دی چھاں جیہا
جانور غریب ڈا دانگ گھگھی اتے چنچل کوئی نہ کاں جیہا
بھانویں دیس پردیس دی سیر کر لئو پر سُکھ نہ اپنے تھاں جیہا
دُنیا وچ دریا نے بہت بھانویں رنگ عشق نہ کتے جھناں جیہا
دیکھ ڈھونڈھ کے جگ کرتار سنگھا کوئی ساک نہ ہورہے ماں جیہا

منشی برکت علی خورشید :-

اصل وطن آپ کا شہر وزیر آباد ہے لیکن عرصہ سے سیالکوٹ چلے گئے ہیں۔ بابو عبدالغنی وفا کے شاگرد ہیں۔ آپ غزل نہایت عمدہ لکھتے ہیں سن پیدائش ۱۹۰۲ء۔

نمونہ کلام

بھلیو بھلی اسے ایس جہان اندر، ماڑا دیکھ کے کسے نوں ماریئے نہ
گل سمجھ کے مول نہ ہتھ پائیے، متاں گھاں دے ہون انگیار نھلے

ملی والضحیٰ نال دالیل جس دم، عجب قدرتی الفت دا راز کھلا
مجمن دُرخ پیمبر پیارسیتی، دونوں طرف زُلفاں لٹک لٹک کے تنے

لائل پور کے شعراء:۔

انگریزی دور کے لائل پور کے پنجابی شعراء کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱) غلام مصطفیٰ مضطر (۲) مولوی عبداللہ (۳) سعید الفت (۴) خادم ماندلیانوالہ (۵) مولوی صمصام۔ (۶) لعل نور پوری (۷) سندرداس عاصی (۸) نہال سنگھ صابر۔

مولوی عبداللہ:۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب موضع ملکھانوالہ چک ۲۲۶ ضلع لائلپور کے رہنے والے ہیں۔ بھولا پنچھی آپ کی مشہور نظم ہے جو زبان زدِ خاص وعام ہے۔

نمونہ کلام

وے توں اڈجا بھولیا پنچھیا ایتھوں اپنی جان بچا
ایتھے گھر گھر پھاہیاں لگیاں تینوں لین نہ مول پھسا
تیرا آلہنا عرش عظیم تے، وے توں دلیں قدس دا شاہ
سر تاج پہنا تکریم دا۔ تینوں کیتہ نے بادشاہ
تینوں وانگ نمونے اپنے سرجیا آپ خدا
تینوں سجدہ کیتا قدسیاں، کوئی اوہدوں سیس جھکا
چھڈ شاہی ملک دوام دی، ہن قیدی بنیوں آ
ایتھے عاشق ہوگیوں آن کے دِل جیہڑا اُتے لا

سیّد الفت:۔

شیخ محمد سعید نام بسنت گل ریل بازار لائل پور کے رہنے والے ہیں۔

کھڑدے پھُل اور مہکدے پھُل آپ کی نظموں کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

نمونہ کلام

دل صاف وِچ سینے نے چاہیدا اے باہروں بھاہووے وال وال کالا
ایہہ رنگ تے رب دے بنے ہوئے نیں کوئی ہے گورا تے کوئی لال کالا
گورا رنگ جے رب پسند کردا، کردا کدی نہ پیدا بلالؓ کالا
کالے رنگ دا ہونا نہیں عیب اُلفتؔ جے کر ہووے نہ نامۂ اعمال کالا

نند لعل نُور پوری :-

نام نند لعل تخلص نُور پوری۔ والد صاحب کا نام سردار کشن سنگھ نور پور تھا۔ لائل پور میں پیدا ہوئے۔ سن پیدائش ۱۹۰۶ء ہے۔ پہلے مدرس بعد میں تھانیدار بنے لیکن اطمینان حاصل نہ ہؤا۔ ملازمت چھوڑ دی، اور فلموں کے گیت لکھنے لگے۔ پھر یہ کام بھی چھوڑ دیا اور باقاعدہ شاعر بنے، اچھے شعر لکھتے ہیں اور ترنم سے پڑھتے ہیں۔ آپ کی نظموں میں "جٹ دی کمائی" اور بہار بہت مشہور ہیں۔

نمونہ

ترٹکے چاک مکھیرنے کھوپیاں نوں گورا ہنیاں، جیہا نا ہرا کھولدا اے
رکھو نتاں سہاگے تے جوڑ گڈا پھر دا ساکجھیاں نوں گھر وِل ٹولدا اے

سندر داس عاصیؔ :-

آپ کے والد صاحب کا نام لالہ شادا رام تھا۔ آپ چاترک کے شاگرد تھے۔ پہلے اردو شعر کہتے تھے پھر ۱۹۲۶ء میں پنجابی شعر کہنا شروع کیے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۹۰۶ء ہے اور وفات ۱۹۵۲ء بمقام لدھیانہ ہوئی۔ اِن

کے کلام کا مجموعہ "پرے پار" مطبوعہ ہے۔

نمونہ

سدھراں دے بوٹے ٹُک گئے سڑ گئے ۔۔۔ لگ لگ بور امیداں دے جھڑ گئے
کِکراں نوں لگ پیئے پھُل نی
مینڈھے ماہی نے
میرے پیار دا پایا نہ مُل نی!

تیجا سنگھ صابر:-

۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ نانک پورہ ضلع لائل پور آپ کی جائے پیدائش ہے۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں:-

(۱) پرچھانویں۔ (۲) یادگار (۳) من مندر (۴) جھنکار (۵) پورب دا چانن (۶) نری اگّ۔ (۷) ودھے چلو (۸) جگدیاں جوتاں (۹) ساڈے کوی۔ یہ تمام کتابیں مطبوعہ ہیں۔

نمونہ کلام

کماناں بہت لفیاں نے او تیرو ہوش وِچ آؤ
زنجیراں تڑک رہیاں نے اسیرو ہوش وِچ آؤ
پلیتے نے تاج لعلی وِچ فقیرو ہوش وِچ آؤ
ہر اک ذرہ ای باغی اے امیرو ہوش وِچ آؤ
لہو دے نال ای صابر زخم ہن دھون والا اے
بڑا کجھ ہون والا اے بڑا کجھ ہون والا اے

گورداسپور کے پنجابی شاعر:۔

ضلع گورداسپور کی جن مشہور اور فن کار ہستیوں نے پنجابی ادب کی خدمت کی ہے ان کے اسامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) امیر بخش (۲) لوگرڈ سنگھ لوگرڈ (۳) عالم سیاہ پوش (۴) اکبر علی (۵) مولوی روشن دین (۶) فقیر علی فقیر (۷) شاہ شرف بٹھواری (۸) گوپال سنگھ گوپال (۹) امیر علی۔

لوگرڈ سنگھ لوگرڈ:۔

آپ کا وطن گھمن خورد ضلع گورداسپور ہے۔ آپ ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے پیشہ کے طور پر درزی تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی شاعری کا شوق چرایا اور اچھے شاعر بن گئے۔

نمونہ کلام

ن۔ نگہ دے نیزت کس کے تے قاتل لانا دھر کے نشان سینہ
نیزے خنجروں رتا نہ رہی حاجت تیراں جگہ ہے چھاننی چھان سینہ
نیناں نیر دی نہر چلا دتی تیرے ہجر دل آتی حیران کینہ
لیسدن کرنا نہیں چاہیدا تنگ عاشق جس جگ وچ ساڑیا آن سینہ

عالم سیاہ پوش:۔

آپ کا اصلی نام محمد حسین ہے اور بابا عالم سیاہ پوش کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام میاں فضل کریم تھا۔ آپ قوم کے جاٹ ہیں۔ کلانور ضلع گورداسپور آپ کی جنم بھومی ہے۔ آپ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے ہیں۔

نمونہ کلام

ع۔ عشق دا ڈھاڈھا بیاپار ڈاہڈا، نوریں رُوں تے تیرھیں کہیا بھئی واہ
اج کل دے اسال حسین ویکھے اُتوں چٹے تے وچوں سیاہ بھئی واہ
اسیں جیہیں آرام لُٹا بیٹھے، ایہنیں گٹ دا کھاہدا وساہ۔ بھئی واہ
عالم یار نوں اِک وی نہیں ہلدی دھیلے شاہ داڈو جادیاہ۔ بھئی واہ

مولوی روشن دین :۔

گھمن خرد ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے قصہ دل خورشید اور قصہ جابر مشہور ہیں۔ قصہ جابر تو ہزار دل درلاکھوں کی تعداد میں چھپا ہے۔ ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں فوت ہو گئے۔ آپ کی قبر سٹھیالی ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

گوپال سنگھ گوپال :۔

آپ ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔ آپ نے شاہ بہرام۔ بشنو بگاہل بستی پنوں۔ یوسف زلیخا۔ راماین لکھی ہیں جو تمام کی تمام مطبوعہ ہیں۔ کلانور ضلع گورداسپور آپ کا وطن تھا۔

مُلتان کے پنجابی شاعر :۔

ملتان کے علاقہ کی وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے پنجابی ادب کی خدمت کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی ہے اُن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) متین خاں (۲) سید اکبر شاہ (۳) بیرو ارثی (۴) سید جیون شاہ

(۵) منشی تیغ علی (۶) خادم علی (۷) پُرجوش (۸) پُردرد (۹) بارغ شاہ (۱۰) محمد امین شاہ (۱۱) جیندن ملتانی (۱۲) زائر (۱۳) نور محمد گدائی عرف نوُرن (۱۴) مولوی محمد یار (۱۵) عبدالستار فوق (۱۶) شیخ گل محمد عاشق (۱۷) مضطر ملتانی (۱۸) بی بی مخفی۔

سید جیون شاہ :- ان کا قصہ ہیر رانجھا اور ڈھولا مشہور رہیں۔

منشی تیغ علی :- شجاع آباد کے رہنے والے تھے۔ اِن کی کافیاں مشہور ہیں۔

خادم علی :- آپ کے مولود لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

پُرجوش :- اِن کے نعتیہ کلام کے مجموعے چھپے ہوئے ملتے ہیں۔

پُردرد :- ان کے نعتیہ کلام کے مجموعے چھپے ہوئے ملتے ہیں۔

بارغ شاہ :- ذات کے قریشی تھے۔ اسمٰعیل پور تحصیل میلسی کے رہنے والے تھے۔ اِن کا بھی نعتیہ کلام چھپا ہوا ملتا ہے۔

محمد امین شاہ :- بارغ شاہ کے لڑکے ہیں۔ والد کی تقلید میں نعتیں ہی لکھتے ہیں۔

نور محمد گدائی عرف نوُرن :- اِن کی کافیاں مشہور رہیں۔

بی بی مخفی :- آپ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئیں۔ نہایت پارسا اور متقی قسم کی عورت تھیں۔ مولوی محمد حسین احمد آبادی کو اپنا کلام دکھایا کرتی تھیں مخفی الاسرار۔ تعلیم النساء اور عشق حقانی آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

نمونہ کلام

مومن بھیناں کارن میری ایہہ نصیحت بھاری
ہیسے کامل استادوں نہ کوئی میری صنعت کاری
سخن سوارے کامل مرشد جس دی استاکاری
مسلم بھیناں پڑھ کے اِس نوں لین نصیحت کاری
علم پڑھن تے عمل کما دن اندر جہل خواری
پڑھو کلام خداوند والی، بدعت تھیں بیزاری
روز قیامت کارن کر لئو نیک اعمال تیاری
آخر مرنا ایس جہانوں ہر اِک دارو واری

ہوشیار پور کے شاعرا۔

مولوی غلام رسول عالم پوری :۔

آپ کے والد صاحب کا نام میاں مراد بخش تھا۔ قوم سے گجر اور عالم پور کوٹلہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے موضع غازیاں کے مولوی محمد عثمان سے فارسی اور عربی پڑھی بعد میں دہلی جا کر عربی اور فارسی کے مکمل عالم ہوئے تعلیم سے فارغ ہو کر آپ ایک پرائمری سکول میں مدرس لگے لیکن کچھ عرصہ بعد مدرسی چھوڑ کر گاؤں کی امامت کرنے لگے۔ سولہ سترہ برس کی عمر میں آپ نے شعر کہنے شروع کئے۔ پہلے پہل آپ نے کچھ چھوٹے چھوٹے قصے مثلاً چوپٹ نامہ مسئلہ توحید۔ سی حرفی۔ سسّی پنوں لکھے۔ بعد میں داستانِ امیر حمزہ ایک بہت ضخیم کتاب لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ اس کے بعد احسن القصص

(یوسف زلیخا) لکھی۔ احسن القصص آپ کا شہ کار ہے۔ احسن القصص کے بعد انہوں نے نہایت دردانگیز چھٹیاں بحرِ طویل میں سید روشن علی شاہ کی طرف لکھی ہیں جو نہایت دردانگیز اور رقت آمیز ہیں۔ آپ کے قلم میں حد درجہ کی روانی ہے۔

نمونہ کلام

دایا کی زلیخا سے پوچھ گچھ

کون بندہ کس کیتوں بندی اسے فرزند پیاری
تے اوہ رنگت رُخ تیرے دی جِھنے لئی ادھاری
کس دیاں زُلفاں کنڈیاں ہو ہو دل تیرے وچ چھپیاں
کس دے غمزے دو چیتیاں نازک رہن سر شکوں رسیاں
صاعق برق دنداں بھتیں جِنہاں تیں پر شعلے جھاڑے
اوہ سینے وچ دس زلیخا کس نے زخم اگھاڑے
دس زلیخا رکھ نہ پردا کمراں تیری غم خواری
تے جے حال نہ کہیں زباں نوں کون کری گا کاری

چیٹھی

جے ہیں یار میرا میں دل کریں پھیرا ایس جندا کجھ اعتبار ناہیں
خالی بدن ایہہ کلا دا پنجرہ اسے، اڈیا بھورتے فیر درکار ناہیں
ایس کھڑکدے ساز دی تند گڑی، مل پاوندی کسے بازار ناہیں
مل پاونا کسے بازار ناہیں، دیلا ہنسنے ہنے کریں اُدھار ناہیں

نعت

اُس دی انگل نال اشارے شق قمر افلاکی خیر النّاس عرب دا افصح خواص بلے تریاقی

عشق ازلی ہے

عشق کرم دا قطرہ ازلی تیں ہیں ڈِسے وس ناہیں
اِکناں لبھدیاں لبھدا ناہیں اکناں ڈسے وچ راہیں

بازغہ کا حُسن

پہلی عمر کواری رعنا سرو چمن دا بوٹا زُہد گئے تے صبر لُٹ وے اُس دا انداز نہورا

مولوی غلام رسول صاحب کے علاوہ شب دریال اور بھیا رام بھی پنجابی ادب کے ممدّ و معاون تھے۔

علاوہ ازیں ان متفرق علاقوں کے شاعروں نے بھی پنجابی زبان کے ذخیرہ میں کافی اضافہ کیا ہے۔ ان کے اسامی حسب ذیل ہیں :۔

(۱) رحیم بخش صاحب جنڈیالہ (۲) ولایت شاہ بہادل پوری (۳) گورا (۴) سائیں دت (۵) ہرداس (۶) روشن دین بٹالوی (۷) سیّد علی شاہ خانپوری (۸) چوہدری فضل حق فضلؔ (۹) مراد علی خاکی بٹالوی (۱۰) محمد حسن حسنؔ (۱۱) کانشی رام (۱۲) مولوی محمد باقر (۱۳) اتّو (۱۴) خاکی شاہ (۱۵) موسیٰ لدھیانوی (۱۶) پنڈت کشور چند لدھیانہ (۱۷) اقبال جالندھری (۱۸) گورکھ سنگھ مسافر (۱۹) اٹک (۲۰) پیارا سنگھ پدم لدھیانوی (۲۱) کدارناتھ تیواڑی کپورتھلوی (۲۲) دیویندر ستیارتھی پٹیالوی (۲۳) برکت رام۔

گورمکھ سنگھ مسافر

تخلص مسافر کیا کرتے تھے۔ موضع ددھوال تحصیل فتح جنگ کے رہنے والے تھے۔ آپ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ مذہبی نظمیں لکھا کرتے تھے جو چھپ کر ہاتھوں ہاتھ بک جایا کرتی تھیں۔

نمونہ کلام

ایک ماں جس کے پانچ بیٹے شہید ہو چکے تھے۔ وہ آتے جاتے مسافروں سے اپنے بیٹوں کے متعلق پوچھتی ہے:

آدے دا ہیا، ددھیا امی شاک میرا لادیں پرینہ ترت نشان دی کر
سینہ دھڑکدا، آندراں بجھ گیاں کہہ دے جھٹ نہ مول لکان دی کر
میری جو جیوں نکلدا دھواں جاندا، آنسو وگدے بند کران دی کر
میرے جگر دے ٹوٹیاں پتراں دا پتہ ہی تے کجھ بتان دی کر
دیو بند رستیا رکھتی۔

آپ کے والد صاحب کا نام لالہ دھنی رام تھا۔ ریاست پٹیالہ کے باشندے تھے۔ آپ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے لوک گیت بہت مشہور ہیں۔ آپ کو رابندر ناتھ ٹیگور کی صحبت سے بھی کافی فیض حاصل ہے۔

تصنیفات: "گدھا"، "ویواہ بلے ساری رات"، "دھرتی دیاں واجاں"، "مڑھکا تے کنک"، "بڈھی نہیں دھرتی"، "لک ٹنوں ٹنوں"۔

نمونہ کلام۔

نہیں کوئی ہیر نہ میں ہاں رانجھا، پھیر دی ساڈا جیون ساہنجا، دکھ سکھ ساہنجا
عشق جنہاں وچ دور تیکناں، کاش اسیں وی لا سکدے ــــ ملّی تاری
نے ڈھا گل وکھڑی پا سکدے۔ . . . . . .
ہے پیاری

کدار ناتھ تیواڑی

والد کا نام پنڈت بھگت رام تیواڑی تھا۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں آپ پیدا ہوئے آپ کے کلام کا ایک مجموعہ "کِن مِن کنیاں" چھپ چکا ہے۔

نمونہ کلام

دیکھ اسمان تے چھائی گہری گھٹا ٹوپ گھنگھور
گھر نوں بھجّے آون، باہر وں پنچھی کیڑے ڈنگر ڈھور
کالیاں اُتاں کالے روڑ، جینہ وساد سے زور و زور
ننگ دھڑنگے منڈے کڑے گلیاں دے وچ شور و شور

پاکستان میں پنجابی ادب

۱۹۴۷ء ــــــ ۱۹۶۳ء

انگریزی عہد میں اشاعتِ تعلیم کے ساتھ ساتھ اگرچہ علم وادب نے کافی ترقی کی اور اس کے ساتھ ساتھ پنجابی ادب میں بھی کافی اضافہ ہوا، لیکن ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند و پاکستان سے جس طرح اِس علاقے کی سیاسی صورت بدلی، پنجابی ادب میں بھی اُسی طرح انقلاب آیا۔ ہندو شعراء کی کثرت ہندوستان چلی گئی، اور اِسی طرح کچھ مسلمان شعرا پاکستان آ گئے۔ اِس سے قطع نظر جدید حالات کے پیشِ نظر شاعری میں بھی معتدبہ تبدیلیاں ہوئیں۔ پرانی مثنوی گوئی، بینت بازی اور جو مصرعہ سرائی کی جگہ قومی، ملی اور جدید انواعِ سخن کی طرف پنجابی شاعری کے قدم اُٹھے۔ غزل کو فروغ ہوا۔ آزاد طرز کی نظمیں لکھی جانے لگیں جن میں افضل پرویز، شریف کنجاہی سلیم الرحمٰن، منیر نیازی، انیس ناگی، صفدر میر، احمد راہی کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ غرض انگریزی یا جدید اندازِ فکر نظمیں تقسیم ہند و پاکستان کے بعد لکھی جانے لگیں۔

پاکستان کے قیام کو اگرچہ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ ابھی وہ احباب زندہ ہیں جنہوں نے انگریزی عہد میں سخن سرائی کی۔ اِس لئے شعرا کے درمیان قطعی تقسیم تو نہیں کی جاسکتی کہ انگریزی عہد کے شعرا پاکستانی دَور میں نہ آ جائیں۔ البتہ اندازِ فکر نے اِن کے درمیان حدِ فاصل ضرور قائم کر دی ہے۔ جو لوگ پُرانے طرز و طریق پر نظمیں لکھتے ہیں اور آج تک زندہ ہیں ان کا شمار انگریزی عہد میں ہو چکا ہے۔ اور جن پرانے لوگوں نے نیا اندازِ فکر اپنا لیا ہے، خواہ وہ اِس قدر معمر ہیں لیکن

اُن کا نام اِس دورِ جدید میں درج کیا جاتا ہے۔ جیسے پیر فضل گجراتی۔
جدید انداز میں لکھنے والوں میں بھی ایک ہلکی سی تقسیم اِس طور سے کی جا سکتی ہے کہ اِن میں سے بعض احباب قدیم خیالات کو جدید اسلوب بیان میں ڈھالتے ہیں۔ یعنی صوفیانہ خیالات یا غزل کا قدیم رنگ ان کے پیشِ نظر ہے۔ دیگر حضرات کا اسلوب بیان بھی نیا ہے اور خیالات بھی جدید۔ یہ لوگ انگریزی زدہ ہیں اور انگریزی اندازِ فکر کا اثر ان پر نمایاں ہے۔

اُن شعراء کی فہرست پیش خدمت ہے

(۱) احمد راہی۔ (۲) یعقوب انور۔ (۳) شریف کنجاہی (۴) صوفی تبسم۔
(۵) ڈاکٹر فقیر۔ (۶) پیر فضل حسین گجراتی۔ (۷) کیپٹن تبسم (۸) حکیم ناصر (۹) کرم حیدری
(۱۰) عبدالمجید بھٹی (۱۱) رشیدہ سلیم سیمیں۔ (۱۲) افضل پرویز۔ (۱۳) افضل احسن۔
(۱۴) سلیم الرحمٰن (۱۵) اکبر لاہوری۔ (۱۶) حبیب جالب۔ (۱۷) حسن اعرافی۔
(۱۸) سلیم کاشر (۱۹) شہزاد احمد۔ (۲۰) محمد صفدر (۲۱) منیر نیازی۔
(۲۲) ظفر اقبال۔ (۲۳) انیس ناگی (۲۴) عبدالقدیر رشک (۲۵) شفقت تنویر مرزا۔
(۲۶) جمیل ملک۔ (۲۷) شہباز ملک (۲۸) عظیم بھٹی۔ (۲۹) اسلم راہی۔
(۳۰) شورش ملک (۳۱) منو بھائی۔ (۳۲) مضطر تاتاری (۳۳) جوہر جالندھری
(۳۴) طالب جالندھری (۳۵) وحید اطہر (۳۶) گوہر نوشاہی (۳۷) محمد اسحاق۔
(۳۸) نذیر چودھری۔ (۳۹) باقی صدیقی۔ (۴۰) نور کشمیری (۴۱) محمد عالم کپورتھلوی
(۴۲) ماجد صدیقی۔ (۴۳) فضل دین بخت (۴۴) حمید ظفر اقبال۔
(۴۵) شیخ رؤف (۴۶) منظور احمر (۴۷) سلطان محمود آشفتہ (۴۸) سعید جعفری
(۴۹) انعام ادیب (۵۰) تنویر نقوی (۵۱) منیر نیازی۔

احمد راہی

۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء کو امرت سر میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام خواجہ عبدالعزیز ہے جو شال مرچنٹ کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ پہلے آپ اردو میں لکھتے تھے اور رسالہ سویرا کے ایڈیٹر تھے ۱۹۴۹ء میں پنجابی میں لکھنا شروع کیا۔ ان کا پنجابی کلام بہت پسند کیا گیا۔ ان کے پنجابی کلام کا پہلا مجموعہ ترنجن کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۵۳ء سے یہ فلمی گیت کہانیاں اور مقالے لکھ رہے ہیں۔

نمونہ کلام "نظم کیکلی"

کیکلی کلیر دی نی کیکلی کلیر دی

چھلاں پئی ماردی جوانی جٹی ہیر دی — کیکلی کلیر دی

چڑھدی جوانی نال چڑھ گیا بھا ر نی

نویں نویں چوبناں دے اوہاں نواں چا ر نی

جندڑی نہ رول دلبریں کسے دلگیر دی ... کیکلی کلیر دی ....

جوڑے وچ موتیے دے پھل پئے سجدے

اکھاں وچ مٹھے مٹھے گدے پئے نچدے

کھل جاندے بھیت لوک بھانویں لکھ کجدے

بھٹی ہوئی ایں توں کسے ڈاڈھے تکھے تیر دی ... کیکلی کلیر دی ....

پلکاں دی جالی وچوں جھاکنی آں کہانیاں

پانیاں تے اگاں دیاں کھیڈاں نیں حیرانیاں

راہاں وچ ٹھیڈے کھان نظراں نمانیاں

تاب نہیوں جھلّی جاندی تیرے ڈنگے چیرڑی کیکلی کلیر دی . . .

چُپ چُپ رہ کے دی بڑا کجھ کہندیاں
لگ جاہن اکھیاں تے گجھیاں نہیں ہندیاں
ہرہاں تے وندا سے سجیں رح گیاں جہندیاں
کدھیاں نیں تاہنگاں تیرے گھیر گھیر ہندیاں
پیج پیج دس نماں نی سونہہ تینوں ویر دی

کیکلی کلیر دی نی کیکلی کلیر دی
چھلّاں پئی ماردی جوانی جٹی ہیر دی

قریشی غلام یعقوب انور

پنجابی زبان کے استاد شاعر بابو عبدالغنی وفا کے فرزند ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں بمقام گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ پھر ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کیا۔ اور محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ملازم رہے۔ ملازمت چھوڑ دی۔ آج کل ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ ہیں۔

آپ انگریزی، اردو اور پنجابی کے اعلیٰ پایہ کے شاعر اور نثر نگار ہیں۔ پنجابی رسائل میں ان کے نگارشات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہر سہ زبانوں میں ان کے ضخیم دواوین موجود ہیں۔ پنجابی سے خاص لگاؤ ہے۔ کافیاں مادھولال حسین۔ ابیات سلطان باہوؒ اور بُلھے شاہ کی کافیاں کے انگریزی میں تراجم کئے ہیں پنجابی میں آپ کی غزلیات کا ایک مجموعہ زیر اشاعت ہے۔

نمونۂ کلام

ستی والیاں سدھراں دا تھل کھڑک پیا اج فیر
پنوں خاں دی واچی دا ٹل کھڑک پیا اج فیر
اکھیاں اندر پیار دے ننگے بوٹے تیھوں تیھدے نیں
ماروا جیہڑے جدائی کھٹوں کڑک پیا اج فیر
جیہڑی دنگ نوں بھجن اک چھوہری پیار کسے دا تکیا سی
دل دے کھپٹ وچ اوہ ہوکڑا رڑک پیا اج فیر
پیرجھناں دیاں سوہنیاں تیری اکھ ٹنگھرن نہیں سے سکنی
چیر کے پٹ مہینوالا لکھ نوں تڑک پیا اج فیر
اک نیربن شہ ماکل اکھ دی رتا جینی شہ اتے
ہنوں چھانیاں تاہنگاں وا دل دھڑک پیا اج فیر
اس ایڑ دواسایہ کائی جُھلن والی چیز نہیں
مسجد دی محراب اتوں دھڑک پیا اج فیر

شریف کنجاہی ا۔

آپ کے والد کا نام مولوی غلام محی الدین تھا۔ آپ ۱۵ ار اکتوبر ۱۹۱۵ء کو غنیمت کے شہر کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے فارسی اور اُردو کے امتحانات پاس کر کے سکنڈری ہائی سکول راولپنڈی میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ آج کل گورنمنٹ کالج کیمبل پور میں پڑھا رہے ہیں۔

نمونہ کلام

جدوں کدی دی تیرا خیال آیا، نال سورہ دی بڑھنے خیال آئے
مرنے جھنڈیاں بیٹھ میں کی دیکھنے بیلے وچ نظر مہینوال آئے

اُچ وے آپ دی گلی آباد رہتے اکدے فیر دی آوناں پوے سانوں
جیکر ہیچ پچھیں آساں ٹک گیاں ایہیں رات اوتھوں جھیڑے حال آئے
تیرے شوق وچ گھنب کھوہا کے تے اساں آپ ای قید قبول کیتی
ہن توں اوہناں نوں کی آزاد کرنا، جیہڑے آپ لنے اپنے بال آئے
اساں ای آن کے ایس بازار اندر سودے ڈُک کے ولاں ٹھے نہیں کیتے
لرکی بنج بخاریوں گھر کے تے انجیں مدھ توں وچھدے مال آئے
پلکاں لمیاں گوہڑیاں نیویاں دی تک تک کے چھپاں شریف رَتجھے
ایس چھپاں نوں اوہ نہیں مان سکے جیہڑے وچ بیلے عمراں گال آئے

صوفی غلام مصطفےٰ تبسمؔ

آپ امرتسر کے رہنے والے ہیں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز مقرر ہوئے۔ بعد میں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۵۵ء تک گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر رہے۔ پھر خانۂ فرہنگ ایران سے منسلک رہے۔ آج کل لیل و نہار کے مدیر ہیں۔ بڑی دلفریب شخصیت کے مالک ہیں۔ فارسی اردو اور پنجابی کے نغز گو اور پختہ کار شاعر ہیں۔ اُردو، فارسی اور پنجابی کلام کا مجموعہ انجمن شائع ہو چکا ہے۔ آپ جدید فارسی شاعری کے عمائدین میں شمار ہوتے ہیں۔ نمونہ کلام

دُکھ نوں سُکھ دا روپ دتا اتے ہس ہس نیر چھپائے
اِک اِک راز ماہی دی خاطر اساں سو سو جتن کمائے
پھُلاں سینے چاک کیتے، اتے شبنم نیر وگائے
خوشیاں دا کوئی ساہجی ناہیں، اتے دکھڑے نوں کون ونڈائے

فقیر محمد فقیر:-

آپ ۵ جون ۱۹۰۰ء کو تکیہ معصوم شاہ گوجرانوالہ میں میاں لال دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ متعدد پنجابی کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں سے مہکدے پھل صدا تے فقیر زیادہ مشہور ہیں۔ پنجابی ادبی اکیڈمی کے لئے چند کتابیں مرتب کی ہیں۔ ابراہیم عادل کے شاگرد ہیں۔ کچھ عرصہ عبدالمجید صاحب سالک کے ساتھ مل کر لاہور سے پنجابی رسالہ بنام پنجابی بھی جاری کیا۔ صدا تے فقیر۔ رباعیات فقیر۔ ہیر۔ چنگیاڑے۔ موا تے اور مہکدے پھل آپ کی تصنیفات ہیں۔

نمونہ کلام

چنگے راتاں چانن لائے
ہائے وتیاں ہنیر
ڈس ڈس اکھاں ٹک ٹک گیاں
ٹک ٹک دسیاں فیر
پر جد کھوجی نظراں ڈٹھا
دل دیاں ونھّاں پھول
دُور سُنیدا پار نھادا ں
وسدا ڈٹھا کول

پیر فضل حسین فضل گجراتی:-

آپ ۱۸۹۶ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام مقبول شاہ

تھا۔ آپ حضرت شاہ دولہ ولی کی اولاد میں سے ہیں۔ پہلے اردو میں شعر کہتے تھے بعد میں پنجابی میں شعر کہنے لگے۔ پنجابی غزل گوئی میں آپ بلاشبہ حافظ شیرازی ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام "ڈونگھے پینڈے" چھپ چکا ہے۔

نمونہ کلام

ہیں بے صبر تے نہیں پر ایس گلے جاری اکھیاں تو مٹھا نیر کرناں
ٹنگی ہوئی اے پتلیاں وچ جیہڑی صاف کسے وی پیا تصویر کرناں

ٹھنڈی پُرے دی جدوں ہوا سر تے گھٹاں کالیاں گھیر کے لے آوے
ملیوں چنگ چراتیاں لگ جاوں پیا جامیاں نوں لیر لیر کرناں

دساں اپنے آپ دی شرح کر کے میں ظلوم بھی آں تے جہول بھی آں
اپنے پیر کوہاڑیاں مار آپوں آپے پیا تقدیر کرناں

پیا تھا ہویا وچ دھیان دے دیکھے ملیوں قاصد کیوں نہ پتر اوچ جاندا
خط لکھناں پڑھناں تے پاڑ دیناں فیر سوچنا فیر تحریر کرناں

میرے ضبط دے خام منصوبیاں نوں شوخ اتھراں لے کے بہہ گیاں
پانی وچ اوہ فضل کھلون سکتے میں جو ریت دے محل تعمیر کرناں

کیپٹن تبسم:۔

کیپٹن محمد رمضان تبسم علامہ محمد عبدالکریم قلعداری کے بڑے صاحبزادے اردو، فارسی اور پنجابی کے شاعر ہیں۔ ہر سہ زبانوں کے ضخیم دواوین ترتیب دئیے ہیں۔ آج کل ہفت روزہ غازی گجرات کے مدیر ہیں۔ آپ نے علامہ اقبال مرحوم

کی کتاب پیامِ مشرق کا پنجابی نظم میں عمدہ ترجمہ کیا ہے۔

ترجمہ۔ (کلامِ اقبالؒ)

اِک دریا دا ڈھٹھا کنڈھا بولیا ہو نتزانا
ساری عمر گزاری ایتھے اپنا آپ نہ جاناں
چھوہلی چھلّ تے شُنبلی ماری ایہہ گل آکھ سنائی
جیونا میرا ٹُرنا پھرنا، بہہ رہنا، مرجانا

غزل

جنہاں عشق پیالے پیتے، شاہ زوراں کمزوراں
موت اوہناں دے ناں تھی کنبدی جا لکدی وِچ گوراں
اِک اِک تار دِ چھوہنے والی سُولاں بن بن شُلکے
"چن کیہہ جانن کالیاں راتاں کٹّن کویں چکوراں"
کدھرے مارے دھاڑے نہیں سُن سنہ ایہہ سینہ زوری
دن دہاڑے اکھیں پائی اج کل دل دیاں چوراں
گُڈّی چڑھی محبّت والی، دُکھاں پیچے پائے
کدی وہ وھائے کدی گھٹائے سجن دے ہتھ ڈوراں
ٹھنڈی وا دے جھولے جھلتے پھُل کھڑائی جاندے
مُنڈھ قدیموں نال تبسّم رکھدے نیں ایہہ کھوراں

حکیم ناصر:-

پورا نام شیر محمد اور تخلص ناصر کرتے ہیں۔ آپ کا پیشہ طبابت ہے۔ ۱۹۰۸ء

میں پیدا ہوئے سَنے۔ پنجابی ادب دی خدمت اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ "سجرا سورج" "ناصر دا خمسہ" "ناصر دی ہیر دا نمونہ" "زندگی دے چار حصے" اور "ارشادات" آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

نمونہ کلام (دُھکھ)

شہروں پنڈ نوں کل میں جا رہیا ساں — چار وجے دوپہر سی ڈھلی ہوئی
ٹکّی پھُٹدیاں رُکّی کھا کے سَتے — شہروں پنڈ نوں سی چلو چلی ہوئی
پینڈے پیاں چھیتی بھکھ لگدی اے — بھکھوں جی نوں کجھ بے کلی ہوئی
شہروں کئی چیزاں بندہ کھا لیندا اے — کچی کوئی پکی کوئی تلی ہوئی
واہو واہی میں پنڈ نوں جا رہیا ساں — دُوروں اِک بیلی دِسی پھلی ہوئی
اوس بیلی دے سبھ تے ٹھیے نال کر کے — اِک اَت مُٹیار سی کھلی ہوئی
سادے کپڑے، دودھیا رنگ اوہدا — دُدھ مکھناں دے نال پلی ہوئی
گلّے والی اوہدے سونے وانگ چمکن — اُتوں دھپ سی والاں وچ رلی ہوئی
جویں کسے نے دُدھ وچ گھول کے تے — دُوہلی والاں تے سونے دی ڈلی ہوئی
دُھپے کھلی کھلی گلّی ہسّ رہی سی — بشک ونداں دی ہوردی چھلی ہوئی
سُچّے موتیاں دی دوہری پال اُتّے — نمّی جیہی لالی جویں تلی ہوئی
تے اوہ بیلی بہشت دا قطعہ جاپے — اِک نُور دے دگنے ڈلی ہوئی
تے اوہ اَت مُٹیار، مُٹیار سی کہ — حُور حُسن دے سانچے وچ ڈھلی ہوئی
اوہنوں ویکھدیاں چمک پئی بھکھ میری — ثابت رہیا نہ ویکھ کے گلّی نوں میں
اوہتھے تیسرا دی نہیں سی کوئی ناصر — کچی کھوہ کے کھا گیا چھلّی نوں میں

کرم حیدری :-

نمونہ کلام

آئی رُت بہاراں والی، خوشبوواں درکھولے نیں
رنگ رنگیلیاں پینگھاں پیاں، جوبن اُڈن کھٹولے نیں
آؤنی سیّو! گاؤنی سیّو! رل مل دُھماں پاسیئے نی
تو تاں ٹھنڈیاں چھانواں لائیاں، خوشیاں نے رس گھولے نیں
جنگل جنگل گیت چھڑے نیں بستی بستی چہکی اے
تتر مور چکور لٹورے مٹھیاں بولیاں بولے نیں
آئی اے ہر شئے نے جوانی چھیلدی اے پی دا مستانی
ہر ہر سینے اُٹھیاں لہراں دِل دیوانے ڈولے نیں
رنگ رنگیلیاں پینگھاں پیاں ٹلین ہلارے سکھیاں سیاں
ہرناں وانگ کلا پنچھے بھرنے مٹیاراں دے ڈولے نیں
اک ہلارا ایسا دتا، اودھ اسمانی پینگھ چڑھی
تھر تھر کرداں بوٹا کنبیا، چھن چھن گھنگھر و بولے نیں
پینگھاں زور و زور ودھاؤ، لے نا ہو سکے اج جھوٹے کھاؤ
ہسن کھیڈن چار دہاڑے فردنیا دے رولے نیں

عبدالمجید بھٹی :-

والد چراغ دین پٹواری تھے۔ اودیکھ ضلع گوجرانوالے میں ۲۴ر فروری ۱۹۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ پہلے محکمہ تعلیم میں ملازم رہے۔ بعد میں ملازمت چھوڑ دی اور صحافی

بن گئے۔ اپنا رسالہ ہونہار نکالا۔ اس کے بعد کسان، رہبر پنچایت، پنج دریا، حمایت اسلام کے ایڈیٹر رہے۔ بچوں کی بے شمار اردو کتابوں کے مصنف ہیں۔ پنجابی میں گیت نہایت عمدہ اور مزے دار لکھتے ہیں۔ "دل دریا" (گیت) "اکتارہ" (نظم، گیت، غزل) "دل دیاں باریاں" (انتخابی مجموعہ افسانے) اور "ڈھیڈا" (ناول) تصانیف نایاب ہیں۔ جدید شاعری کے سرگرم کارکن ہیں۔ ان دنوں راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

نمونہ کلام (گل کرکوئی)

کس تتڑی دے تیرا مان تروڑیا

کس تتڑی نے تینوں گھر دل موڑیا۔ کس کملی نے تیرا قدر نہ جانیاں۔ گل کرکوئی
کتھے کتھے بیتیاں تے کتویں کتویں بانیاں۔

ہنجواں دے وچ کہیاں وسیاں کہانیاں۔ دس کیہا دکھ تینوں دردنجانیاں۔ گل کرکوئی
اپنا قصور کہا ثریں چنّاں تیری بھل سی

تیرے بناں کیہہ اس جندڑی دا مل سی۔ کنّے دکھ دتے ساڈں ربّ دیاں بھانیاں۔ گل کرکوئی
بیتیاں دے دکھ چنّاں اج کاہنوں جالیے

امڑلاٹ محبتاں دی بالئے۔ وچھڑے سہاگ نوں فیر لبھانیاں۔ گل کرکوئی
رشیدہ سلیم سمیں۔

نام رشیدہ سلطانہ اور تخلص سیمیں ہے۔ آپ ایم اے، بی ٹی ہیں تاریخ پیدائش ۲۳ ستمبر ۱۹۲۰ء ہے۔ آپ کی شادی شیخ محمد سلیم سے ہوئی۔ اس لئے آپ کا نام اب رشیدہ سلیم ہے۔ آج کل ڈسٹرکٹ انسپکٹرس آف سکولز ہیں۔

نمونہ کلام

ڈیرے ڈیرے وچہ اگ پئی بلدی اے
لاٹ لاٹ وچ رات پئی ڈھلدی اے

تارا تارا ڈُڈلیکاں کردا اے
چن اسگے اسگے راہواں تکدا اے

میرے گھر دی ہر شے مہک دی اے
آس بچھدی گونڈی لہکدی اے

ہُوہا بن کے اکھیاں تکدا اے
کدی پیار دی ہار کے تھکدا اے

افضل پرویز۔

نمونہ کلام

سرہوں پھُلی

پُوناں گدتے باہن چوفیرے   خوداں جھمدیاں جاہن چوفیرے
سمے نال پُستک کھُلی۔ سرہوں پھُلی

پُت جھڑنے بن ویس وٹایا   وشنا ملیا گہنا پایا
رُت سنے لاہی اِلی۔ سرہوں پھُلی

پھُلکاری لے سیج تے لیٹی   ہیر سلیٹی مشک لپیٹی
پھُلاں تکڑی تُلی۔ سرہوں پھُلی

سونا رنگے پھُل مُرگائے   نویں بہار دی خبر لیائے
نُوں نُوں خوشبو گھُلی۔ سرہوں پھُلی

افضل احسن :-

نمونہ کلام

دو رُوپ

پہلا رُوپ :- اوہ پُھلاں دی واشنا اوہ کلیاں دا رنگ
پریاں ورگی کُڑی لئے اُدِھدا ستاں ورگا ڈھنگ

دُوجا رُوپ :- اوہ ہنجواں دا جل اے اوہ ہاواں دی پنڈ
جدوں سجے نیوں آکھدی میرے دُکھ دی وَنڈ

سلیم الرحمٰن :-

۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ڈاکٹری کی سند لی۔ پہلے اُردو کے شاعر تھے۔ پانچ چھ سال سے پنجابی میں لکھتے ہیں۔ اردو میں ان کے کلام کا مجموعہ "شاہین" حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

اِک خواب

اِک بوہے دے کُھلن نال ہزاراں بوہے کُھلدے جاون
آخری دہلیز دے اندر، ہنا ہنا چاہن
مخمل دے بستر دے اُتے سُرخ پُھلاں دیاں لڑیاں
چاروں پاسے پتھر دے بُت اکھیاں ہیریاں جڑیاں
کندھاں چوں آوازاں آئے اپنا گھر بُھل جاون والے
ودھیاں توں میں اِک اُڈیک تیری وچ دیوا بال کھڑی آں

اکبر لاہوری :-

پُورا نام محمد اکبر خاں، مولوی محمد عبدالرحیم کے بیٹے۔ موضع مُرلی پار ضلع شیخوپورہ کے باشندے ہیں۔ قبل اُردو لکھتے تھے۔ اب پنجابی لکھتے ہیں۔ آپ بی۔اے۔ ایل ایل بی ہیں۔ طنز و مزاح خوب لکھتے ہیں۔

نمونہ کلام

دو غلے

اِک بندہ سی بنوتاں چھانا منڈی وچ کھلوتا
آکھے مینوں لوڑی واا ے اک بندہ اِک کھوتا
کسے کہیا "ہے یارا تینوں ایسی چیز دوا ایئے
جو بندے دا بندہ ہووے تے کھوتے دا کھوتا
سارے کماں لئی اوہ تیری مرضی نال چلاوے
جتھے آکھیں بیٹھا رہوے تے جتھے کہیں کھلوتا"
اوہنیں کہیا،" ایہہ گل نہیں مینوں اُکا وا نہ کھاندی
اِکو جنس لوڑی دی مینوں اُٹھ ہووے یا بوتا
مرجاواں پر دوغلیاں ٹے ویہڑے پیر نہ پاواں
بندہ اصلی بندہ لوڑاں تے کھوتا اصلی کھوتا

حبیب جالب :-

پُورا نام حبیب احمد ہے۔ عمر کوئی تیس پینتیس سال کے قریب ہے میانی افغاناں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے تھے۔ فلموں میں گیت لکھتے ہیں اور

لاہور میں مقیم ہیں۔

کمی

ڈھی کمّی دی وڈھے گھر وچ ٹُبتیاں کر دی
ہنجوں پینیدی ہو کے بھر دی بڈھے خاں دا حقّہ
دن وچ سوسو واری تازہ کر دی سب دی گولی سب تُس ڈر دی
ناں ایہہ جیندی ناں ایہہ مر دی
خاں دا پُتر بیٹھک دے وچ ہاسے بھانے بانہہ پھڑ لیندا
ایتھوں ہسدا، ایتھیں کھہندا کیہہ وساں اوہ کیہہ کیہہ کہندا
ادھی راتیں چھوٹی بی بی کہندی اُٹھ تکئے دل چلئے
جے کمّی نے پنڈ وچ رہنا خیر ایہہ سب کجھ کرنا پیندا

حسن اعرافی :-

پورا نام غلام حسن اور تخلص حسن ہے ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ موضع سونڈ وساڑہ تحصیل پھلور ضلع جالندھر وطن تھا۔ آپ بی۔اے۔بی ٹی ہیں اور محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ آپ کو اردو اور پنجابی دونوں زبانوں پر بڑی قدرت حاصل ہے۔

نمونہ (ڈاچی والا)

ساڈوں دس کے اگاڑی جائیں کتھائیں جاناں ڈاچی والیا
پھیرے دردمنداں دل پائیں کتھائیں جاناں ڈاچی والیا
ہنھیریاں راتاں، لمیاں واٹاں لے جا سینے مچیدیاں لاٹاں
کالے راہیں، ہزار بلائیں کتھائیں جاناں ڈاچی والیا

سوں گئے پینڈے کیہہ ورانڈے ۔ تیرے لیکھ نصیب اساڈے
کوئی ٹھوکر مار جگائیں ۔ کتھائیں جاناں ڈاچی والیا
چھاواں اُڈیاں پتر جھڑ گئے ۔ پھل پھل باغ بغیچے جھڑ گئے
ہاڑے گیت بہار دا گائیں ۔ کتھائیں جاناں ڈاچی والیا
سُکھ نال جاویں سُکھ نال آویں ۔ ساون جھڑیاں نال لیاویں
شالا باغ، بنجر وچ لائیں
کتھائیں جاناں ڈاچی والیا

سلیم کاشر

۱۵ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء کو اسلام آباد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آج کل لاہور میں ہیں۔ نیشنل بنک آف پاکستان بادامی باغ شاخ میں خازن ہیں۔ جدید پنجابی شعراء میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ نظموں کے علاوہ پنجابی فلموں کے لئے گیت بھی لکھتے ہیں۔ آپ کا مجموعۂ کلام "تتیاں چھاواں" چھپ چکا ہے۔

ہٹر

پہلی آواز:۔ ساتھوں اکھیاں نہ پھیر ۔ جھوٹے اتھرو نہ کیر
گل سچ سچ دس! ۔ کیہہ ہویا اسے انہیر
کیہڑی لگّے نموّ جھان ۔ تیرا چن جیہا مکھ
خورے گھٹ جائے کجھ ۔ جے توں پھولیں دکھ سکھ
دس چُپ دے ترولے ۔ کنہے سدیاں اُتے لاسے
کنہے کھوٹی موئی کیتی ۔ تیتھوں بولیا نہ جاسے

دُوجی آواز:۔ تینوں آکھ آکھ تھکی میری باہنہ پھڑ لے
کجھ ہور دن ٹھہر کجھ ہور سڑ لے
ایہو تیرا سی جواب میرے سڑ گئے بھاگ
کیسے بھکھ وچ چائی میرا لٹ لیا باگ
کتاں چڑ سہندی میں دس بھکھ والی تڑ
ہر شئے مُڑھ جاندی جدوں آوندا اے ہڑ

شہزادا احمد:۔

۱۴ اپریل ۱۹۲۳ء کو امرت سر میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے نفسیات ہیں۔ اردو پنجابی ہر دو زبانوں کے ماہر ہیں۔ کسی زمانے میں آباد نگار (جوہر آباد ضلع) کے مدیر تھے۔ آج کل ایگل سائیکل کمپنی کے مینجر ہیں۔

نمونہ کلام

بدل لنگھ گئے، سورج چڑھیا، چمک پیا جگ سارا
اکھاں دے وچ کھُبدا جاوے پانی دا لشکارا
کیہہ ہویا جے دل وچ رہ گئے یاداں دے جھگیڑے
پھُلاں نوں کرنا پیندا اے کنڈیاں نال گزارا
ادھی راتیں کنہوں لبھدا، کس دا کھوج لگاندا
شہر دیاں سُنجیاں گلیاں وچ پھردا اِک وچارا
بھانویں کوئی واج نہ مارے، بھانویں کوئی نہ ویکھے
ہر کاگلی گلی وچ لاندا جاوے گا ونجارا

خورے لوک اسماناں اُتے کبراں ڈیرے پاندے
سانوں پیر نہ پٹن دیوے' ایہہ مٹی' ایہہ گارا

محمد صفدر میر:۔

۱۹۲۲ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے انگریزی کیا اور بمبئی چلے گئے۔ وہاں فلم میں کام کرنے لگے۔ مدتوں ترقی پسند مصنفین کے سکرٹری رہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں لیکچرار تھے۔ واپڈا میں فلم سیکشن کے ڈائرکٹر تھے۔ اب پاکستان ٹائمز میں ملازم ہیں۔ کبھی اردو پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے تھے۔ لیکن اب اُردو کے دشمن ہو چکے ہیں۔ نمونہ کلام

روون والے جھلے

اوکے ایہہ دُکھدے دِلاں دی دُنیا
کون کسے دی وات پچھے
تے کون کسے دے اتھرو پُوبنجھے
کس نوں اینی فرصت
سبھناں دے دل درد بھرے نیں
سبھناں دی اکھیاں وچ اتھرو
سبھناں دے گھر میت

مُنیر نیازی:۔

پورا نام منیر احمد خاں ہے۔ ۱۹۲۸ء میں موضع خانپور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوا۔ بی اے تک تعلیم ہے۔ لاہور آئے اور صحافی بنے۔ پھر منٹگمری سے

ہفت روزہ "سات رنگ" نکالا۔ اب فلموں کے لئے گیت لکھتے ہیں۔ اردو کے کئی مجموعے چھپ چکے ہیں۔ پنجابی کلام کا مجموعہ بھی چھپا ہے۔

(نمونہ) اِک اُجاڑ شہر

سارے لوکی ٹُر گئے لے کئی نال قضا گلیاں ہو کے بھریاں رُوندی پھرے ہوا
کندھاں شخ مسنجیاں کوٹھے وانگ بلا
کوکاں دین حویلیاں ساڈے وِل نہ آ اُجڑے سپنے مدان وِچ بادشاہواں دے رتھ
قبراں دے وِچ سوں گئے مہندی والے ہتھ

ظفر اقبال :-

والد صاحب کا نام میاں محمد شریف ہے ۱۹۳۳ء میں بہاولپور میں پیدا ہوئے ۱۹۵۵ء میں لا کالج لاہور سے ایل۔ ایل۔ بی کیا۔ آج کل منٹگمری میں وکالت کرتے ہیں۔ منٹگمری میں پنجابی مجلس کی شاخ انہیں کی کوششوں کی بدولت کھلی۔

نمونہ

جس دن دی اُس منجی ملّی میرے دُھندے پتّر سارے
میری سنگھنی نگر چھاں نوں کوئی سیک تریڑاں پاوے
میرے سالیں بدّھے مُنڈھ کھتیں، کوئی بہنے چھوٹے لاٹے
میرے ندیں وِچھے کھالیوں کوئی ورولا کھیہ اڈاوے

میتہ منگاں، نہیں بدّل منگاں، منگ ایہا من بھاوے
کوئی دُھوڑ دُھمادا بکّی چڑھیا جھوک سجن کھتیں آوے

اظہر اقبال فقیر نوں کوئی خیر دی خبر سنا دے

انیس ناگی :-

۱۹۳۹ء میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں اُردو کے لیکچرار رہے۔ اب گورنمنٹ کالج گوجرہ میں ہیں۔ اردو اور پنجابی میں ڈرامے، افسانے اور تنقید لکھتے ہیں۔

نمونہ

میں کس گُکھ دا جایا؟ اج مینوں کوئی نہ دسے ہر جھوٹے وچ جھاتی ماری
ہر جھاتی نے مینوں پچھے سُٹیا میں کس گُکھ دا جایا؟
مُشکیاں ہڈیاں واہیں کرتا پا کے جنگل جنگل نچیا
سپ دی شوکر پچھے نسیا میں کس گُکھ دا جایا؟
ہر اکھ وچ میں ہنجو ویکھے ہر ہنجو وچ اک کہانی
مینوں کوئی نہ دسے میں کس گُکھ دا جایا

عبدالقدیر رشک :-

گورداسپور کے گاؤں ادھلہ میں ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا اور مولانا عبدالمجید سالک اور پروفیسر بخاری کے مشورے سے صحافت میں آ گئے۔ ملت، احسان، پھر ٹائمز آف کراچی، ایوننگ ٹائمز سے منسلک رہے۔ 'نصرت' کے مدیر رہے۔ وہاں سے نوائے وقت میں چلے آئے۔ پھر محکمۂ ترقی دیہات میں دستاویزی فلموں اور ریڈیو پروگراموں کے انچارج ہوئے۔ پنجابی نظموں کا مجموعہ "من ترنگ چھپا"۔ "لعلاں دے ونجارے" زیر طبع ہے۔

نمونہ کلام

فجر نمانی

بُردو بُردی ٹرے نھیرے صبح دے درپن کھُلے
فجرد فجری دھرتی جاگی وگن ہوا دے بُلے
کھڑکھڑ ہسدی رنگ رخ کلی تے اوس دے ہنجو ڈھلے
وقت فجر دے جاگن والیاں لُٹ لئے لعل نملے

شفقت تنویر مرزا :-

پہلے گوجرانوالہ، پھر راولپنڈی میں فوج میں مترجم کی حیثیت سے رہے۔ لاہور میں گلڈ کی پنجابی شاخ کے سکرٹری تھے پھر حق اللہ کے مدیر رہے۔

نمونہ

ادہریاں سنگھیاں کشتیاں ڈُب گیاں
ادہرے خون دے قُلزم سارے ڈھ پئے
ادہریاں ہڈیاں زہر نال مُرک گیاں
ادہری دھون تے خنجر آن پئے
اوہ ہنیریاں تے آندھیاں دی شہزادی
کدی کوکدی تے کدی کرلاوندی سی
اوہ! گبھرو میں نوں قتل کرن والیا
گل سمجھ لے موت تیری آئی کھڑی
شاہزادیئے آندھیاں ہنیریاں دی اے
جو کجھ توں کہنی ایں سبھ سچ ہوسی
کل آدمی تے میری تیری موت لے کے
پر تلیوں تے اج ای موت ملسی

جمیل ملک :-

ایم۔اے (اردو) ایم۔اے (فارسی) اور بی ٹی ہیں۔ ان کے اردو کلام کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ راولپنڈی کے ایک اسکول میں تدریس کا کام کرتے ہیں۔

نمونہ کلام

بیٹھیاں بٹھایاں میرے ہنجو پے وگدے ۔ واہگ کٹاری میرے نال وچ لگدے
ہائے ویری جگ دے

بیتیاں حیاتیاں تری چٹھیاں نہ پایاں ۔ چن ماہی دس ہن کدھے نال لائیاں
دینی آں دوہائیاں

ذیریاں دے نال پالچے ل تری نہ لس دے ۔ کنڈ سالوں دسّی آتے کھڑا دی دس دے
نیڑے نیڑے وس دے

شہباز ملک :-

محمد شہباز نام والد کا نام ملک محمد دین ' گگے زئی پٹھان ذات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ۳ر اپریل ۱۹۳۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے ۔ پنجابی نظم و نثر خوب لکھتے ہیں ۔ مضامین کا مجموعہ "چانن" شائع ہو چکا ہے ۔ خاص طور پر کہانی، ڈرامہ اور مضامین کے استاد ہیں ۔ ان کے کافی ڈرامے اور کہانیاں شائع ہو چکی ہیں اور ریڈیو پر نشر بھی ہو چکی ہیں ۔ "اجوکی کہانی" (پنجابی افسانوں کا مجموعہ) انہوں نے ترتیب دیا تھا ۔ آجکل پنجابی ضرب الامثال ترتیب دے رہے ہیں ۔

نمونہ

اودس تکھیاں نیتیاں والی نے ۔ ہن آن کے قدر پچھاتی اے
اج ساڈے من دی رونق ۔ مڑ پائی آن تکے جھاتی اے
نظراں نہیں تکھتے بان نیں ایہہ ۔ ہر جھاتی چنگ چواتی اے
آساں دیاں نگراں بھچ پیاں ۔ ہر پاسے نویں حیاتی اے
شہباز دا ڈیرا اپوناں تے ۔ اَج پَراں تے چل گئی کاتی اے

اسمٰعیل منتوالا :-

ان کا مجموعہ کلام "ہلارے" چھپ چکا ہے۔

نمونہ

بیٹھا ہوواں میں سُورج دے رتھ اُتے
میرے ہتھ وچ وقت دی واگ ہووے
پانی منگاں نہ کدے سمندراں توں
بھانویں گلاں اُتے دیپک راگ ہووے

عظیم بھٹی :-

نمونہ

کیہہ ہویا جے ٹُٹ گئے چپو بیڑی رہ گئی ادھ وچکار
باہواں نال چلا کے بیڑی اس نوں لے جاواں گے پار
رات انہیری دل دا راہی قدم قدم تے ٹھُڈے کھائے
کس نے صبح دا حال سُنا کے چھیڑے نیں دل دے تار
تیرے کولوں وچھڑن دا غم بنیا دکھیا دل دا دارُو
ہو جاوے گا غم ای تیرا، خوشیاں نیں میرے کس کار

اسلم راہی :-

نمونہ (ڈھولے)

دِلاں سنے کھڑوت پائے سدھراں وچ تُل گئے
پلکاں وچ ہنجواں دے موتی سارے رُل گئے

لہراں تن بہاراں دے دروے لکھاں جھل گئے
کلیاں دی چولیاں دے ہرے بندے کھل گئے
اکھیاں وچ باغ دے نظارے جدوں ڈھل گئے
پھلاں دے بھلیوے اسی کنڈیاں تے ڈل گئے

انجم ضیائی :-

اصلی نام غلام محمد ولد امام بخش۔ تاریخ پیدائش ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۳۰ء مستقل رہائش منگوال تحصیل چکوال ہے۔ پنجابی نظم اچھی لکھتے ہیں۔

نمونہ

تیرا سد سنیہڑا لے کے — آؤندی نہیں کوئی رات
حسن تیرے دے ویہڑے اندر — کیکن پاواں جھات
یا تے شوہ وچ ٹھیل کے بیڑی — پار کنارے جاواں
یا اس کنڈھے بہہ کے — اپنا سر گوڈیاں وچ پاواں

شورش ملک :-

مزدور دی ماں دے وین

پتر اوے

پتراں نال ماواں دا مان
میں ملکاں دی چکی پیہندی — میں خاناں دے چرخے کتے
راجیاں والیاں کٹ ونگاراں — چودھریاں دے گوہے تھپے
گال ستی سی اپنی جان۔ پترا وے — پترا نال ماواں نوں مان

نہ توں بدّھے سہرے گانے — نہ توں چڑھیوں گھوڑی دے
سگناں نال نہ لتھوں کھارے — نہ اساں بھری گھڑولی دے
مُکت گیاں سدھراں تے ارمان — پُترا دے
پُتراں نال ماواں دا مان

منّو بھائی :-

آپ کا اصلی نام منیر احمد قریشی ہے۔ وزیر آباد کے رہنے والے ہیں
آپ روزنامہ امروز کے رپورٹر ہیں۔ راولپنڈی میں قیام پذیر ہیں۔

سُن وے راہیا جاندیا

سُن وے راہیا جاندیا — تیرے بچھڑے جیوندے رہن
جا آکھیں میرے ویرنوں — تیرے ماپیاں جائی بھین
اج وچ بازار بے لجیا — اوہ رو رو کردی وَین
لوکی پاٹے کپڑے ویکھ کے — جو منہ آوے سو کہن
اوہدی شرم حیا سب لُٹ گئی — لوکی ہتھو ہتھی لین

سن وے راہیا جاندیا
تیرے بچھڑے جیوندے رہن

حکیم مولوی محمد علی فائق :-

جائے پیدائش موضع بھدّر ضلع گوجرانوالہ۔ جنوری ۱۹۱۲ء میں آپ
مولوی علی اکبر صاحب اکبرؔ کے گھر پیدا ہوئے۔ عربی فارسی اور طب کی تعلیم گھر
پر حاصل کی سکول کی تعلیم میٹرک تک ہے۔ بعد ازاں منشی فاضل اور ادیب فاضل

کی ڈگریاں حاصل کیں اور امین آباد اسلامیہ ہائی سکول میں مدرس مقرر ہوئے آج کل گوجرانوالہ میں مقیم ہیں۔

۱۹۶۱ء میں پنجابی کی طرف رجوع کیا اور قرآن پاک کا منظوم پنجابی ترجمہ" بنام نورانی شعلے" لکھا جس کا ایک سپارہ طبع ہو چکا ہے۔

تصنیفات:۔ "جھنبور کی شہزادی" (قصہ سسی پنوں) اردو. نورانی شعلے. (قرآن پاک کا منظوم پنجابی ترجمہ) سراپائے حبیب پنجابی (حلیہ مبارک) کشمیر دے کامن۔ مطبوعہ پنجابی۔ پنجابی قواعد (زیر طبع) دیوان اُردو غزلیات مجموعہ کلام پنجابی۔

نمونہ کلام

تیری یاد اندر کھان پین چُھٹّا ہن تے گذر ساڈی تیرے نام اُتّے
سبھّے نعمتاں ہین حرام ہویاں تیرے ایس عاشق تشنہ کام اُتّے
توہیں دین متین یقین ساڈا، توہئیں مان تران تے جان ساڈی
توہیں مے خانہ، توہئیں مے رنگیں، تیرا نام صراحی تے جام اُتّے

سورہ فاتحہ کا پنجابی ترجمہ

ربا اسیں عبادت تیری صدق یقینوں کر دے
سوہنہ دینے ہاں تیں بن مانگت ہور کسے نہیں گھر دے

دہ امداد اسانوں ربا نظر کرم دی پائیں
تیں بن ہور سہارا کوئی وسدا اسانوں ناہیں

سنیں پکار اساڈی ربّا ساڈیاں سنیں دعائیں
فضل کرم تھئیں ساڈے تائیں سدھے رستے پائیں۔

ربّا جنہاں دے دل کھولی توں رحمت دی باری
جنہاں اوہنے نازل ہوئی نعمت تیری ساری
اوہناں والے رستے اُتے فضلوں ساڈوں پائیں
اوہو وادی اوہو عادت اوہو ڈھنگ سکھائیں
مغضوباں تے گواہاں دے نچھے مول نہ جائیے
ساری عمر عبادت اندر ایسے طور لنگھائیے

اسماعیل قلندر رہ

لاہور میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ والد کا نام میاں نواب الدین موضع ماہنے ملیاں ضلع امرت سر کے مہاجر ہیں۔ قلندر اسی گاؤں میں ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ "اوکھے پینڈے" "منصور تے ابلیس" آپ کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ قصہ سسّی پنوں زیر طبع ہے۔ نمونہ کلام

ویلا واجاں ماردا

پتن وہندیاں بیڑیاں بھر بھر جانے پور   درکھی ڈالاں چھپیاں تے جھکھڑ ٹھہر قلندر
واچھپڑاں ماردی رکھوں جھاڑے بور
چھیتی ٹر یو پاندیو جے کر جاناں دور

دا ادر دے ریت دے ابر اتے کہر   دھرتی ساری دھپ نے کتھے رکھاں پیر
چڑھیاں لال ہنیریاں ربّا ہووے خیر
ویلے نیہوں آکھیا چھٹی آویں پیر

محمد حیات قریشی:۔

جامع مسجد قلعہ دارث کے خطیب ہیں۔ فارسی اردو اور پنجابی میں شعر کہتے ہیں۔

نمونہ کلام

لکھوڑی عمر بھیڑی آساں ماریاں نے چھیدی نے لف زنجیر دے اَم دیاں
چھٹی جان مصیبتوں پار ہوئی آساں رہ گیاں تشنہ کام دیاں
پہ سُنیا شرع بجا کہندی اساں عشق سندے مویاں ماریاں نوں
دس واعظا ہج کوئی ملن والا گلاں چھڈ حلال حرام دیاں
توبہ تاب کر کے ہیں تے کنیں واری ایسے طور اپنا من ماریہناں
یاد دوں فیروی اُٹھ کھلدیاں نے نیتوں لھم کے سنیاں جام دیاں
نالے عشق رکھنا نامے ہیں دے مخفی جگ پنیا نُنڈ چھپا دنی کی
جُھگا گالنا جان رُلا دینی ایتھے ایہہ گلاں ننگ ونام دیاں

مضمر تاتاری:۔

کڑ کاں مار کے موت جگان والے شانے زندگی دے بھی جھنجھوڑ داجا
بڑے مخملی فرش نوں روندیلیھوں تے ہون تیز تلوار تے دوڑ داجا
رستی موت دی وٹنی چھڈ بیلی تے کوئی رشتہ حیات نہ اجوڑ داجا
بن غزنوی بتاں نوں توڑنا سکھ، نہ فرہاد بن کے سر کھوپڑ داجا

جوہر جالندھری:۔

دل نہ اشتوق دیلے دادیری دل دا درد گوادے نہ
پریم دا پیالہ ڈُھ ڈُلھ پیندا پریم دی جرت جگاوے نہ

نظر نظر دیاں تکھیاں نرکاں اُٹھی ہُوک کلیجے ہوی
حُسن عشق دیاں گنجھلاں پییاں کھولن دا ول آوے نہ
جوہن بالم کدی نہ آیا، برہا دی اگ تو ہندی رہی
آکے تیجھے حال نہ دل دا بھا شُبل جیہا بجھادے نہ

طالب جالندھری :-

ریجھاں والے سدھراں والے کلیاں کھڑیاں ٹھل کھڑے
باگاں دے رکھوالے بن کے بیدرداں نے توڑ لئے
سالاں تے اِس جیون اندر ہتھ لیاریاں دسدا نہیں
قبراں ورگی ہے ڈراونی اہنوں کون سویر کہے

وحید اطہر :-

اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور میں بی اے سال دوم کے طالب علم ہیں۔
اُردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔

عشق دی تپدی دھرتی اُتے
میرے پیر نہ ٹکدے
چارچوفیرے لبھناں پھرناں
اکھیاں دے پرچھاویں
ایس دھرتی نوں ٹھنڈا کر کر
تھک گئے نیں نمانے
پر نظراں دی سڑدی بلدی

تکھی دھپ دے کارن

دھرتی اچھے دی لالی

دھرتی اچھے دی تتی

گوہر نوشاہی:۔

اردو اور پنجابی کے شاعر ہیں۔ اسلامیہ کالج سول لائنز میں بی اے کے طالب علم ہیں۔ کئی اردو رسائل کے مدیر بھی رہ چکے ہیں۔

وچار

سوہنے ٹورے والیا ماہیا

جے توں ساڈے وہڑے آویں

چپ چپاتی آیا کر

دھرتی نہ دھمکایا کر

سعید جعفری:۔

۲۲ر فروری ۱۹۳۱ء بروز منگل امرت سر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرت سر اور لاہور میں پائی تقسیم کے بعد نئی انارکلی میں آکر مقیم ہوئے پنجابی شاعری کی طرف سنہ ۱۹۶ء میں متوجہ ہوئے۔ اور پہلی نظم "آدر داں دیاں نڈاں پائیے" لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد "پنجابی" "پنجابی ادبی سوسائٹی" "پنجابی دربار" اور "چناب رنگ" کے مشاعروں میں آپ کی ادبی کاوشوں کو بہت سراہا گیا" آدر داں دیاں ونڈیاں پلیئیے" "واوردملے" "ریتلی کندھ" "ہڑھ" اور "پیار دی قدر" یہ نظمیں ہیں۔ "نویں جہات" نظموں کا مجموعہ زیر ترتیب ہے۔

نمونہ کلام

تینوں یاد تے ہون گے اج وی قسماں وعدے
توں تے کہنی سیں میں درد ونڈاواں گی
سالوں کلیاں چھڈ کے رنگ پور رجا دسیوں
توں تے کہنی سیں میں ساتھ نبھاواں گی

وادروے

پُوجھ لے اتھرو، تیرے ہو کے
دل دیاں زخماں نوں چھلّ دے نیں
وا دروے لکھاں واری
اِک رستے تے آملدے نیں

منظور احمد :

منظور احمد صاحب ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ مغل خاندان کے چشم و چراغ ہیں تقسیم ملک کے بعد لاہور آ گئے۔ امرتسر میں مڈل پاس کیا اور لاہور آ کر میٹرک۔ پھر ملازمت کی لیکن شعر و شاعری کے ذوق نے انہیں شعر و شاعری پر ہی فریفتہ کر لیا۔ پنجابی نظم اور نثر خوب لکھتے ہیں۔ آپ کی مشہور نظمیں "سُفنے" "مورت" ہیں۔ آپ پنجابی لوک گیتوں کو بھی جمع کر رہے ہیں۔

نمونہ کلام

بچنّ

بپتاں دی ڈھیری دے گیرڑے سہنساں دی اِک پال

چار چوفیرے دیوے بلدے وچ ہیرے دا اتھال
اُچا پربت چیر کے ہُٹی پارے دی کوئی جھال
اوہدی چھاتی مرمر دے پہاڑاں لوں گٹے گال
اوہدے پنڈے مہدا دھبہ یوسف مٹھے خال
یا بجلی نے چن دے جنگل سٹیا بال

محمد اکرم طاہر :-

۲۳ ؍اگست ۱۹۳۲ء کو دوست پورہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے والد چوہدری محمد اسلم محکمہ تعلیم میں تھے۔ ۱۹۵۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم۔ اے کیا، گورنمنٹ کالج میرپور (آزاد کشمیر) میں لیکچرار ہیں۔ پنجابی کے علاوہ اُردو و فارسی میں بھی شعر کہتے ہیں۔

نمونہ کلام

نگھی مجلساں چوں اُٹھ جاؤنا ہیں، کوئی گل پچھو، کوئی گل دسو
باہر گھور اندھیریاں لائے ڈیرے، اتے ہوا وگدی ٹھنڈی سیت یارو
پہلے ہس ہس کے دل کھسدے نیں، پھیر رو رو کے دُور نس دے نیں
کجھ بجھیئے تے کجھ دس دے نیں، حسن والیاں دی عجب ریت یارو
پَت جھڑ دے سمے سی اکھ لگی، اکھ کھلی تے پھیر پَت جھڑ ویکھی
پلک جھمکنے دی سانوں دیر ہوئی، خبرے سمے گئے کتنے بیت یارو۔

سلطان محمود آشفتہ :-

آپ ۱۳ ؍جنوری ۱۹۳۴ء کو بھلا نانک لوہاری منڈی لاہور میں پیدا ہوئے۔

۱۹۵۱ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر بیرونی ممالک کی سیاحت کو گئے۔ شاعری کی ابتدا اردو غزل اور ڈرامے سے ہوئی۔ ۱۹۶۱ء میں آپ نے پنجابی کہانیاں لکھنی شروع کیں۔ پنجابی شاعری کی ابتدا ۱۹۶۱ء میں کی۔ آپ نے پہلی نظم "گورکھ دھندہ" لکھی۔ اس کے بعد دوسری نظم "ونڈی مار" اور تیسری "اسپیس" لکھی۔

نمونہ کلام

(۱) سویرا:۔ بلدا بلدا سورج چڑھیا جاگے چار چوفیرے
رات نے اپنا گدڑ چکیا چانن لائے ڈیرے

(۲) دوپہر:۔ وسدا شہر اجاڑاں وانگوں جیّاں جنگل بیلے
اَوکھے اَدکھے ساہ لیندا اے ویلا ایس کویلے

(۳) شام:۔ سورج ٹلیاں نچّے ٹھلّیا، ڈھل گئی سرمے دانی
اکھیں سُرمہ ہتھیں سُرمہ آئی شام دی رانی

(۴) رات:۔ چُپ چپاں تے کالے بدل ہنیاں ہنیاں راہواں
راہواں نوں پرچادن کارن بابیے ڈھوے گانواں

(۵) گورکھ دھندا:۔ فیر سویرا، فیر ہنیرا، فیر دکھاں دے قصّے
فیر اِک داری سینے اندر رتّے چھالے رسّے
میریاں اکھاں اگے رہندا اِک سدھراں دا بنّا
ربّا! تیری دنیا وچ ہیں اِک سجا کھا انّھا

عابد جعفری :

آپ کا اصلی نام اللہ داد خاں ہے۔ تاریخ پیدائش ۲۴ اپریل ۱۹۲۴ء بمقام منگو وال تحصیل چکوال میں ہوئی۔ گاؤں کے مدرسے میں ہی پڑھاتے ہیں۔ شاعری ورثہ میں پائی ہے۔ آزاد نظم خوب لکھتے ہیں۔ نمونہ کلام

"موت"

ورہیاں توں
لکیا چھپیا اک بھیت پرانا کھول رہی اے
چوتھے پنجویں اسمان اُتوں
میرے نانویں بول رہی اے۔
میرے عمر پیالے اندر
موت
سیاہیاں گھول رہی اے

ارشد میر :

۶ جون ۱۹۳۲ء لاہور میں پیدا ہوئے، والد میر عطا محمد صاحب ٹھیکیداری کرتے ہیں تعلیم بی۔اے۔ ایل ایل بی لاہور سے ۱۹۵۶ء میں مکمل کر کے گوجرانوالہ میں وکالت کرتے ہیں۔ اردو نظم اور مزاحیہ انشائیے، مقالے لکھتے ہیں، حال ہی میں پنجابی میں لکھنا شروع کیا ہے۔ "مچھاں" "پھجے دی جنج" "پنڈاں دے ٹانگے" وغیرہ مشہور مضامین لکھے ہیں۔

محمد اسحاق :-

گوجرانوالے کا یہ نوجوان شاعر بابو عبد الغنی صاحب وفا کا شاگرد ہے اور غلام یعقوب انور کا لنگوٹیا۔ پنجابی غزل میں اچھوتے خیال، عمدہ تشبیہات بیان کرنے میں لوگوں کے لیئے جاذب نظر اور رونق محفل ہے۔ والد صاحب کا نام عبد الرحیم کھوکھر ہے اور تاریخ پیدائش اکتوبر ۱۹۲۵ء ہے۔

نمونہ کلام

جہدی واعظ نے دِتّی سی لا لیہوں خورے لبھناں ایں کدوں ثواب ساقی!
ایس توبہ توں میری سودا ر توبہ، میرے گلوں ایہہ لاہ عذاب ساقی!
بدلاں وچ جو بیندیے نیں، پی بیٹھے عادت ہوندی نہیں اکو جیسی ساریاں دی
ایہدی جانی جا رات دے پین والے، ذرا مکھ توں الٹ نقاب ساقی!
اِک جام دے دیویں تے گٹ ہو کے الکالی کلی دے وچ میں لک جاواں
سودار پیا پیاحشر ہردسے، ہوندا رہوے حساب کتاب ساقی!

نذیر چودھری :-

نذیر چودھری کا آبائی وطن شادیوال ضلع گجرات ہے۔ لیکن آج سے پینتیس سال پہلے اِن کے دادا ترکِ وطن کرکے چک ۹۵ سرگودھا چلے گئے۔ نذیر صاحب کی پیدائش وہیں ہوئی۔ آپ ایک اچھے زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور پنجابی کے اچھے لکھنے والوں میں سے ہیں۔

نمونہ کلام

نال گوڑیاں سِدّھے سدّھے، ٹردے پہنچے منزل اُتّے
اسیں وی کوئی راہبر پھڑدے، جیکر راہواں اُکّے ہوندے

ہے پہچان نذیر اِک ایہہ آزاد ضمیراں والیاں دی
تلواراں دے اگےّ وی نئیں سِر اوہناں دے جھکے ہوندے

دیگر

ہو سکے تے اپنے اندر جگنوؤں وانگوں لاٹ جگا تو
بلدی اگ پرائی اُتےّ کوئی پتنگا ڈھین نہ دیہو
حشر دہاڑے میری نسبت حُوریاں نوں بیا زاہد آکھے
جا کے انہوں وِچ دربارے کوئی دی گل کہن نہ دیہو
جا کے وِچ مسیتیں واعظ سبھناں اگے گلاں کردا
ہن آیا تے میخانے وِچ ہرگز اُس نوں بہن نہ دیہو

باقی صدیقی :-

آپ کی پیدائش ۱۹۰۸ء کے قریب ہوئی۔ آپ موضع سہام متصل ٹیکسلا کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا اصلی نام محمد افضل ہے۔ ریڈیو پاکستان کے لیے پنجابی میں فیچر لکھتے ہیں۔

نمونہ کلام

سنگ

تیںنڈی اکھیاں نی لو میںنڈھے دلے ناں قرار
تینڈے شملے نی چھاں میںنڈا ہار تے سنگار

میں کنگاں ناں سٹہ توں چینڑے نی دا
میںنڈے بِرے دم نے جھلّ میںنڈے ناں ناں آ

نور کشمیری

خواجہ نور محمد نام۔ والد کا نام خواجہ رحمت اللہ ہے۔ یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو کھنہ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے تقسیم ہند و پاک کے بعد باگڑیانوالہ ضلع گجرات میں آ گئے۔ پنجابی نظم و نثر لکھتے ہیں۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی سندھی کشمیری اور بنگالی زبانیں بھی جانتے ہیں۔ آج کل پنجابی ادبی پرہیا کراچی کے رکن ہیں۔

انگریزی نظم سے (ٹینیسن) پنجابی

(۱)

جدوں اوس دے شہید نوں گھریں لیائے
اوہ روئی نہ بس کھوہ سکی
اوہدیاں سبھے سہیلیاں سوچ رہیاں
مر جائے گی ایہہ جے نہ رو سکی

(۲)

مٹھی مٹھی فراوہناں تعریف کر کے
اوہدے شیر نوں منیاں پیار لائق
پر اوہ روئی تے نہ کُرلا سکی
دیری سیانا وی کہیا تے یار لائق

(۳)

تدوں اُٹھ کے اِک سہیلڑی نے
اوہدے شیر دے پلنگ ول اُرخ کیتا
چادر سوہنے دے منہ توں لاہ دتی
پر اوہ روئی تے نہ اوس اُف کیتا

(۴)

حالا دیکھ کے نرس اِک بڈھڑی جہی
پُتر اوس دے نوں جھولی دھرن لگی
لال میرا! جیاں گی تدھ خاطر
جھڑی ساون دی اکھیوں ورہن لگی

تنویر تجاری:۔

اصلی نام فقیر شاہ پیدائش ۱۹۲۹ء کرڈیال کلاں ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں مجموعہ کلام ونکنیاں شائع ہو چکا ہے۔ نمونہ کلام

صورت حسن جمال مصوّر دل دلبر دلداری
کھیڈن ملن رہسن دوں سنگ لال سنگ یاری
درد کہانی وقت قضئے ناز نیاز نہورے
خونی رتے نین کٹاری زلفاں سپ پٹاری

محمد عالم کپور تھلوی:۔

۱۹۳۴ء کو ریاست کپور تھلہ میں پیدا ہوئے تقسیم ہند و پاک کے بعد ضلع شیخوپورہ میں آباد ہوئے نظم ونثر میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور ان کے اکثر نگارشات "روزنامہ امروز" میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب عالم پوری کے کلام سے ان کو خاصا شغف ہے۔ مولوی صاحب موصوف کا کچھ غیر معروف کلام "ست پھُل" کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔

غزل

اج ساون چھپدا پھردا اے کس کا فر توبہ کیتی اے
صد حیف پُرانا پاپی کیوں جا وڑیا وچ مسیتی اے
انہاں کالیاں کالیاں بدلاں نے دِتّی دے دعوت پینے دی
اج صوفیاں رنداں رل مل کے وچ مے خانے دے پیتی اے
کجھ گِلے شکایتاں کردائیں، دل آہندا اسی جد ملیا اد

ہن تاب رہی دا نہ بولن دی ایہہ جیبھ گئی کیوں سیتی اے
سجدہ جو عاشق کردے نیں اوہ وندی زاہد کیہہ جانے
پچھ ویکھ اونہاں دیوانیاں توں جنہاں سُولی اُتّے نیتی اے
کئی وار نوں ویلے بہہ بہہ کے بہن عالَم نوں سمجھایا اے
گل عاماں دے وچ کیتی نہیں گئی فیر منوں پیتی اے

ماجد صدیقی

اصلی نام عاشق حسین، قلمی نام ماجد صدیقی۔ تعلیم ایم۔ اے اردو، پنجابی
نظمیں، غزلیں، افسانے اور ریڈیائی فیچر لکھتے ہیں۔

موسم وگدے کھوہ دے چکّہ
اِکو گل دُہران
سدھراں پھل فجر دے ماجد
شام پیاں مرجھان

گل دا مکھڑا لِچ لِچ کردا
بھُنجدا تیدا ہاڑ
اکھیاں دے وچ کو دی جھُبّل
تیشاں دے جھاڑ

بھلکے دے مونہہ پیا ہویا
ٹھنڈا اکّڑ پوہ
دوونہاں دے ہوٹھاں دی بو

اَج دا جُبتہ ریشم تاراں
دُھپ چڑھیاں بھج جان
پالے دی کنسوئی سُن کے
دل لہو برسان

صلاح الدین ندیم :-

نمونہ (آدرش)

اکھیاں نے تصویر بنائی
سینے وِچ لکائی
دن دے چانن توں گھبرا کے
رات دی کالی چدّر پائی
اپنے توں وی اوہلا کیتا
ویکھے نال لوکائی
لکھ بہانے حیلے کیتے
بُلاں دے بُوہے وی بیٹھے
فِر وی چڑھدے سورج والی
لگدی نہیں روشنائی
پُھٹ پرانے وگ پیندے نیں
ساون رت دے نال
کھل جاندے نیں چُھپدے جندرے
اُڈ جاندے نیں بدل کالے
تیز ہوا دے نال

ننگا سورج رہ جاندا اے
دُنیا دی سُولی دے اُتّے
عیسیٰؑ ننگیا رہ جاندا اے

حمیدہ ظفر اقبال :۔

نمونہ

جد دل اوہ مسکرا کے بولدی اے
دلاں وچ پیار دا رس گھولدی اے
جبین شوق وچ سجدے وسا کے
کرم دے آستاں نوں پھولدی اے
اندھیری شب دے پڑدے وچ حمیدہ
نہ جانے کون ڈھوے بولدی اے

شیر افضل جعفری :۔

نمونہ

اساڈی ترمدیاں ہنجواں دی قدر نہیوں کیتی
لڑی سی موتیاں دی، کوڈیاں دے مُل گئی اے
توں آ کے دیکھ ذرا حال اپنی تتڑی دا
غماں دے مارو تھلاں وچ غریب رُل گئی اے
یار آیا نہ سدھراں دیاں ٹہنیاں پھٹیاں
بہار میریاں باغاں دی راہ بھُل گئی اے

شیخ رؤف :۔

پیدائش ۱۹۲۴ء۔ حافظ آباد وطن ہے۔ آپ کے والد شیخ محمد شریف تقسیم ہند و پاکستان سے قبل کلکتہ میں ایک بڑے تاجر تھے۔

رؤف بڑے باذوق آدمی ہیں۔ پنجابی ادب کو آپ کی ذات پر ناز ہے۔ آج کل آپ لاہور میں ہیں۔

نمونہ

میں جھلا نے جھلی وللہ — لبھدا پھرناں اپنا اللہ
اوہ اُچا عرشاں دی ٹیسی — میں نیواں دھرتی دا تھلا
پار نئیں دی لنگھ جاناں سی — جے پھڑ لیندا اوہدا پلا
جان رہے تے اوہ مل جاوے — ایڈا نہیوں عشق سولا
پیار تیرا پیا جیوے شالا — توں کیوں رودیں خیریں سلا
شیخ دے شیخے ڈیرے آجا — بڑے چراں دا بیٹھا ای کلا

شیخ اقبال :-

شیخ شمس الدین کے ہاں ۱۱ ستمبر ۱۹۲۷ء سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تعلیم شروع کی ہی تھی کہ والد کے ساتھ رسالپور چلے گئے۔ وہیں پرائمری کی تعلیم مکمل کی تھی کہ سکول چھوڑ دیا۔ دنیا کی کتاب کا مطالعہ کرتے کرتے آج بڑے آرٹسٹ بن گئے ہیں۔ سو کے قریب ریڈیو کے لئے ڈرامے لکھے، پنجابی ڈرامے میں آپ کا اونچا مقام ہے کئی فلمی کہانیاں لکھ چکے ہیں۔ اُردو کہانیاں اور شعر بھی لکھتے ہیں۔ شعری نمونہ عنوان ہے عشق دے بارے۔

عشق دی منزل ڈاہڈی اوکھی نتے سولاں انگ پروتا
رات ڈنیں پئے ہوکے بھرنے کلمیاں ، بہہ بہہ رونا
دل وچ تاہنگ محبوب دی رکھنی نہ جیوناں نہ مرناں
چار چوفیرے گھمن گھیرے نہ ڈبنا نہ ترنا

محولا بالا شعراء کے علاوہ مندرجہ ذیل شعراء کا کلام بھی دورِ حاضر کے موقر جرائد میں دیکھا جاتا ہے جو بخوفِ طوالت حذف کیا جاتا ہے۔ اور ان احباب سے معذرت خواہ ہیں۔

تائب رضوی	سہیل یزدانی	زہرہ ڈار	غزالہ مرزا
منظور عارف	کاظم بھٹی	صابر کیفی	صفدر وحید
غلام سرور بھٹی	سعد اللہ خاں کلیم	سعید ساحلی	محمد اقبال طاہر
انور ادیب	طالب چشتی	نادر جاجوی	محمود اختر کیانی
گلزار دیپوی	انعام ادیب	ریاض نجیب	عباس اطہر
ریحان قیوم	تسنیم احمد خاں	اعجاز حسین رضوی	ابراہیم صائم
شاداب انصاری	خاقان خاور	انجم ضیائی	ظہور اظہر
سہیل جیلانی تبسم	افتخار قاضی	سید مراتب علی	اختر واحد
خالد بزمی	فانی مراد آبادی	شاد فیروزپوری	حامد علی ہاشمی
آثم ہمراہی	محمد اسلم رانا	محمد دین بٹ	چوہدری احمد دین
مراتب اختر	قاصر امرت سری	محمد منشا	رشید احمد طاہر
طاہر پرویز	غلام فرید جعفری	اطہر نظامی	الطاف قریشی
جوہر میر	احمد ظفر	عاصی رضوی	نذیر ناجی
غلام رسول ناز	محمد دین زار	ارشاد جوسالی	عزیز شیدائی
چمن ماہی	اجمل ریحانی	علیمی	نذیر پنڈوی
طارق سہروردی	عبدالحمید امر	کرامت شمسی	سلیم جہانگیر

عاصی واصفی   باغ حسین کمال   محمود شام   اشفاق کیسلانی

اور بعض دیگر احباب

ان کے علاوہ گوجرانوالہ میں ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو خانصاحب بابو عبدالغنی صاحب وفا کے دولت کدہ پر ایک پنجابی مشاعرہ ہوتا ہے۔ اس بزم میں حصہ لینے والے شعراء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

خانصاحب بابو عبدالغنی صاحب وفاؔ۔ محمد دین صاحب وصفؔ۔ ملک محمد دین فانیؔ۔ منشی برکت علی صاحب۔ خورشید جال سیالکوٹی۔ مولوی محمد علی فائقؔ۔ عبداللہ تبلیغ۔ حاجی محمد اقبال زیدیؔ۔ محمد اسحاق صاحب اسحاقؔ۔ عبدالغنی گلشن وزیرآبادی۔ غلام نبی متینؔ۔ نور حسین نور۔ محمد رمضان نرگسؔ۔

مشرقی پنجاب کا ادب

۱۹۴۷ء ـــــ ۱۹۶۳ء

ہندو اور سکھ صاحبان کا پنجابی زبان کے متعلق رویہ شروع سے ہی مسلمانوں سے مختلف رہا ہے۔ وہ اس کو گورو وں کی زبان تصور کرتے ہیں اور اپنا حقیقی ورثہ جانتے ہیں۔

مسلمانوں نے زیادہ سے زیادہ عربی فارسی اور ترکی الفاظ کو اس زبان میں سمویا۔ سکھ اور ہندو صاحبان پرانی پراکرت اور گرنتھ کی زبان اپناتے رہے۔ تقسیم ہندو پاکستان کے بعد ہندوؤں اور سکھوں کو وسیع میدان مل گیا۔ اور وہ اپنی زبان کی ترویج کے لیے اپنے عقیدے کے مطابق کوشاں ہیں۔ لہٰذا مشرقی پاکستان میں مروّج پنجابی زبان سکھی پنجابی کہلاتی ہے جو ہمارے ہاں کی پنجابی سے مختلف ہے یعنی اُس میں پُرانی ویدانت، پراکرت اور گرنتھ صاحب کی زبان کی چاشنی کو مقدم سمجھا گیا ہے۔

اس جگہ ہندوستان کے جدید پنجابی شعراء کا نمونۂ کلام اختصار سے درج کیا جاتا ہے تاکہ اُس طرف کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے۔ پاکستان کی طرف سے جو لوگ اُس طرف گئے ہیں اور اب بھی اُس طرف کچھ لکھ رہے ہیں اُن میں سے بعض کا ذکر انگریزی عہد کے باب میں درج ہے۔ کیونکہ اُن کی شاعری انگریزی عہد میں پروان چڑھی اور وہ اُسی پُرانی ڈگر پر ہے۔ جو اُس دور میں مروّج تھی۔ البتہ اس باب میں جدید تقاضوں کے مطابق نئے لکھنے والوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سنت سنگھ :-

نمونہ کلام

میرا رُس گیا ماہی مینوں لوکو نہ بلاؤ   میں ہاں بتیادی ماری مینوں ہور نہ ستاؤ
ٹٹے دکھاں دے پہاڑ تساں ھار کیہہ ٹڈنا   مینوں پے گیاں اجاڑاں میرا ہور کیہہ جے ڈھاونا

اجے لگیاں بجھاواں مینوں ہور نہ تپاؤ
میرا رُس گیا ماہی مینوں لوکو نہ بلاؤ

پورن سنگھ پاہندی :-

مشرقی پنجاب کے مشہور شاعر ہیں۔

کہہ دے بے رحم نوں رحم دل کہنا ای پیندا اے
صبر نوں دی صبر کہہ کے کدی کہنا ای پیندا اے
کتے ہے ہوس دی بھٹی کتے بندی دی مجبوری
کر بالن دی جگرا انسان نوں دینا ای پیندا اے
ہے جگ تے آدمی دا آدمی محتاج جد تو ڑی
لیاقت نوں حماقت سلا ہمنے دینا ای پیندا اے

ایشور سنگھ چنیز کار :-

آپ ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا وطن ضلع ہوشیار پور ہے۔ غزل اچھی لکھتے ہیں :-

تیری نظر تے شوق میں اپنا ہال میلدا
الٹو میں ہاں اگ تے پانی وچ کھیلدا

تیری ہیں تے اُگیا راہ دل ہے اس طراں
کنڈے دی نوک تے جویں تپکا تریل دا
تیری بہار ملکڑی سرمن ترنگ تے
لہراں تے ناچ جیں طراں پھُلاں دی ویل دا

امرتا پریتم:

گیانی کرتار سنگھ صاحب کی اکلوتی صاحبزادی ہیں۔ ۳۱ اگست ۱۹۱۹ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئی۔ ۱۹۳۳ء تک گیانی مڈل کے امتحانات پاس کئے۔ باپ کی نگرانی میں نظم کہنی شروع کی۔ ۱۹۳۵ء میں آپ کی مشہور کتاب "لہراں" شائع ہوئی۔ لاہور کے ایک اچھے گھرانے میں شادی ہو گئی لیکن تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ امرتا کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

(۱) جیوندا جیون (۲) تریل دھوتا پھُل (۳) اوگیتاں والیا (۴) بدّلاں دے پلّے وچ۔ (۵) سنجھ دی لالی۔ (۶) چونویں کوتا۔ (۷) لوک پیڑ (۸) پتھر گیٹے (۹) لمیاں واٹاں۔
اِن کے علاوہ مفید کہانیاں اور اچھے اچھے ناول بھی لکھے۔ تین ناول چھپ چکے ہیں۔

ریڈیو اسٹیشن سے امرتا کے گیت اکثر نشر ہوتے رہتے ہیں۔

نمونہ کلام

(۱۹۴۷ء کے فسادات کا ذکر کرتی ہیں)

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتوں قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول

اِک روئی سی دھی پنجاب دی تُوں لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تے وارث شاہ نوں کہن
اُٹھ دردمنداں دے دردیا اُٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب
کسے نے پنجابی پانیاں وچ دِتی زہر رلا
تے اُنہاں پانیاں دھرت نوں دِتا پانی لا
اِس زرخیز زمین دے لوں لوں پھٹیا زہر
گٹھ گٹھ چڑھیاں لالیاں فٹ فٹ چڑھیا کہر
ویہو ولسی وا فیر بن بن وگی جا
اوہنے ہر اک وانس دی ونجھلی دِتی ناگ بنا
ناگاں کیلے لوک منہ بس فیر ڈنگ ای ڈنگ
پلو پلی پنجاب دے نیلے پے گئے رنگ
گلیوں ٹٹے گیت فیر ترکلیوں ٹٹی تند
ترنجنوں ٹٹیاں سہیلیاں چرکھڑے دی گھوکر بند
سنے سیج دے بیڑیاں لڈن دِتیاں روڑھ
سنے ڈالیاں پینگھ اج پپلاں دِتی توڑ
جتھے وجدی سی پھوک پیار دی اوہ ونجھلی گئی گواچ
رانجھے دے سب ویر اج بھل گئے اوہدی جاچ
دھرتی تے لہو وسیا قبراں پیاں چون

پربت دیاں شہزادیاں اج وچ مزاراں رون
اج سبھے کید ہن سگئے، حُسن دعشق دے چور
اج کھول لیا بیٹے لبھ کے وارث اِک ہور
اُج آکھاں وارث شاہ نوں کِتوں قبراں چوں بول
تے اُج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول

گوپال سنگھ دردی:۔

۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں۔ اِن کی شاعری میں فلسفیانہ حقائق موجود ہیں۔

ڈول

نہ جی بھر کے تکیا تینوں | رج کے مال نہ سکیا تینوں
نہ گل کیتی گھنگھٹ چا کے | نہ ہوئیاں منظور دے ماہیا
کنڈھے جھناواں دے پیارے پیارے | جھاں ڈھٹھے کئی تخت ہزارے
چننے دی لو وچ تاریاں دی چھاونیں | نہ دسیا تیرا نور دے ماہیا

بلبیر سنگھ:۔

آپ کی عمر تقریباً ۳۶ سال ہے۔ اِس حساب سے ۱۹۲۶ء تاریخ پیدائش بنتی ہے۔ بمبئی میں سکول ماسٹر ہیں۔ رسالہ چیتنا کے معاون ہیں۔ آزاد بحروں میں لکھتے ہیں۔

بھکھے کھیتاں دے چہرے اج کس دی پئی دھرتی دی آندر
کال اجے دی گھمدا گھمدا، گھمدے دھرتی تے اج ہنیرے

وارث دھرتی دے ہن اج بھی سر بازاریں لٹے جاندے
راہاں دے ہر موڑ دے اُتے دھاڑ دیاں نے پھند کھلیرے
ہاڑیاں سادنیاں دے ایہہ جکر بھر جادن. لھانویں کجھ جھولاں
پُرلے جادن سب کجھ ہو تجدے کے کالاں جائے ہتھ لٹیرے

سنتوکھ سنگھ دھیر:-

تقریباً ۲۳-۱۹۲۲ء سن پیدائش ہے. گیانی مڈل پاس ہیں. گوبند گڑھ میں گیانی کالج چلا رہے ہیں. شاعر ہونے کے علاوہ آپ ایک کامیاب افسانہ نگار ہیں۔

نہ ہو بدلاں دے اوہلے چناں لشکنیا
تلک تلک بدلیں ٹک جاویں میرے دل دی دنیا اُتے پے جاندے گالیے پرچھاویں
انھیاں ہویاں میریاں اکھاں وچ انہیری کھویا آیا
کنج بھیڑاں تیرے لڑدیاں کنّیاں
اودیاں چھوہے چھو ہے چناں لشکنیا!

پیارا سنگھ صحرائی :-

سن پیدائش ۱۷-۱۹۱۶ء ہے- دلّی میں عطر چند کپور اینڈ سنز میں پروف ریڈر ہیں. آپ کی مشہور کتابیں صحرائی پنچھی، سمے دی واگ، تازیاں دی لو وغیرہ ہیں۔

مٹ گئی ہیر نہ مٹیا جذبہ ہیر دا   روح سوہنی دا اجے جھناواں چیرا
سسی تھل وچ گھراپی اسے ٹول دی   جھوجھے ہونی نال نہ اینویں جھورئیے
مڑی چل، چل ٹری چل توں جندے میرئیے

ہرنام سنگھ ناز

پنجابی ساہتیہ سبھا ممبئی کے وِچ رواں ہیں اور پنجابی رسالہ چیتنا کے اسسٹنٹ ایڈیٹر بھی ہیں۔ آپ کی پنجابی ٹھیکی پنجابی ہے۔

میں ہاں نار پنجاب دی
جتھوں تیکر لاوندے وارث شاہ دی ہیک
جتھوں تیک پگھلا سکے سوز میرے دا سیک
پھُوگول اتے تہذیب دونویں رل کے آہن ایک
جتھوں تیکر سوبھلائے میرے پرن بھیکھ
جتھوں تیکر پھیل جائے گھنگھرے میرے دی لون
جتھوں تیکر نچ سکے گِدّے دے سنگ لون
جتھوں تیکر ہس سکے جھگّے میرے دی لاٹ
اودھتوں تیک پنجاب دی لکھ دے کو یاد واٹ

سرجیت رام پوری

سن پیدائش ۱۹۲۶ء ہے۔ رام پور کٹانی ضلع لدھیانہ آپ کا وطن ہے۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیں۔ اور سام گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ دو ہزار سے زیادہ آپ کے گیت ہیں۔

کوٹھے اُتے چڑھ کے اپنیاں زلفاں سنوار نہ
ویلے توں پہلاں ساڈناں نوں لیکار نہ
بن ٹیج وھرتیاں لئی پھبدی پھوار نہ

توں بیچ پیار دا کوئی ہکڑی میری کھلائی
ہوٹھاں دی پیاس ڈھلکدی ہوٹھاں دے کول کول
سانجھے کدی تے دھڑکناں سنے ہون پیارے بول
بہہ کے اکلیاں نہ موتی ساگراں دے رول
تینوں اُڈیکدا پیا دو باہاں دا پیار

گوروت سنگھ کندن :

زمیندار گھرانے کے ہیں۔ غزل لکھنے میں بہت مشہور ہیں۔

ادہ سدا میری محبت نوں اے ٹھکراندا رہیا
فیر بھی میں گیت اُس کا فردے ای گاندا رہیا
بے رُخی اوہدی تے دنیا ہے بدل دِتی میری
پر سدا الزام میں تقدیر نوں لاندا رہیا
سُپنیاں وچ آئے نوں وی کہہ نہ سکیا دل دیاں
ستم ہے کہ تاریاں کولوں بھی شرماندا رہیا

گورچرن رام پوری :

والد صاحب کا اسم گرامی موہن سنگھ، بزازی پیشہ ہے اور رام پور کی پنچایت کے صدر ہیں۔

دن دی نینیں ایک کجل دی نوراں نہیں پائی
آخر ہار و چھوڑے کھانی شام ملن دی آئی
اقراراں دے مُنہ تے سورج دے منہ ورگی لالی

لیلٰی ورگی شام سلیٹی لگی جیوں متوالی
رات پئی مسکائے تارے چن چڑھیا شرما گئے
تیرے نیناں وانگ ٹمک کے سپنے مکھڑے ٹکا گئے

ملک راج کومل :۔

ہندو یونیورسٹی بنارس میں انجینئر کے عہدے پر متمکن ہیں۔ رومانی شاعر ہیں۔ منکھ دی دھرتی۔ انسان بولیا۔ اور گاو کرڑیاں آپ کی تصنیفات ہیں۔

میرے مٹھے ہوئے سپنے تے مسکن میریاں جاگاں
میرا انگ ہل گیا تے اکھیاں منگن لاگاں
میرے اندر باہر بکھرے تے مہکن چار چوفیرے
میں کھڑوں خوشیاں سانبھاں ہوئے چانن گھپ انھیرے
کیہہ اندر میرے ہووے میں کتھوں وساں
ایہہ اکھاں نچن لگیاں بندھیاں جیوں جیوں ہساں

امرچتر کار :۔

ماے نی میریاں بالیاں ڈبی اندر پیاں پیاں ہو چلیاں کالیاں
کدی نہ ڈبی وچوں کڈھیاں کدی نہ کتے پایاں
کدی نہ ڈھولن آ کے تکیاں کدے نہیں لشکایاں
کدے نہ مالی ہتھ وہایا کدے نہ جھکیاں ڈالیاں
چھوٹی عمر ویاہ کے ملیوں مائے نی پاپ کمایا
ہوئی سیانی اوسیاں پاواں راہ نہ نظری آیا
گھر میرے نہ جانن آیا، آیاں کئی دیوالیاں

آشا ہوشیارپوری:۔

چاندی وا اے تھال اُتے ریشمی رُومال وِچ ہنجیاں دا جوڑا
کالا اے پراندا رہا جھلیا نہ جاندا ایتھوں ماہی دا وچھوڑا
وگدی ہنیری چنّی اُڈدی اے میری کریں جیت پرچاواں
کاہنوں کُرلاویں میرے زخم جلاویں ایتھوں اُڈجا وے کاواں

بیدی اجیت سنگھ:۔

کٹ دیے نیں شام غم وِچ دن زندگی دے میرے
ناشاد ہو چکے نے جو شاد سن سویرے
جیوندا اساں جس عمر سہارے افسوس وہ نہیں ہے
جو ساتھی سن عمر دے سب ہو گئے لٹیرے
نیلا جیہا گگن بھی ایتھوں ہے منہ چھپاندا
کیہہ یاد کراں منزل راہ بن گئے لمیرے

تیج کور وگ:۔

گناہ

گوڑ بولنا ثواب گھٹ تولنا ثواب روٹی کھوہنی ہے ثواب جند کوہنی ہے ثواب

پر پیار ہے گناہ

ماس کھانا ہے ثواب جال لانا ہے ثواب مدھ پینا ہے ثواب گند تھپنا ہے ثواب

پر پیار ہے گناہ

اُتّوں مالائوں بھنواناں   مونہوں رام رام گاونا   اُتّوں دیوتے اکھاناں   وچّوں چھُریاں چلاونا

ایہہ تاں سب ہے ثواب

پر پیار ہے گُناہ

تارا سنگھ کومل :-

گھنگھرو چھنکاندا لنگھ دے اک وار ہالیا

میں ہیں اوہناں یاداں سر دار ہالیا

کجلے والیاں سوہنیاں اکھیاں تیرے راہاں اُتّے رکھیاں

تکدی میری جِند دے آثار ہالیا

کن لالا کے لیندی بڑکاں   انبڑی سوسو دیندی جھڑکاں

تیر وچھوڑے والے نہ مار ہالیا!

جیت سنگھ جیت :-

گوری دیاں پیراں وچ جھانجھراں سنے چاندی دیاں

بنے بنّے پیلیاں دے ہالیاں ڈے کول دی

جھانجھر جائے چھنکدی سوغات کسے ڈھول دی

کھڑ گئے نیں راہی تے کھلائے ہل ہالیاں نے

تھاؤں تھاؤں ہون گلاں سوہریاں نوں جاندی دیاں

جھانجھراں دی واج سُن ہچے پھُل کلیاں

سوہریاں دے نیچے انجیاں نے گلیاں

ایچ۔ ایس نیر:۔

پاک زاسیں جیوں سنجھ دی لالی پھل پھل تے ہسّے
بُلھ بُلھ وچ گا دے گھنبھ گھنبھ تے اُڈے جی جی وچ وسّے
گلّہہ گلّہہ تے ٹکے لِٹ لِٹ وچ ٹکے رگ رگ وچ پھڑکے
دِل دِل وچ دھڑکے، پَر دُکھ سمجھے، رچنا تے ہسّے
عرشاں تے بیٹھا، نرک سورگ نے راہ پیا دسّے

عجائب چتر کار:۔

تاریخ پیدائش ۱۸ ر فروری ۱۹۲۵ء ہے۔ موضع گھنبدی ضلع لدھیانہ کے باشندے ہیں۔ آج کل لاہور بک شاپ لدھیانہ کے رسالہ ساہتیہ سماچار اور بال دربار کے دفتر میں سب کچھ آپ ہی ہیں۔

سوڑی زمین جاپدی آکاش تنگ تنگ
شاہ حال اُداس میریاں گوہڑا غماں دا رنگ
ہوٹھاں نوں رکنج سی لواں، ہنجواں نوں پی لواں
خاباں تے کپڑے نے سنگنے آساں دیاں پینگ
رہندے نیں تین دن رات میرے وکھیوال
مڑ پیار دیاں راتاں نے آؤنا نہ سنگ

کرتار سنگھ بلگن:۔

سن پیدائش ۲۲-۱۹۲۱ء ہے۔ رسالہ کوتا امرتسر کے ایڈیٹر ہیں۔ آپ کے گیتوں اور نظموں کا مجموعہ "برکھا" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

گنہ بخشساں دا سہارا سمجھناں
تے زاہد گنہگار جھارا سمجھناں
جو دوزخ دی اگ کولوں ڈردا نہ ہووے
میں اوہنوں دی ووڈا انکارا سمجھناں
اوہ کہندا اے جنّت وِچ حوراں دیاں گا
میں ایہہ بھی کوئی اوہدا لارا سمجھناں

گوردیو سنگھ مان :

۱۹۲۲ء میں موضع کوٹ نہال سنگھ ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے آج کل ریاست پٹیالہ میں رہتے ہیں۔ مان سَرووَر۔ دوزخ۔ کوی دربار۔ چانن آپ کی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

لکھاں ای وار ملیندں کہ اوہ انکار بیٹھی
دفا دی یاد پر اوہدی تے کر اقرار بیٹھی
کیہا ویداں نے گول غم بجھا اے تیرے اندر
میں جاناسی میرے اندر میری سرکار بیٹھی
اوہدی شُتّی دی گلہ اُتے پئی سی زلف کجھ ایسراں
ہئی تے جس طراں ناگن آ پیچ مار بیٹھی

پربھ جوت کور :

سن پیدائش ۱۹۲۴ء ہے۔ میجر نریندر پال سنگھ کی بیوی ہیں۔
سُپنے سدھراں۔ دو رنگ۔ لٹ لٹ جوت جگے۔ سنکھیرو۔ ازل توں۔ پلکاں اولے

وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں۔

دو اتھروں چھپائے طوفان امنڈ آیا — جو ساتھی سی اپنا اوہ ہوگیا پرایا
سکا سکے جو رتی کج دھریاں ہمارے — اسے دوڑ کر اشارہ اور پھر مسکرایا

سال گردشاں وِچ ٹھیٹی ہیں بغیر ٹھوکراں دی
نیناں وِچ بھرے ہنجوے کون گھنگھنایا

راج بیدی :-

۱۹۲۶ء سن پیدائش ہے۔ جالندھر ریڈیو میں ڈرامے نشر کرتی ہیں۔ نظم کا کوئی مجموعہ نہیں چھپا۔ ان کے افسانے "ساز تے پائل" چھپ چکے ہیں۔

ہنجوں اپنے وی نکلے نیناں چوں تلملاندے
چوری سی چر توں رکھی پیارے توں پریت اپنی
ہنجوں دے نال نکلے سب راز تھر تھراندے
اپنے نِنے انہاں دے وِچ گجھے گیا بھلیکھا
ہائے تاں نکلی اپنے، جلدی چوں بڑبڑاندے
روکن جو گے ہنجواں دِچ آپ آپ وہیہ گئے

بشن سنگھ اُپاشک :-

تیرا حسن مکمل ہو نہ سکے، میرا عشق سدا ناکام رہے
میں ہین نوں ترلے کردا ہاں تیرے ہتھ چھلکدا جام رہے
میں پاگل کہہ کے کڈھیا گیا، میں خوش ہاں اپنی قسمت تے
ہر بار تیری محفل وچوں مینوں لگدا ای الزام رہے

نہ چھڈ ای سکاں، نہ پی ای سکاں، نہ مر ای سکاں، نہ جی ای سکاں
کر دا ای رہسیں توں ای میری عمر دام رہے

گلونت فارغ :-

دھرتی دی ہِک وچ دھرتی دے گیت گونجے
دھرتی دے ہنجو اج دھرتی نے آپ پونجھے
دھرتی دے گیت اج دھرتی دے ہوندے
کون دیوے دھرتی دے بالے اج

شام کنول :-

نہ ای کسے بیتاب دیاں اکھیاں دا نور ہیں
میں کسے گود وچ نکا جیہا بال نہیں
دُکھ دا فلسفہ فضول مینوں سمجھنا
سوہنا کرکے کوی دا رنگلا خیال نہیں
گورے رُخسار تے کالا جیہا تل ہن میں
کسے سوہنی زلف دا کالا جیہا دال نہیں

گوربخش سنگھ بہلوی :-

سُنتے ہی زندگی وچ پیڑاں نیں آ گیاں
کجھ میٹھیاں، کجھ الجھناں ہور تے چھا گیاں
پرتیاں نوں آکھیا میں بے خبر تاں نہیں مُلاں
حالناں ای مسیبتوں کجھ ہور نے کھا گیاں

ہوس کراسی کدے راہی منزل میں پا لیسندا
راہ نے صاف سَن کجُ گہراں ای چھا گیاں

سمن مچھانوی :-

جھلّی توں سچ مچ جھلی ایں
ساڈوں پیار سکھا کے اکھاں نال
جی لا کے اوڈ ویے لکھاں نال
ہُن خورے کتھے چلی ایں
جھلّی ایں توں سچ مچ جھلّی ایں

کرشن سرشار :-

کتے شعلہ نہ اگ دا مرا کوئی ارمان بن جائے
کتے باغی نہ میری دُکھ بھری ایہہ جان بن جائے
وقت نوں روکو سنبھالو، اجے تاں وقت ہے باقی
پتہ نہیں کد سماں اوہ کرمکدا طوفان بن جائے
آبادی اج دی خونی زمانے وچ خبر کیہہ اے
کدوں کوُسڑدیاں لاشاں دا اک شمشان بن جائے

بھگوان سنگھ دیپک :-

ٹُلیاسے دلیس پنجاب ڈبیئے نک ایدھر پیلیوں توڑ دیئے
ہنتھ پھڑکے سوٹی کاہو دی کھیتاں چوں ڈنگر موڑ دیئے
وٹ وٹ کے بوری سیر لئی ٹُٹا ہویا رستہ جوڑ دیئے

شاں شاں کرکے تیرے کھوہ اُتے کوئی گیت پئی گاندی اے
اج واپرے وی وگدی اے تیری چُنی اُڈدی جاندی اے
تیرے بیری والے کھوہ اُتے کئی رانجھے الکھ جگان پئے
کملے ہیر آندے وال تیرے راہیاں نوں ہاپیاں پان پئے
گا گیت کوئی جد جھومیں توں بنجھی دی تان نچان پئے
بڑا سوہنا سادہ جوبن تک جنت دی حور شرماندی اے
اج داپرے دی وگدی اے تیری چُنی اُڈدی جاندی اے

ترلوک منصور :-

آشا دا پھڑکے پلّا دھدّی ہی جا رہی آں
منزل ہے آن والی دل نوں سمجھا رہی آں
ناکام ای رہی آں، ہر روز ہر جنم وچ
میری دانائی ویکھو، پر پیار پا رہی آں
دل جان دا نہیں سی کس نوں خوشی نے کہندے
ہنجوں چھپان خاطر میں مسکرا رہی آں

ہمت سنگھ :-

اِس پار پیار ہی سب کجھ ہے اُس پار پتہ نہیں کیہہ ہووے
جیوں نے ایدھر سولا سے اُس پار پتہ نہ جی ہوئے
ساڈے تاں پتہ کیہہ کیہہ رحمت نے کھل ہے کاسے کا دی
اپنے تاں پینا عیب نہیں، اوہناں پتہ نہ پی ہوئے

ایتھے قاتل دی جھٹ جانے سونا جے ساتوں نوں ول دیوے
ادھر پھس گئے نہ پھڑکن دی ہونے کیہہ پتہ نہ دی ہووے

کرتار سنگھ خاک :-

جھانی مینے جا وڈی ہونا اے جے گناہ نی توں ایڈی رہ سدا
اینویں ہسدی نہ نی جا نی توں تھوڑا تھوڑا کھا جھانی مینے جا
بہتا رولا نہ توں پا جھانی مینے جا

کھڑل رائے پوری :-

حسن دی سرکار دا اعتبار کیہہ اوس دی جانے بلا ہے پیار کیہہ
جو نہیں جانے وفا دے نام نوں اوس نوں ہونے وفا دی سار کیہہ
پھل ہی پھل جیون تدوں چگے جنہاں
کیہہ پتہ اوہناں نوں ہوندا اے خار کیہہ

بلدیو اینجہ روہتکی :-

ساڈی سڑ گئی اے تقدیر کسے دا کوئی نہیں
ہن مٹ گئی لیکھ لکیر کسے دا کوئی نہیں
دل تے لگیاں چوٹاں بریاں
سینے دے وچ چبھیاں چھریاں
ساڈا و یکھے جگر کوئی چیر کسے دا کوئی نہیں
ہن مٹ گئی لیکھ لکیر کسے دا کوئی نہیں

ڈاکٹر ٹھاکر بھارتی :

اس ملبیح نہیں رہنا ایتھے، دو دن دا حسن پروہنا ایں
جند صدقے اوس پروہنے توں جس نے مڑ کدی آونا نہ ایں
پت جھڑ دا ڈر ہے پھلاں نوں جاں پھلاں سجیاں سجیاں نیں
رت آوے تے رت مڑ جاوے، اپنا سلوا ہٹر بچھونا ایں
کیہ عشق بجھیا ہے سانوں، کیہ حسن سمجھیا ہے سانوں
ساڈے لئی عشق تماشا اے، ساڈے لئی حسن کھڈونا ایں

اندر بی۔ اے

سبھے وفا توں وفا دی آس نہ کر — جیون ہے جس لئی جیوں دل دا ناس نہ کر
عرشوں فرش تے مارنا دستور ظالم دا — بُرے چڑھا کے آکھنا بکواس نہ کر
اکھاں چار نہ کر، کوئی اقرار نہ کر — منہ پھیر کے بھانویں تکرار نہ کر
بولی شوکدی گولی، کٹار تیز دو دھاری
میانوں کڈھ کے ظالم جگر تے وار نہ کر

رتن سنگھ :

چن

چن چڑھیا، چن بدل گھیریا — ہر اک دا دل موہوے
ریشم مڑی وچ تپنے ٹکھ اے — وکھیا پیا پروے
ادھا مہینہ چانن دیویں — تے ادھ دی اوڑھ رانا
سبھے دنیں نال اوہ وے چانن — جس جیوں چانی ہووے

اُلفت حویلوی :-

ایہہ دُنیا بے دردی ایتھے دل نہ لگانا
لہو نہ پینا اجی غم نہ کھانا
دل دا درد تیرا کون جان پائے گا
جگر دے زخماں نوں کون ٹانکے لائے گا
دکھاں دے بھنور وچ کون نال جائے گا
بنی تے دوشنا دے کون کم آئے گا

عاجز جالندھری :-

میں اپنا آپ بھُل جاناں جدوں کائنات تکناں ہاں
تماشا چند سورج دا، پیا دن رات تکناں ہاں
سوہانے رنگ کھلاندے عجب ساز رنگے نیں
پر ہر رنگ وچ عاجز، میں اُس دی ذات تکناں ہاں

آر۔ جے۔ ایس۔ راہبر :-

اکو نظر محبوب دی شب جاندی وارحسن دے اکڈے نہ مُکدلے
چھت چڑھے نوں ویکھدا جگ سارا حسن پردیاں وچ نہ لکدا اے
عاشق خون دا لاوندے نت پانی بوٹا عشق دا تیرے نہ سکدا اے
سُولی چڑھے منصورؒ پریم نیچھے انا الحق کہنوں ناہیں رُکدا اے

جگنار پپیہا :-

ضلع جالندھر کے ایک گاؤں راج گوماں کا رہنے والا ہے اور موجود

زمانے کا مشہور گیت کار ہے۔ اس کے گیت پنجاب کی دیہاتی زندگی کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

دودھ چٹے تروڑ تروڑ کے - میرے گھگھرے نوں لا دیں تارے
نیر وچ چند چڑھ جائے - میرے گھگھرے نوں ڈکیھن سارے
ست رنگی پینگھ ورگا میرے - گھگھرے وچ نالا پا دے
گھگھرے دی شوک سن کے - نٹ دیہن ڈے مہرے دیناں
کھیلی جاؤں کیسے توں وے - بن کے لڑدوں سپ چھیناں
گھگھرے دا ہر دل توں - اج نہیر ناگ بنا دے

حصہ سوم

لوک گیت
لوک ناچ
پنجابی عشقیہ قصص
پنجابی عشقیہ قصص کا پنجابی ادب میں حصہ

لوک گیت

لوک گیت :-

پنجابی شاعری کی یہ ایک صنف ہے جس کا تعلق عوامی یا انفرادی زندگی سے ہوتا ہے۔ یہ گیت کسی خاص شاعر کے طبعزاد نہیں ہوتے بلکہ خودرو پودوں کی طرح خود بخود معرض وجود میں آتے ہیں۔ پنجاب کا خطہ ایک ایسا جنت نظیر خطہ ہے جس میں زندگی کا ہر پہلو بڑے ذوق و شوق سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا اکثر حصہ دیہات پر مشتمل ہے۔ دیہات میں ترنجنوں میں بیٹھنے والی عورتیں، کھیتوں میں ہل چلانے والے کسان اپنی زندگیوں کی خوشگواری قائم رکھنے کے لئے اپنے تخیلات کو ترنم کی صورت میں گاتے ہیں جس سے یہ گیت معرض وجود میں آتے ہیں۔ پنجابی زندگی کا کوئی ایسا ماحول نہیں جو ترنم آمیز نہ ہو۔ اس لحاظ سے ان لوک گیتوں کی تعداد لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ کھیتوں میں ہل چلانے والے کسان، مویشی چرانے والے لڑکے، ترنجنوں میں بیٹھنے والی عورتیں، بیاہ شادیوں کے مواقع، چاندنی راتوں کے مناظر، اور ان کے علاوہ ہر غمی شادی کا موقع میلوں کے اکھاڑے وغیرہ ان لوک گیتوں کے خاص محرک ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بعض سینکڑوں پہلو ایسے ہیں، جو ان لوک گیتوں میں گائے جاتے ہیں مثلاً حسن و زیبائش کے خواہش مند اور شوقین لوگوں کے لئے یہ اعلان لوک گیت

کی صورت میں یوں کیا جاتا ہے۔ ع کالیاں نوں خبر کرو۔ چٹّا رنگ بیاں وِچ آیا۔
یا دُنیا کی بے ثباتی کے متعلق ع قبراں اُڈیکدیاں۔ جیویں پُتراں نوں ماواں
پنجاب کا اکثر حصّہ پہاڑی ہے۔ جہاں کے اکثر لوگ فوجی ملازم ہیں۔
وہاں کی نوجوان عورتیں اپنے محبوب خاوندوں کے فراق میں بھی اسی طرح کے
لوک گیت گاتی ہیں۔ نیز پنجاب کی سرزمین حُسن و عشق کا محور ہے۔ اس میں رومانی
اشعار کا سلسلہ نہایت وسیع ہے۔ ان تمام خیالات کی ترجمانی جس قدر لوک گیتوں
سے ہو سکتی ہے کسی اور صنفِ سخن سے نہیں ہو سکتی۔

مثلاً حسن کی کرامات دیکھیے ؎

جتھے جتھے پیر دھردی — اوتھے اُگدا سِر دا بُوٹا

جوڑے کا انتخاب:۔ ؎

اگوں تیرے بھاگ بچیے — مُنڈا ویکھ لے کبوتر ورگا

حُسن کی نمائش کا اثر:۔ ؎

ہالیاں نے ہل ڈک لئے — تیرے لونگ دا پیا لشکارا

تشبیہہ کا کمال:۔ ؎

رن نہا کے چھپڑوں نکلی — سُلفے دی لاٹ ورگی

حُسن کے کارنامے:۔ ؎

مُنڈا موہ لیا تویتاں والا — تے دمڑی دا سک مل کے

ان کے علاوہ کسی علاقے کے سماجی اور معاشرتی معلومات کا صحیح انسائیکلوپیڈیا
اُس علاقہ کے لوک گیت ہیں۔ یہاں ان لوک گیتوں کی چند صورتیں درج کی جاتی ہیں۔

چھلّا :- اس انگوٹھی کا نام ہے جس میں نگینہ نہ ہو۔ چھلا گیت مرد اور عورت کے عشق کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ زیادہ تر جھنگ، پوٹھوہار اور ملتان کے علاقہ میں گایا جاتا ہے۔

چھلّا مہاڑا اکیں کھڑیا مہاڑی انگلی کریندی پیڑ
ماہی لئی میں باغ لوانی آں وچ لوانی آں کیلا
ماہی مہاڑا گشی نی گیا یاد کرنیں آں ویلا
چھلّا مہاڑا اکیں کھڑیا مہاڑی انگلی کریندی پیڑ

۱۔ لوریاں :- چھوٹے بچوں سے پیار کا اظہار اور اُن کی آئندہ زندگی کے روشن توقعات کے پیشِ نظر اِن گیتوں سے اُن کو بہلایا جاتا ہے حقیقت میں لوری دینے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا بچہ ایسے روشن مستقبل کا مالک ہو جیسے ؎

الّھڑ بلّھڑ باوے دا   باوا کنک لیا دے دا
مائی بڈھی چھٹّے دی   کوٹھی دے وچ گھتے دی
بڈھی کنک پکاوے دی   باوا روٹی کھاوے دا

۲۔ گھوڑیاں :- یہ وہ لوگ گیت ہیں جو خانہ بدوش عورتیں گھروں میں آکر بچوں کو سناتی ہیں۔ عورتیں اُن کے گرد بیٹھ جاتی ہیں۔ وہ گاتی ہیں اور پھر بطورِ خیرات کے کچھ آٹا، دانہ وغیرہ لے جاتی ہیں۔

نمونہ

گھوڑی دے لال میرے دی گھوڑی   سندر چالاں والی

چن میرے دی گھوڑی ساز حمائلاں والی
لال میرے دی گھوڑی اُچیاں چھالاں والی
گھوڑی دے لال میرے دی گھوڑی
رب رلائے جوڑی۔ گھوڑی .....

۳۔ ڈھولے یا ٹپہ :۔ ان لوک گیتوں میں بہادروں، ڈاکوؤں، اور جنگی آدمیوں کی سوانح عمریاں بیان کی جاتی ہیں۔ نیز خانگی لڑائیاں۔ دھڑے بازیاں اور انتقامی واقعات بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ بیاہ شادیوں کے موقعوں پر اور میلوں وغیرہ کے موقعوں پر لوگ ڈھولے گانے والوں کو بلا لیتے ہیں اور وہ رات کے وقت ڈھولے گا کر سناتے ہیں۔

ماہیا :۔ عاشق اور معشوق کے مکالمے کے طور پر یہ لوک گیت گایا جاتا ہے۔ یہ گجرات کے مشہور عاشق و معشوق ماہیا اور بالو کی ایجاد ہے۔ نمونہ

بوہے لشکائے ہوئے نی ویہڑے ساڈے نالوں ٹُٹ چنگے
جیہڑے سینے نال لائے ہوئے نی

چنیا لگ ٹبیرے تے۔ کاشنی دوپٹے دلئے منڈا عاشق تیرے تے

جھوک :۔ یہ وہ لوک گیت ہے جس میں فریاد کی جاتی ہے۔ مثلاً :۔

مار نہ شمرا میرا ویر حسینؓ وے فاطمہ زہرا دا ایہہ نور العین وے
اکلا مسافر کوئی ساک نہ سین وے نام مولا دے ہیر علیؓ دیا جایا وے
پیر حسینا! تیں نے کیوں چڑلایا وے

سٹھنیاں :۔ برات کے موقعوں پہ دولھا کے براتیوں اور براتی عورتوں کو

ڈلہن کے گھر والی عورتیں خوشی میں طعنے دیتی ہیں جو ان کو ناگوار نہیں گذرتے۔

نمونہ

پیو نہ پڑھیا اتے دادا نہ پڑھیا   منڈا حرام دا میستے نہ وڑیا

تھوڑا تھوڑا کھایا جے   گلیاں نہ ترکایا جے

الاہنیاں یا سیاپے :- یہ ایک مرثیے کی صورت ہے کسی کی موت پر عورتیں ادھر ادھر بچے باندھ کر ایک حلقے میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ سینہ پیٹتی ہیں۔ رخسار نوچتی ہیں۔ اور مترنم آواز سے مرنے والے کی خوبیاں بیان کرتی ہے۔ اور اس کے مرنے سے جو خلا پیدا ہوتا ہے اس پر سر پیٹتی ہیں۔ یہ رسم ہندوؤں میں عام ہے۔

ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

تیرے سکے بال   ہائیا شیرا۔ ہائیا شیرا

اہتاں نوں لینداں پال   ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

تینوں روندی تیری نار   ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

گیوں بڈھی ماں نوں مار   ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

تیرے پیو دا بھیڑا حال   ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

کیوں نہ لے گیوں اونہوں نال   ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

وَین :- یہ بھی ایک مرثیے کی صورت ہے جو مسلمان عورتوں میں مروج ہے طریقہ یوں ہے کہ مرنے والے کی ماتم پرسی کے لئے رشتہ دار وغیرہ آتے ہیں۔ دو دو عورتیں ایک دوسری کے گلے میں باہیں ڈال کر بیٹھ جاتی ہیں اور ترنم میں رونا شروع کر دیتی ہیں اور مرنے والے کی خوبیاں بیان کر کے نہایت رقت

بھرے انداز سے گاتی ہیں۔ خود بھی روتی ہیں اور سننے والوں کو بھی رُلا دیتی ہیں۔

چھند:۔ دُولھا شادی کے بعد جب مکلاوا لینے کے لیئے سسرال آیا ہوتا ہے۔ تو گاؤں کی لڑکیاں مل کر اُس کے پاس جا بیٹھتی ہیں۔ مذاق کرتی ہیں اور وہ جو اپنے آپ کو اجنبی محسوس کرتا ہے اُن احساسات کو مٹاتی ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے گیتوں میں جو تحت اللفظ پڑھے جاتے ہیں، دُولھا، دُولھا کی ماں اور بہن کو مزیدار گالیاں دیتی ہیں اور پھر دُولھے کو بھی جواب دینے کے لئے کہا جاتا ہے۔ یہ چھند کہلاتے ہیں۔ مثلاً:

ایک لڑکی:۔ چھند پراگے چھند پراگے چھنداگے کہی

ماں تیری لومڑی، کھڈے پئن گئی

جواب:۔ چھند پراگے، چھند پراگے، چھنداگے تھالیاں

جنیاں انتھے بیٹھیاں ہویاں سبھے میریاں سالیاں

اکھان:۔ اُردو میں اس کو ضرب المثل کہتے ہیں۔ اس میں ایک قسم کی سچائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اور صدیوں کا تجربہ مضمر ہوتا ہے۔ مثلاً کم علم آدمی جب اپنی بساط سے بڑھ کر پاؤں مارتا ہے تو طعنے کے طور پر کہتے ہیں۔ "پانہ پڑھی وخت نوں بھری"۔ اندھی تقلید کے بارے میں:۔ "چار رکعت نماز میرا۔ جو حال اگلیاں دا سو حال میرا"۔ مسٹر ڈبلیو اے کین نے اس موضوع پر ریسرچ کی ہے اور ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں کوئی آٹھ سو اکھان موجود ہیں۔

مہندی یا سہاگ:۔ شادی سے آٹھ دن پہلے ایک رسم "مایاں" دن کو ادا کی جاتی ہے جس میں گندم ابال کر "گھنگنیاں" بانٹتے ہیں۔ اُسی شام کو بہت

سی مہندی ایک برتن میں گھولی جاتی ہے۔ محلے یا گاؤں کی بڑی بوڑھیاں اور لڑکیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ڈھولکی پر گیت گائے جاتے ہیں۔ جب گا چکتی ہیں تو تمام میں مہندی تقسیم کی جاتی ہے اور وہ لڑکا یا لڑکی جس کی شادی ہو انہیں بھی مہندی لگائی جاتی ہے مہندی لگاتے وقت مہندی لگانے اور باندھنے والیاں "مہندی داگون" گاتی ہیں ؎

مہندی لادن آیاں تینوں بھیناں سنے بھرجائیاں
کجھ چاچیاں تایاں، کجھ اپنیاں تے پرایاں —— تینوں مہندی لادن آیاں

سُراں یا سدّاں :۔ یہ ایک خاص طرز کا گیت ہے۔ اس میں قصے وغیرہ بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں "مرزے دیاں سُراں" بہت مشہور ہیں۔ دیہاتی لوگ انہیں نہایت شوق سے سنتے ہیں۔

رخصتی گیت :۔ ان گیتوں میں جدائی کا دردناک اور رُلا دینے والا منظر بیان کیا جاتا ہے۔ دلھن ڈولی میں جب بیٹھتی ہے اُس کی سہیلیاں یہ گیت گا گا کر خود بھی روتی ہیں اور اسے بھی رُلاتی ہیں۔ یہ منظر بھی نہایت دردناک ہوتا ہے۔ بالکل وہی نظارہ جیسے کوئی مر جاتا ہے اور اُس کی لاش قبرستان کو جا رہی ہوتی ہے۔ وارث شاہ نے "ہیر کا ڈولی چڑھنا" میں ان تمام خیالات کا اظہار کر دیا ہے جو دلھن بیان کرتی ہے۔

شادی کے گیت :۔ شادی سے چند دن قبل "مایاں" اور شادی کے درمیانی آٹھ دن میں محلہ یا گاؤں کی لڑکیاں رات کو شادی والے گھر کے کوٹھے کی چھت پر بیٹھ کر ڈھولک بجاتی ہیں اور یہ گیت گاتی ہیں۔ ان گیتوں میں

"ساس کی مذمت۔ سسر کی بُرائی۔ نندوں سے نفرت، وفادار بیویوں کی صفات اور عشقیہ مضامین خوب گائے جاتے ہیں۔ مثلاً:۔

ڈوئی ــــ سیتے پیر لگ لین دیے ڈھی جائے کی جیھڑی مڑ ہوئی

گنیریاں ــــ سیتے پیر لگ لین دینے گلھاں نیریاں چو پیڑاں میریاں

پھیتا ــــ مُرن تیریاں بوریاں مجھیں، میرے دیہ گھڑے دا پانی پیتا

چھینی ــــ سنتاں نی بھرانواں والیئے تیری سار کسے نہیں لینی

ناپے ــــ مُنہ تیرے اگ نی پے سار لین گے جمن والے ماپے

غرض اِن شادی کے گیتوں میں لاتعداد قسم کے مضامین پائے جاتے ہیں۔

چاندنی راتوں کے گیت:۔ دیہات میں اکثر رسم ہے کہ چاندنی راتوں میں خاص طور کتک اور چیت کی چاندنی راتوں میں لڑکے اور لڑکیاں مل کر کھیلتے ہیں اور خوشی کی رَو میں اِس رومانی منظر کے تاثرات گیتوں کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

چنّاں وے تیرا چانناں۔ تاریاں وے تیری لو (یہ ایک مشہور گیت ہے)

ہالیوں کے گیت:۔ ہل چلاتے چلاتے کسان لوگ تفریح طبع کے لئے اور اِس مشقت کی کوفت دُور کرنے کے لئے گاتے ہیں۔ مثلاً

تیرے لونگ دا پیا لشکارا ہالیاں نے ہل چھڈ لئے

گندم کے گیت:۔ اِسی طرح گندم کی فصل کاٹتے وقت بڑی مشقت کا سامنا ہوتا ہے۔ گرمی کی شدّت، وقت کی تنگی تھکا دینے والی ہوتی ہیں۔ گاؤں کے دیگر لوگوں کو بلا کر شریک کار کیا جاتا ہے۔ اس کو پنجابی کی اصطلاح میں

"مانگی" بولتے ہیں۔ کام میں جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے ڈھول بجتا ہے اور یہ گیت گائے جاتے ہیں۔ گندم کٹ رہی ہوتی ہے اور گیت گائے جاتے ہیں مثلاً

ہوکنکاں گوڈیاں ... کہندے لگ گئی اے رات کہندے آئی اے پربھات
میرے عرشاں تے شاہیاں   اجے اوڈیاں ہی اوڈیاں
ہوکنکاں گوڈیاں

برسات کے گیت:۔ موسم برسات پنجاب میں ایک خاص خوشگواری کا حامل ہے۔ اِس سہانے سماں کا منظر اردو اور پنجابی کے جید شعراء نے اپنے اپنے مخصوص انداز سے بیان کیا ہے۔ اَن پڑھ لوگ دیہات میں اِس موسم کی خوشگواری کی خوشی کا اظہار خاص قسم کے گیتوں سے کرتے ہیں، جنہیں "برسات کے گیت" کہتے ہیں، مثلاً

ساون مینہ آیا   ڈڈواں شور مچایا
کڑیاں پینگھاں پایاں   ساون بہاراں آیاں

میلوں کے گیت:۔ پنجاب میں میلوں کا اکثر رواج ہے کسی بزرگ یا پیر کی خانقاہ پر ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔ ڈھول بجتا ہے بھنڈارا بٹتا ہے۔ نوجوان گروہ در گروہ آتے ہیں، طرح طرح کے گیت گاتے ہیں۔ رنگ رنگ کے ڈھولے گاتے ہیں۔ ڈھول بجتے ہیں۔ بھنگڑہ اور لُڈی ناچ ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ گیت بھی گائے جاتے ہیں۔ ان میلوں میں موسمِ بہار کا میلہ بیساکھی بھی شامل ہے۔ یہ گیت اکثر فحش قسم کے ہوتے ہیں۔

فلمی گیت:۔ سینما کی ایجاد سے اِن گیتوں کی بھرمار ہے۔ کوئی فلم ایسی

نہیں جس میں دس بارہ گیت نہ ہوں۔ یہ لوک گیت نہایت دلکش ہوتے ہیں اور اکثر مضامین عشقیہ ہوتے ہیں ؎

ڈھول دے جانی اجے نہیں آیا　　دیسے کے درد نشانی چن پھیرا نہیں پایا

رسیا :۔ ایک خاص قسم کا گیت ہے جس میں لفظ رسیا بار بار آتا ہے جو کہ شاید محبوب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مولوی جان محمد کا رسیا مشہور ہے

چھئی :۔ ایک خاص قسم کا گیت ہے جو عموماً میلوں میں نوجوانوں کے گروہ گاتے پھرتے ہیں۔ اس کے ہر مصرع میں چھئی کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس سے بیان میں زور پیدا ہوتا ہے۔ خیالات فحش قسم کے ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً

چھئی رن گئی بصرے . . . . ہوڑیں بابا ڈانگ والیا

بلّی :۔ یہ بھی اسی قسم کا گیت ہے جس میں معشوق کو "بلی" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً

بلّیے! ادرا گوا ہنڈ نہ ہووے　　لائی لگ نہ ہووے گھر والا

بلّیے! انی رو دیں گی چو پیڑ کھا دینگی　　چپ کر کے گڈی وچ بہہ جا!

ان کے علاوہ سو ہلے، کھیوڑی۔ باتاں ۔ بولیاں ۔ پیّا۔ وغیرہ بھی لوک گیتوں میں شامل ہیں جن کا آج کل رواج نہیں۔

لوک ناچ

لوک ناچ بھی لوک گیتوں کی ایک قسم ہے جس میں فرق صرف اتنا ہے کہ لوک ناچوں میں کچھ عملی اقدام ہوتے ہیں اور جسم کو حرکات دی جاتی ہیں۔

۱۔ ککلی :۔ اُس مشہور ناچ کو کہتے ہیں جس میں دو الھڑ لڑکیاں ایک دوسری کے ہاتھ پکڑ کر تیزی سے اس طرح گھومتی ہیں کہ ایک ہی مرکز کے گرد ایک چکر بندھ جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ گیت بھی گاتی جاتی ہیں۔

ککلی کلیر دی۔ ککلی کلیر دی
پگ میرے ویر دی۔ دوپٹہ میرے بھائی دا
شیر سپاہی دا۔ پھٹے مُنہ جوائی دا
ککلی کلیر دی۔ ککلی کلیر دی

ککلی کا یہ گیت اتنا مشہور ہے کہ اکثر شعرا نے بھی ککلی گیت لکھے ہیں مثلاً احمد راہی کی ککلی جو گذشتہ اوراق میں لکھی جا چکی ہے نہایت عمدہ ہے۔ نیز بابو عبدالغنی وفا کی ککلی جس کا محور کشمیر ہے نہایت اعلیٰ پائے کی ہے۔

۲۔ بھنگڑا :۔ یہ نوجوانوں کا گیت ہے۔ ڈھولچی کے ارد گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک آدمی کوئی سُر یا ڈھولا گاتا ہے۔ سُر ختم ہونے پر آخری لفظ کو لمبا کر کے کوک لگاتا ہے اور ڈھول والے کے سامنے ایک ٹانگ اٹھا کر اور دونوں بازو اوپر پھیلا کر ایک ٹانگ پر ناچتا ہے۔ مثلاً

آئی رت بہار دی ۔ مینوں سوہنی واجاں مار دی

ایہہ خوشی دہاڑے چار دی ۔ اوہ گئی جوانی ۔۔ گئی ۔۔ اوہ گئی

ایہہ جوانی چار دہاڑے ۔ جاندی کسے نہ ڈٹھی

اوہ گئی ۔۔ جوانی گئی ۔ گئی جوانی گئی ۔۔ اوہ گئی

۳۔ لڈی :۔ ڈھول کے اردگرد نوجوان حلقہ باندھ کر ناچتے ہیں۔ چکر کاٹتے جاتے ہیں۔ اس میں پاؤں کی حرکت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ پٹھانوں اور پٹھواریوں کا خاص ناچ ہے۔ بڑا دلکش، جوش انگیز اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ ناچنے والے تو ایک طرف رہے دیکھنے والے بھی ناچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ آج کل فلموں میں بھی یہ ناچ نہایت مقبول اور عام ہے۔ ویسے یہ مردانہ ناچ ہے۔

سمی :۔ پوٹھواری علاقے کا ناچ ہے جس میں عورتیں اپنی کمر کے گرد دوپٹہ باندھ کر ڈھول کے اردگرد پھرتی ہیں اور یہ گاتی ہیں۔

سمی میری دل ہیں ماری ہیں واریاں نی سمہیاں

گدا۔ مردوں کے لڈی ناچ کے مقابلے میں یہ لڑکیوں کا ناچ تھا۔ لڑکے کی شادی ہوتی ہے۔ جب برات چلی جاتی ہے تو دولہا کے گھر میں گاؤں محلے اور میل کی تمام عورتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ایک لڑکی "لاڑے کی وہٹی" بن جاتی ہے اور دوسری دولھا (لاڑا) ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ناچ ناچتی ہیں۔ اس میں اٹھنا اور بیٹھنا ہوتا ہے۔ گدا مارنا۔ گدا پانا۔ اسی لفظ سے پنجابی محاورے بنے ہیں جن کا مطلب بے شمار خوشی کا مظاہرہ کرنا ہے۔

گھڑولی :۔ دولھا کو نہلانے کے لئے گھر کی عورتیں اسے باہر کنوئیں پر لے

جاتی ہیں۔ دولھے اور دولھا کی ماں کے سر پر سرخ رنگ کا ساگو تا جاتا ہے۔ دولھا کے ہاتھ میں "لوہے کی کھنڈی" ہوتی ہے جس سے اس نے ساگو کو اٹھایا ہوتا ہے۔ اس وقت عورتیں جلوس کی شکل میں کنوئیں پر جاتی ہیں اور دولھا کو نہلا کر واپس لاتی ہیں۔ اس وقت میراثن آگے آگے ناچتی ہے اور گیت بولتی جاتی ہے۔ دوسری تمام عورتیں اس کے پیچھے پیچھے گیت گاتی ہیں۔ اسے گھڑولی بھرنا اور گھڑولی ناچ کہتے ہیں۔

چینا: یہ ایک سادہ سا ناچ ہوتا ہے۔ صرف ایک ٹانگ اس میں حرکت کرتی ہے اور جس طرح "چاول چھڑنے والی مُوسلی" "اوکھلی" میں پڑتی ہے۔ اس طرح زمین پر پاؤں مارا جاتا ہے۔ ریچھوں والے بھی اپنے ریچھوں کو چینا ناچ سکھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ گیت گایا جاتا ہے۔ مثلاً

چینا، چین، چینا ..... چینا اِج چھڑیندا اے یار

چینا اِج چھڑیندا اے یار

پیندی مُوہلی دی گھمکار ..... چینا اِج چھڑیندا اے یار

چھٹی: چھٹی اگرچہ ایک قسم کا گیت ہے لیکن اس کے ساتھ جسم کی حرکات بھی نمایاں ہوتی ہیں۔ جس سے یہ بھی لوک ناچ میں شامل ہے۔ اس میں لفظ چھٹی پر زور دینے کے لئے کمر پر جھکاؤ ڈالا جاتا ہے اور ہاتھ کے جھٹکے زیادہ نمایاں کئے جاتے ہیں۔ یہ گانا بھی فحش قسم کا ہے لیکن ناچ بہت مضحکہ انگیز اور مفرح ہوتا ہے۔ مثلاً

چھٹی بن گئی بصرے ..... موڑیں بابا ڈانگ والیا

درحقیقت لوک گیت اور لوک ناچ تمام کا محور عورت ہے۔ اِن تمام لوک گیتوں اور لوک ناچوں میں مخاطب عورت کا حُسن ہوتا ہے اور عاشق کی وارفتگی اور دیوانگی دکھائی جاتی ہے۔

پنجابی قصص

پنجابی قصص

پنجابی قصص پنجابی ادب میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ اسلامی اور مذہبی لٹریچر کے بعد پنجابی ادب میں زیادہ تر ذخیرہ عشقیہ قصص کا ہے جن کی تفصیل گذشتہ اوراق میں درج کی جاچکی ہے۔ اِس جگہ اُن قصص کا لب لباب درج کیا جاتا ہے۔ جن کو پنجابی شعراء نے جزوی تغیر سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے قصہ ہیر رانجھا۔ سسّی پنّوں۔ مرزا صاحباں اور سوہنی مہینوال زیادہ مشہور رہیں۔ اِن قصص کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے اور بعد میں اُن شعراء کی فہرست دی جاتی ہے جنہوں نے اِن قصص کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

قصہ ہیر رانجھا:۔

ضلع سرگودھا میں تخت ہزارہ ایک مشہور گاؤں تھا۔ دھید و عرف رانجھا وہاں کے چوہدری اجو یا موجو کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ ہیر کے حُسن کی تعریف سُن کر وہ ہیر کے وطن جھنگ میں پہنچ گیا۔ رانجھا کی ہیر سے دریائے چناب کے کنارے پر ملاقات ہوگئی۔ دونوں ایک دوسرے کے عاشق ہوگئے۔ ہیر نے رانجھے کو اپنے

ہاں بھینسوں کی خدمت پر ملازم رکھ لیا۔ عشق اور مشک چھپے نہیں رہتے۔ ہیر کے والدین نے فوراً اس سلسلہ کو توڑنے کے لئے ہیر کی شادی موضع رنگ پور کھیڑیاں کے رئیس کے بیٹے سیدے سے کر دی۔ رانجھا فقیر ہو گیا۔ وہ ضلع جہلم میں بمقام ٹلہ، گورکھ ناتھ گورو کے پاس پہنچ گیا۔ اور جوگی بن کر رنگپور میں پہنچا۔ وہاں ہیر کی نند سہتی تاڑ گئی لیکن چونکہ وہ بھی مراد نام ایک بلوچ پہ مرتی تھی۔ اس لئے اپنا مقصد حل کرنے کے لئے اس نے ہیر اور رانجھا کو اپنا رازدار بنایا۔ ہیر کو یونہی جھوٹا سانپ لڑا دیا اور رانجھے کو ماندری ظاہر کر کے ان دونوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ رانجھے نے دیوار میں نقب لگائی۔ اُدھر سے مراد آ گیا۔ وہ سہتی کو لے کر رفوچکر ہوا اور رانجھا ہیر کو نکال کر چلتا بنا۔ صبح راز فاش ہوا۔ کھیڑے بھاگے۔ رانجھا مع ہیر پکڑا گیا۔ لیکن مراد ہتھے نہ چڑھا۔ مقدمہ قاضی کے روبرو پیش ہوا۔ رانجھے کو جس طرح بھی ہوا ہیر مل گئی۔ وہ واپس موضع جھنگ آ گئے۔ یہاں ہیر کے وارثوں نے رانجھے کو بہلا پھسلا کر برات لانے کے لئے تخت ہزارہ بھیجا اور اس کی عدم موجودگی میں ہیر کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ رانجھے کو خبر ملی۔ روتا ہوا ہیر کی قبر پر پہنچا۔ رانجھے کا قبر پہ کھڑا ہونا تھا کہ قبر پھٹ گئی اور رانجھا بھی قبر میں داخل ہو گیا اور ان دونوں کو یوں دائمی وصال نصیب ہوا۔

قصہ سوہنی مہینوال:۔

سوہنی گجرات کے ایک مشہور کمہار عزت اللہ عرف تلا کی حسین ترین بیٹی تھی۔ عشق کے کرشمے ملاحظہ کیجئے۔ عزت بیگ نام ایک بخارا کا سوداگر دہلی سے واپس وطن لوٹتے ہوئے گجرات آ ٹھیرا اور سوہنی کے حسن کا شکار ہو گیا۔ عزت بیگ

پس اب یہیں کا ہو رہا۔ اُس نے اپنا تمام اثاثہ تباہ و برباد کر دیا۔ اُدھر سوہنی کی شادی اور کہیں ہو گئی۔ عزت بیگ کی حالت اب دھوبی کے کتّے کی سی تھی۔ آخر اس نے گجرات کی گلیوں میں گداگری اختیار کی۔ اب سوہنی کو اس کی قربانی اور عشق کا پتہ چلا۔ پروگرام بنا کہ عزت بیگ دریا کے کنارے جھونپڑی بنا کر رہے اِدھر سے سوہنی دریائے چناب کے کنارے رات کو پہنچ جایا کرے گی اور اُدھر سے وہ آ جائے۔ مہینوال کو معلوم تھا کہ سوہنی کو مچھلی کے کباب بہت مرغوب ہیں۔ وہ روزانہ مچھلی بھون کر لاتا۔ اتفاق سے ایک دن اُسے مچھلی نہ ملی۔ اُس نے اپنی ران کو چیر کر مچھلی کی شکل میں بھون کر سوہنی کے حضور پیش کیا۔ امتحان کی حد ہو گئی۔ اب سوہنی نے کہا کہ میں دریا کے اُس پار آؤں گی۔ بدقسمتی سے سوہنی کی نند کو اس کے آنے جانے کا علم ہو گیا۔ اُس نے پکّے گھڑے کی بجائے کچّا گھڑا رکھ دیا۔ سوہنی اسی کچّے گھڑے پر تیر کر چناب عبور کرنے لگی۔ لیکن کہاں تک۔ آخر ڈوب گئی۔ مہینوال کو بھی اطلاع ہو گئی۔ وہ بھی دریا میں چھلانگ لگا گیا۔ اور آخر کار دو لاشیں دریائے چناب میں مل گئیں۔

قصہ سسّی پنوں:۔

سسّی بھنبور کے بادشاہ آدم جام کی بیٹی تھی۔ پیدا ہوتے ہی نجومیوں کے کہنے پر آدم جام نے اِسے ایک صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دیا۔ سسّی ایک دھوبی اتّا نامی کے ہاتھ لگی۔ وہاں پل کر جوان ہوئی۔ اُس کے حسن کا شہرہ چار دانگ عالم میں پھیلا۔ پنّوں کیچ کا شہزادہ اِسے ملنے کے لئے آیا اور یہیں کا ہو رہا۔ آدم جام نے بھی سسّی سے شادی کرنے کی خواہش کی لیکن اُسے

معلوم ہو گیا۔ کہ یہ وہی ہے جسے میں نے دریا کی نذر کر دیا تھا۔ آدم جام نے لاکھی باغ اُسے عطا کیا۔ سسی کی پنوں سے شادی ہو گئی۔ لیکن کیچکر ان کے بلوچ اپنے شہزادے کو رات کے اندھیرے میں بے ہوش کر کے لے گئے۔ سسی جاگی تو پنوں غائب۔ بے حواس ہو کر دوڑی۔ اور اسی بھاگ دوڑ میں تھلوں میں مر گئی۔ اُدھر پنوں کو جب ہوش آیا تو وہ سسی سسی پکارتا پیچھے کو بھاگا اور عین اُس جگہ آ پہنچا۔ جہاں سسی کی لاش ریت میں دب چکی تھی۔ پنوں وہاں پہنچ کر سسی کی لاش کے ساتھ لپٹ گیا اور اُس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

مرزا صاحباں :-

خان مرزا دانا باد (ضلع شیخوپورہ) کے ایک بڑے زمیندار کا بیٹا تھا۔ یہ ننھیال میں رہا کرتا تھا اور تعلیم حاصل کیا کرتا تھا۔ وہاں اس کی محبت صاحباں (جو اس کے حقیقی ماموں کی بیٹی تھی) سے ہو گئی۔ وہ اِس کے بغیر اور یہ اُس کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ معلوم ہونے پر صاحباں تو مسجد جانے سے روک لی گئی اور مرزا واپس اپنے گاؤں میں بلا لیا گیا۔

صاحباں کی شادی رچا دی گئی۔ اُس نے تمام حال اپنی پھوپھی بیبو کو کہہ سنایا۔ بیبو ادھر صاحباں کی پھوپھی اُدھر مرزے کی خالہ تھی۔ اُسے صاحباں کی حالت پر رحم آ گیا۔ اُس نے مدد کا وعدہ کرتے ہوئے مرزے کو پیغام بھجوا کر منگوا لیا۔ مرزا اپنی گھوڑی بکی نام پر سوار ہو کر آیا۔ اور اپنی بہن چھتی کی شادی درمیان میں چھوڑ کر آیا۔ اور چھتی کو روتے چھوڑ کر آیا۔ مرزے نے براتیوں سے شرط بد کر اُن کی پگڑیاں اُتار لیں۔ یہ بھی ایک نہایت بُری حرکت تھی۔ خیر معاملہ رفع دفع

ہو گیا۔ رات کو مرزا صاحباں کو لے کر فرار ہو آیا لیکن راستے میں نیند کے غلبے کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک جنڈی کے درخت کے نیچے صاحباں کے زانو پر سر رکھ کر سو رہا۔ صاحباں نے یونہی اُس کی کمان مع تیروں کے درخت کے ساتھ لٹکا دی۔ مرزا اُس وقت جاگا، جبکہ صاحباں کے لواحقین سر پر آ موجود ہوئے۔ مرزا مقابلے کے لئے اُٹھا تو سہی لیکن نہتا تھا۔ زخمی ہو کر گرفتار ہوا۔ انہوں نے مرزے کو جلتی آگ میں پھینک دیا۔ صاحباں یہ برداشت نہ کر سکی۔ اُس نے بھی چھلانگ لگا دی اور مرزے کے ساتھ ہی بھسم ہو گئی ۔

فہرست قصہ ہائے ہیر ورانجھا

نمبر شمار	نام مصنف	جب تصنیف ہوا	کیفیت
۱	دمودر	سنہ ۱۵۶۹ء	سنہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی
۲	احمد	سنہ ۱۶۶۹ء	ابیات کی صورت میں شائع ہوئی۔
۳	میراں	عہد عالمگیر	سی حرفی کی صورت میں لکھی گئی۔
۴	حافظ برخوردار	" "	نایاب ہے۔
۵	مقبل	سنہ ۱۱۴۰ھ	مشہور تصنیف ہے۔
۶	وارث شاہ	سنہ ۱۱۸۱ھ	شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔
۷	ہاشم شاہ	سنہ ۱۲۴۴ھ	نایاب ہے
۸	علی حیدر	سنہ ۱۱۰۱ھ	سی حرفی کی صورت میں ہے۔
۹	حامد شاہ	سنہ ۱۲۲۰ھ	مشہور تصنیف ہے۔
۱۰	چراغ دین اعوان	سنہ ۱۱۲۱ھ	مشہور تصنیف ہے۔
۱۱	بھگوان سنگھ	نا معلوم	
۱۲	گوره داس	سنہ ۱۷۰۵ء	پنجاب یونیورسٹی لائبریری
۱۳	فضل شاہ	سنہ ۱۲۸۹ھ	
۱۴	محمد شاہ		سی حرفی کی صورت میں ہے۔
۱۵	کالی داس	انگریزی عہد	نام اس کا جیرا لکھی رکھا ہے۔

۱۶	گورو مشتر	انگریزی عہد	غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔
۱۷	اقبال دائم	"	"
۱۸	گوپال سنگھ	"	"
۱۹	بھگوان داس		
۲۰	کشن سنگھ		
۲۱	گوکل چند		
۲۲	کشور چند		
۲۳	امام دین منشی	انگریزی عہد	
۲۴	رن سنگھ		
۲۵	عبدالستار		
۲۶	کشتہ	انگریزی عہد	مشہور و معروف ہے
۲۷	بہبل		سی حرفی کی صورت میں ہے
۲۸	حسین		سی حرفی کی صورت میں ہے
۲۹	میراں		ملتانی شاعر ہے۔
۳۰	میراں شاہ مانسہری		سی حرفی کی صورت میں ہے۔
۳۱	جرگ سنگھ		قریشی عبدالغفور صاحب ذکر کرتے ہیں۔
۳۲	میاں محمد عمر		" " " "
۳۳	شاہ شرف		" " " "
۳۴	اللہ وتہ ارائیں		بنارسی داس نے ذکر کیا ہے۔

۳۵	عبدالواحد عزیز	انگریزی عہد	تا حال طبع نہیں ہوئی
۳۶	ڈاکٹر فقیر محمد فقیر	؍؍	قریشی صاحب نے ذکر کیا ہے۔
۳۷	غلام جیلانی رہتکی	؍؍	؍؍
۳۸	مولوی عبیداللہ	انگریزی عہد	سی حرفی کی صورت میں ہے۔
۳۹	مولا شاہ	؍؍	
۴۰	نوردین		قریشی صاحب ذکر کرتے ہیں۔
۴۱	رام سنگھ	انگریزی عہد	
۴۲	روشن	؍؍	
۴۳	لاہورا سنگھ	؍؍	
۴۴	محمد دین سوختہ		
۴۵	کاہن سنگھ		
۴۶	چراغ	انگریزی عہد	

سسّی پنوں

۱	ہاشم شاہ	۱۱۶۶ھ پیدائش	طبع ہوچکی ہے۔
۲	غلام رسول صاحب قلعوی	۱۲۸۸ھ	طبع ہوچکی ہے۔
۳	نور محمد		قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔
۴	غلام محمد		
۵	حافظ برخوردار	عہد عالمگیر	مشہور و معروف ہے۔

۶	احمد یار	سنہ ۱۷۶۸ء	
۷	مولا شاہ		
۸	سندر داس آرام		
۹	فضل شاہ	سنہ ۱۳۰۲ھ	مشہور و معروف ہے
۱۰	عبدالواحد عزیز		"وقائع بیتوں" کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے
۱۱	محمد بوٹا	سنہ ۱۳۲۰ھ	
۱۲	ملکھی رام		
۱۳	محمد رمضان وزیر آبادی		نایاب ہے
۱۴	اکبر شاہ	انگریزی عہد	
۱۵	میر حسین		
۱۶	اقبال دائم	انگریزی عہد	طبع ہو چکی ہے
۱۷	وارث شاہ	۱۱۵۰ھ پیدائش	ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے ذکر کیا ہے
۱۸	شاہ محمد	سنہ ۱۷۸۵ء	سی حرفی کی صورت میں ہے
۱۹	ہاشم شاہ مخلص	سنہ ۱۸۳۰ء	سی حرفی کی صورت میں ہے
۲۰	مولا شاہ مجیٹھوی	انگریزی عہد	
۲۱	عشق لہر	"	سی حرفی کی صورت میں ہے
۲۲	استاد نذیر احمد بٹ	موجودہ دور	
۲۳	مرزا نذیر اختر	"	
۲۴	بہبل	سنہ ۱۱۹۲ء	

۲۵	کریم بخش جہلمی	انگریزی عہد	
۲۶	اتبع شاہ	"	موہن سنگھ صاحب دیوانہ نے ذکر کیا ہے
۲۷	سلطان احمد	"	"
۲۸	خواہش علی	"	"
۲۹	سکھ شاہ	"	ڈاکٹر بنارسی داس نے ذکر کیا ہے۔
۳۰	مہر سنگھ	"	"
۳۱	ہرنام سنگھ	"	"
۳۲	کشور چند	"	"
۳۳	سدا رام	"	"

سوہنی مہینوال

۱	وارث شاہ	۱۱۵۰ھ پیدائش	اصل میں مرزا عبدالحمید کی تصنیف ہے
۲	فضل شاہ	۱۲۶۵ھ	مشہور و معروف ہے
۳	ہاشم شاہ	۱۱۹۶ھ پیدائش	مشہور ہے۔
۴	احمد یار	۱۷۶۸ء	"
۵	چراغ دین		
۶	میاں محمد	انگریزی عہد	نایاب ہے۔
۷	قادر یار	سکھی عہد	مشہور ہے۔
۸	بوٹا		

۹	میاں احمد دین منڈھیالوی	انگریزی عہد	تا حال طبع نہیں ہوئی۔
۱۰	عبدالواحد عزیز	”	تا حال طبع نہیں ہوئی قلمی نسخہ موجود ہے۔
۱۱	میراں شاہ جالندھری	”	نایاب ہے۔
۱۲	فیروز دین	”	
۱۳	سندر سنگھ		
۱۴	بھگوان سنگھ		
۱۵	اقبال دائم	انگریزی عہد	
۱۶	خیر محمد		قلمی نسخہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے پاس ہے۔
۱۷	فضل دین		ڈاکٹر بنارسی داس نے ذکر کیا ہے
۱۸	امیر علی	”	” ” ”
۱۹	سدارام	”	” ” ”
۲۰	گنگارام	”	” ” ”
۲۱	سندر سنگھ	”	” ” ”
۲۲	غمناک	”	” ” ”

مرزا صاحباں

۱	پیلو	۱۵۶۳ء تا ۱۶۰۶ء	ناپید ہے۔
۲	حافظ برخوردار	عہد عالمگیر	مشہور و معروف ہے۔

نمبر	نام	عہد	کیفیت
۳	بڈھا	انگریزی عہد	
۴	چراغ دین		
۵	میاں محمد	انگریزی عہد	نایاب ہے
۶	اقبال دائم	"	"
۷	منشی خواہش علی		
۸	میاں محمد دین ڈلاوری		
۹	حشمت شاہ		
۱۰	محمد شفیع		
۱۱	جیون خاں مخدوم		
۱۲	میراں شاہ جالندھری		
۱۳	مستری مولا بخش	انگریزی عہد	۱۸۸۵ء سے ۱۹۴۵ء تک مطبوعہ ہے۔
۱۴	محمد شاہ		
۱۵	جیون سنگھ		
۱۶	سندر سنگھ	انگریزی عہد	ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے ذکر کیا ہے۔
۱۷	میاں شیر محمد		نایاب ہے
۱۸	مولانا شاہ مجیٹھوی	۱۳۲۵ھ	
۱۹	بھگوان سنگھ معراجیا		
۲۰	قاضی فقیر محمد شاہ		
۲۱	مرزا نذیر احمد اختر	موجودہ دور	گلزار عاشقاں نام ہے۔

۲۲	شاہزادہ شاہد رضا	موجودہ دور	
۲۳	ایم۔ اے حشمت	"	
۲۴	سید نواب شاہ		ڈاکٹر بنارسی صاحب نے ذکر کیا ہے۔
۲۵	شیر محمد	"	" " "

یوسف زلیخا

۱	حافظ برخوردار	۱۵۹۵ء	مشہور و معروف ہے۔
۲	مولوی غلام رسول صاحب عالم پوری	انگریزی عہد	مشہور و معروف ہے
۳	عبدالستار	"	مشہور و معروف ہے
۴	عبدالحکیم ملتانی	۱۲۱۸ھ	مشہور و معروف ہے
۵	حشمت شاہ		طبع ہو چکی ہے۔
۶	دلپذیر	انگریزی عہد	" "
۷	صدیق لالی	۱۱۳۳ھ	نایاب ہے۔
۸	احمد یار	۱۷۶۸ء پیدائش	طبع ہو چکی ہے۔
۹	فضل شاہ	۱۳۰۲ھ	مشہور ہے۔
۱۰	بہادر علی	انگریزی عہد	ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے ذکر کیا ہے۔
۱۱	گوپال سنگھ	"	" " "
۱۲	اظہر بھیروی	"	"

۱۳	نامعلوم مصنف	۱۵۷۴ء	سب سے قدیم نسخہ ہمارے پاس ہے
۱۴	ہاشم شاہ	۱۱۴۴ پیدائش	محمد سرور صاحب نے ذکر کیا ہے۔
۱۵	عبدالرحمن فرد قادری۔		
۱۶	اقبال دائم	انگریزی عہد	طبع ہو چکی ہے۔
۱۷	منظور بٹ	"	بزبانی محمد عالم کپور تھلوی۔

لیلیٰ مجنوں

۱	ہاشم شاہ	۱۱۶۹ پیدائش	نایاب ہے۔
۲	قادر بخش وزیر آبادی	۱۲۴۳ھ	قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔
۳	فضل شاہ	۱۲۸۸ھ	مشہور ہے۔
۴	احمد یار	۱۷۶۸ پیدائش	نایاب ہے۔
۵	اقبال دائم	انگریزی عہد	
۶	ایم اے حشمت	"	طبع ہو چکی ہے۔

دل خورشید

۱	برکت علی		طبع ہو چکا ہے۔
۲	خواہش علی		"
۳	محمد بخش		"
۴	روشن دین		"

پُورن بھگت

۱	قادر یار	سکھی عہد	عام مشہور ہے
۲	کالیداس گوجرانوالیہ	انگریزی عہد	عام ملتا ہے
۳	بالک رام	"	"
۴	دولت رام		
۵	مہاج چند		
۶	رام دھن		ڈاکٹر بنارسی داس ذکر کرتے ہیں۔
۷	دیو دیال		" " " "
۸	لدھا رام		" " " "
۹	بیلی رام		" " " "
۱۰	جوالا سنگھ		" " " "
۱۱	کشن سنگھ عارف		" " " "
۱۲	نند سنگھ		" " " "
۱۳	برج لعل		" " " "

احوال الآخرت

۱	غلام قادر		
۲	میاں محمد	انگریزی عہد	نایاب ہے۔

۳ فقیر درزی — ۱۱۰۶ھ — مشہور ہے۔

۴ میاں رمضان چک سکندر — ۱۱۹۶ھ — قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔

۵ دلپذیر — انگریزی عہد — طبع ہو چکی ہے۔

۶ مولوی ضیا محمد واعظ ساکنہ بھوئیں پور — انگریزی عہد — طبع ہو چکی ہے

۷ عبدالعزیز — " — "

۸ قادری

۹ روشن دین

۱۰ راست گفتار — قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔

۱۱ محمد شفیع عاشق

جنگ نامہ

۱ پیر محمد کاسبی — سنہ ۱۵۹۲ء — قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔

۲ حافظ برخوردار — عالمگیری عہد — " — "

۳ مقبل — سنہ ۱۱۶۰ھ — مشہور ہے

۴ احمد یار — ۷۶۸ء اپید الکش — نایاب ہے

۵ حسین — ستر شہادتین کا ترجمہ ہے درگلزار حسین نام ہے۔

۶ حامد شاہ — سنہ ۱۱۹۱ھ

۷	شاہ چراغ		
۸	بوٹا	انگریزی عہد	
۹	اقبال دائم	" "	
۱۰	مولوی رکن دین	۱۱۳۶ھ	نایاب ہے
۱۱	مولوی نجم الدین نازؔ	انگریزی عہد	قلمی نسخہ راقم کے پاس موجود ہے۔
۱۲	محمد اعظم		
۱۳	غلام حسین شفیق		
۱۴	مرزا عبدالحمید		
۱۵	اکبر علی قانونگو	انگریزی عہد	جنگ نامہ زین العرب کے نام سے موسوم ہے۔
۱۶	حاتم علی ڈسکوی	۱۲۲۷ھ	جنگ نامہ امام علی الحق۔ قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔
۱۷	میاں مصطفیٰ	۱۲۳۰ھ	جنگ نامہ امام علی الحق۔ طبع ہو چکا ہے۔
۱۸	قالی محمد بخش		تا حال طبع نہیں ہوا۔
۱۹	مولوی نجم الدین فائزؔ	انگریزی عہد	..
۲۰	منظور احمد بٹ	موجودہ عہد	
۲۱	کریم بخش		جنگ نامہ علیؓ
۲۲	امیر علی جالندھری		"جنگ نامہ کربلا" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔

۲۳۔ ایم۔ اے حشمت "کارنامۂ کربلا" تا حال طبع نہیں ہوا۔

سیرت النبیؐ و معراجنامہ

۱۔ خادم حسین ہاشمی
۲۔ اشرف ف اروقی
۳۔ حکیم عبداللطیف عارف گجراتی۔
۴۔ مرزا نذیر احمد اختر
۵۔ منظور احمد بٹ۔

حصّہ چہارم

نثر

۱۔ مذہبیات
۲۔ شرعیات
۳۔ ناول
۴۔ ڈرامہ
۵۔ کہانی
۶۔ مقالے
۷۔ تاریخ و تنقید
۸۔ فنون
۹۔ پنجابی مجالس
۱۰۔ پنجابی فلمیں
۱۱۔ اخبار و رسائل
۱۲۔ طابع و ناشرین

پنجابی زبان کا نثری ادب

پنجابی ادب کا دوسرا اہم حصہ نثر ہے۔ اگرچہ یہ فطری عمل ہے کہ ہر زبان کی نظم و نثر برابر ترقی کرتی ہے بلکہ نظم سے نثر کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے کیونکہ روزمرّہ کی گفتگو میں نثر ہی ایک اہم جزو ہے۔ اس لحاظ سے نظم کا پہلو ہی عموماً مختصر رہا ہے۔ لیکن پنجابی ادبیات کے باب میں نظم کا پلّہ بھاری ہے۔ اس میں نظم کے مقابلہ میں پنجابی نثر کی مقدار بہت ہی کم ہے۔ اگرچہ پنجاب کے موجودہ علاقہ میں لودھیوں کے زمانے سے ہی پنجابی بولی جاتی رہی لیکن تعجب ہے کہ پنجابی نثر کی کتاب ایک بھی نہیں ملتی۔ سوائے اس کے کہ شروع میں گوردصاحبان کے دور میں بابا نانک یا دیگر گوروؤں کی جنم ساکھیاں پنجابی نثر میں لکھی گئیں لیکن اُن میں بھی بعض کی زبان پنجابی نہیں بلکہ ہندوی ہے۔ جنم ساکھیوں کے علاوہ بعض اور بھی سکھ مت کی مذہبی کتابیں پنجابی زبان میں ملتی ہیں۔ جن کی تعداد معدودے چند ہے۔ اور زبان بھی صاف پنجابی نہیں یا ہندی ہے یا مخلوط ہندی پنجابی۔

دراصل پنجابی نثر کی ابتداء انگریزی عہد سے ہوتی ہے۔ جس وقت پنجاب کے علاقہ میں ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھی گئی اور انگریزی کالجوں کالجوں کا اجراء ہوا، اور لوگ انگریزی کے اسلوبِ تحریر سے متاثر ہوئے اور اُس وقت انگریزی کے اسلوب سے پنجابی زبان متاثر ہوئی۔ اور اب اس میں مقالے، مضامین، ناول، ڈراما، کہانیاں، اخبار و رسائل وغیرہ کا اجراء ہوا۔

مذہبیات :-

پنجابی نثر میں ابتدائی تحریریں جو دستیاب ہوئی ہیں وہ سکھ گوروؤں کی جنم ساکھیاں وغیرہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

سب سے پہلی اور پرانی جنم ساکھی وہ سمجھی جاتی ہے جس کو گورو انگد دیو کے بھائی بالے نے ۱۵۳۵ء میں مرتب کیا۔ دوسری جنم ساکھی بھائی منی سنگھ کی بتائی جاتی ہے جو کہ بھائی گورداس کی ایک وار کی شرح ہے۔ تیسری جنم ساکھی ۱۸۵۵ء بھائی سیوا سنگھ نے لکھی۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی جنم ساکھیاں ہیں۔ ان جنم ساکھیوں کے علاوہ بعض گوشٹاں (ملاقاتی گفتگو) پر بھی کتابیں ملتی ہیں جو کہ جنم ساکھیوں کا حصہ بتائی جاتی ہیں۔

ان گوشٹوں میں گوروؤں، فقیروں، سادھوؤں، سنتوں اور پیروں کی آپس میں گفتگو درج ہے۔ مشہور گوشٹاں حسب ذیل ہیں:-

(۱) اچنتے رندھاوے دی گوشٹ (۲) مکے دی گوشٹ (۳) جنکپوری گوشٹ (۴) نرنکار دی گوشٹ (۵) بڈھن دی گوشٹ۔ (۶) کلجگ دی گوشٹ (۷) بابا لال دی گوشٹ (۸) قاروں دی گوشٹ۔ (۹) سدھ دی گوشٹ۔

پرچیاں ٹیکے :۔ پرچیاں ٹیکے وہ الفاظ ہیں جو گرنتھ صاحب کے شبدوں کی تشریح کرتے ہیں۔

ان جنم ساکھیوں، گوشٹوں اور پرچی ٹیکوں کی زبان خالص پنجابی نہیں ان پر ہندی اور پراکرت کا اثر غالب ہے۔ البتہ پنجابی کی ابتدائی صورت گورو گرنتھ صاحب کی طرح کہی جا سکتی ہے۔

مذہبیات کے سلسلہ میں اسی طرح عیسائیت کا بھی کافی سلسلہ پنجابی ادب میں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر گراہم بیلی نے انجیل کا پنجابی میں ترجمہ کیا ہے جو گورمکھی رسم الخط میں شائع ہوا۔ پادری رحمت مسیح نے متعدد کتابیں پنجابی میں لکھیں۔ زبور کا پنجابی میں ترجمہ پادری امام دین شہ ازنے عبرانی زبان سے کیا جو امریکہ میں بہت مقبول ہوا اور اس کے صلہ میں آپ نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ اب حال ہی میں جوشوا فضل دین نے بائبل کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

پنجاب پر جب انگریزوں کا تسلط ہوا تو انہوں نے سیاسی طور پر قدم جمانے کے علاوہ کچھ مذہبی اشاعت کی طرف بھی قدم اٹھایا۔ اُن کے پاس بھی پنجابی لوگوں کی مادری زبان کے سوا کوئی اور ماہم حربہ نہ تھا۔ انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے مذہبی کتابوں کو پنجابی زبان میں ڈھالنے کا کام شروع کیا۔ چنانچہ عیسائی مشنریوں نے لدھیانہ، لاہور، نارووال، سیالکوٹ اور ترنتارن اس مقصد کے لئے مراکز مقرر کئے۔ جہاں مذہبی کتابوں کے ترجمے گورمکھی رسم الخط میں شائع ہونے۔ بشپ واٹلی نے مشن پریس جاری کیا۔ پھر پادری ایگل فورڈ نے ترنتارن میں ایک پریس جاری کیا۔ اس پریس میں عیسائی لٹریچر کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ٹھیٹ پنجابی میں شائع ہوئے۔ انجیل کا پنجابی میں ترجمہ ہوا اور انگریزی زبان میں پنجابی لغات اور گرامریں انگریزوں نے لکھیں۔ فقیر نور حسین نے محمد شاہ کے زمانے میں بھگوت گیتا کے فارسی ترجمے کو پنجابی میں منتقل کیا۔ اس کے علاوہ عیسائی اور ہندو مذہب کی بے شمار کتابیں پنجابی نثر میں منتقل ہوئیں جو گورمکھی رسم الخط میں ہونے کے سبب سے عام نہ ہوسکیں۔

شرعیات :-

مذہبیات کا وہ حصّہ جو اسلامی علوم سے وابستہ ہے شرعیات کے نام سے موسوم ہے۔

سب سے پہلی کتاب جو اِس موضوع پر ملتی ہے وہ حافظ برخوردار ساکن تخت ہزارہ کا رسالہ بوہل نماز ہے جو ۱۱۷۶ھ کے قریب تالیف ہوا۔ اِس رسالہ میں نماز کے متعلق فقہی مسائل ہیں۔ زبان ٹکسالی ہے اور ادب کی چاشنی بہت کم، جو کہ نثر کی ابتدائی صورت پر دال ہے۔ حافظ برخوردار کے کافی عرصہ بعد کچھ رسالے نثر میں لکھے گئے جو کہ بچوں کے لیئے اسلامی تعلیم کی غرض کے لئے تصنیف کئے گئے۔ ان میں سے پکّی روٹی، مٹھی روٹی، مِسّی روٹی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہاں کتابوں کے نام کے ساتھ روٹی کا التزام روٹی کی افادیت کے پیشِ نظر کیا گیا ہے۔ اِن کتابوں کا اندازِ تحریر سوالاً جواباً ہے۔ لیکن سوال وجواب کا ڈھنگ نرالا ہے۔ ہر ایک سوال اِس طرح کیا جاتا ہے "جیکوں تیکو پنج بنا اسلام دے کیہڑے ہین۔ تو آکھ جے۔ کلمہ پڑھنا ہک۔ نماز پڑھنی دو۔ روزے رکھنے ترے۔ زکوٰۃ دینی چار تے حج کرنا پنج"۔ مذہبیات کی تمام کی تمام کتابیں اِسی اسلوب میں لکھی گئی ہیں۔ جیسے دو آدمی بالمشافہ گفتگو کرتے ہیں اور یہ ڈرامائی اندازِ تحریر مسلمانوں ہی کی اختراع ہے۔

اِن فقہی رسائل سے قطعِ نظر قرآنِ پاک کے بھی متعدد ترجمے پنجابی نثر میں ہوئے جن میں سے عبداللہ چکڑالوی، میاں محمد لکھوی اور میاں محمد جیونہ والے کے ترجمے خاص طور پر مشہور رہیں۔ اِن کے علاوہ عبدالکریم ساکن جھنگ مگھیانہ کی مشہور کتاب

نجات المومنین کی مبسوط شرح پنجابی نثر میں میر سید مخدوم ساکن لنگر شریف نے لکھی ور یہ پہلی شرح ہے جو پنجابی نثر میں لکھی گئی ۔ مخدوم صاحب نے انواع مولوی عبداللہ کی شرح بھی لکھی ہے لیکن وہ اردو زبان میں ہے ۔

ناول :-

داستان گوئی ہر ملک اور ہر زبان میں قدیم سے چلی آرہی ہے کہ بوڑھی عورتیں اپنے چھوٹے بچوں کو کہانیاں سنایا کرتی تھیں ۔ اور انہی بنیادوں پر ناول کی عمارت کھڑی کی گئی ۔ جن میں مغربی ادب کے زیرِ اثر بعض فنی خصوصیات بھی آگئیں جو ہماری قدیم داستانوں میں نہ تھیں ۔

ناول ایک طویل داستان کو کہتے ہیں جس میں کسی ملک یا خاندان کی پوری معاشرتی زندگی دکھائی جاتی ہے ۔ ان ناولوں سے کئی مذہبی، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور رومانی کام لیے گئے اور انہیں انہی حصص میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ تاریخی لحاظ سے ناول کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔

پہلا دور :- اس دور میں سب سے پہلے ناول نگار بھائی ویر سنگھ امرت سری ہیں جن کا زمانۂ حیات ۱۸۷۲ء سے ۱۹۵۷ء تک بتایا جاتا ہے ۔ ان کے چار ناول سندری ۔ بجے سنگھ ۔ ستونت کور ۔ اور بابا نودھ سنگھ مشہور ہیں ۔ پہلے تین ناول مذہبی اور تاریخی قسم ہیں اور بابا نودھ سنگھ اِس سماج کا اصلاحی ناول ہے ۔

چرن سنگھ شہید :- ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۴ء میں وفات پائی ۔ ان کے ناول رنجیت کور اور دلیر کور نیم تاریخی قسم کے ناول ہیں ۔ ان کے علاوہ شرابی ۔ چنچل مورتیاں ۔ دو دو ہٹیاں ۔ ڈاکٹر دی ڈائری مشہور ناول ہیں ۔ ان کی ناول نگاری

کا خاصہ یہ ہے کہ یہ حقیقت نگاری کے شیدائی ہیں اور اپنے ارد گرد کا ماحول
ان کے پیش نظر رہتا ہے۔

موہن سنگھ وید:۔ موہن سنگھ وید کے ناول اک سکھ گھرانہ۔ سربشت کلاں
دی چال سکھی پروار۔ وغیرہ بہت مشہور رہیں۔ ان میں یورپی تہذیب کی برائیاں اور
سکھی مذہبی خیالات کے تاثرات پائے جاتے ہیں۔

ماسٹر تارا سنگھ اور نرندر سنگھ نے مشترکہ طور پر پریم لگنی پیتما سنگھ
پریم لگن سے۔ جن میں سے قومی بیداری کا سبق ملتا ہے۔ اور مردہ روحیں بیدار ہوتی
ہیں۔ اس موضوع پر سب سے پہلے انہی لوگوں کے ناول ملتے ہیں۔

دوسرا دور:۔ دوسرے دور میں نانک سنگھ۔ ایشور چند رنندا۔ گور بخش سنگھ۔
جوشوا فضل دین اور میراں بخش منہاس کا نام سرفہرست ہے۔ ان ناول نگاروں نے
سکھی سماج سے نکل کر سارے سماج کو اپنایا جس میں عام لوگوں کے دکھ درد چھیڑے
گئے اور مذہبی راہنماؤں کی خامیاں بیان کی گئیں۔ اور انگریزی پالیسی اور ہندو مسلم
نفاق کی تردید کی گئی ہے۔

نانک سنگھ نے چٹا لہو۔ ادھ کھڑیا پھل۔ گٹی دینا۔ اگ دی کھیڈ۔ آدم خور
وغیرہ پینتیس ناول لکھے ہیں جن میں اس نے محولہ بالا خیالات کو خوب اجاگر کیا ہے۔
اور ہر کہانی میں اپنے موضوع کو خوب بیان کیا ہے۔ لیکن جدت پیدا نہیں کی۔ نانک سنگھ
کے ناولوں کا اردو کے مشہور ناول نگار ایم۔ اسلم سے اچھی طرح مقابلہ کیا جا سکتا
ہے۔

ایشور چند رنندا:۔ آپ نے مرادادہ تیج کور دو ناول لکھے ہیں۔ یہ حقیقت

میں ڈرامانویسی ہے۔ ناول نویس اتنا اچھا نہیں اور نہ ہی نانک سنگھ کی کہانیوں جیسی خوبی اس کے پاس موجود ہے۔

ہربخش سنگھ نے شکنتلا کے نام ایک ایسا ناول لکھا جس میں اس دور کے تمام سیاسی رجحانات کو آزادی کی لہر میں سمویا ہے۔

چودھری افضل دین۔ پنجابی زبان کی خدمت، مذہبی فریضہ سمجھ کر کرتے ہیں انہوں نے پتی وتا کملا، ۱۹۲۳ء میں، پربھات ۱۹۴۶ء میں، برکتے ۱۹۵۲ء اور ایک اور ناول منڈے دا ٹل، لکھے جو سب کے سب پسندیدہ ہیں۔

میراں بخش منہاس پہلے مسلمان ناول نگار ہیں جنہوں نے پنجابی میں ایک ناول "جٹ دی کرتوت" عرف "نواب خاں" لکھا جس میں دیہاتی زندگی کی جھلک دکھائی گئی ہے۔

تیسرا دور:۔ یہ دور سنت سنگھ سیکھوں، سریندر سنگھ نرولا اور کرتار سنگھ دگل پر مشتمل ہے۔ اس دور میں ناول پرانی مذہبی اور سماجی رٹ سے ہٹ کر ذرا وسیع ماحول میں نظر آتا ہے جس کے تقاضے پہلے سے بہت وسیع ہیں۔ اس موضوع کا سب سے بہتر نمونہ سنت سنگھ سیکھوں کا "لہو مٹی" ہے۔ سنت سنگھ نے چرن سنگھ شہید کی حقیقت نگاری اور نانک سنگھ کی خوبی کو آسمان تک پہنچایا ہے۔

سریندر سنگھ نرولا۔ سریندر سنگھ نرولا کے ناول پیو پتر۔ اپنے پرائے جگراتا۔ دل دریا۔ رنگ محل۔ لوک دشمن۔ نیلی بار۔ دین دنیا۔ جگ بیتی بہت مشہور ہیں۔ سریندر نرولا بھی مارکسزم سے اسی طرح متاثر ہے جس طرح سنت سنگھ، لیکن اس کی حقیقت نگاری دوسرے ناول نگاروں سے علیحدہ قسم کی ہے۔ اس

نے اپنے ناولوں میں لوگوں کو دوست و دشمن کی پہچان بتائی ہے۔

کرتار سنگھ دُگل:۔ کرتار سنگھ دُگل کے دو ناول آندراں۔ نُونہہ تے ماں مشہور ہیں۔ ان میں جنسیاتی رنگ زیادہ نمایاں ہے۔ اس کے ناولوں کا مقابلہ عصمت چغتائی اور سعادت حسن منٹو سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔

چوتھا دور:۔ اِس دور کے ناول نگار جسونت سنگھ کنول۔ نریندر پال سنگھ۔ امرتیا پریتم۔ سرجیت سنگھ سیٹھی۔ عبدالمجید بھٹی اور افضل احسن ہیں۔ ان ناول نگاروں نے ناول میں جدّت پیدا کی ہے اور پُرانے ناولوں کی طرح ایک ہی موضوع کو مدِّ نظر نہیں رکھا بلکہ ناول میں تاریخی اور سماجی حالات بتاتے ہیں۔ ان کے سامنے زندگی ایک اتھاہ سمندر ہے، جس میں طرح طرح کی موجیں اُٹھتی ہیں۔ ان کے ناول تقسیم ہند و پاکستان سے بھی متاثر ہیں۔

جسونت سنگھ کنول:۔ کے ناول پاپی۔ پورن ماسٹی۔ رات باقی ہے۔ روپ دھارا، مسیح نُوں پھانسی۔ رومان کا رنگ نمایاں ہوتا ہے اور کہانی سیدھی سادی۔

کرنل نریندر پال سنگھ:۔ کے ناول ملّاح۔ سیناپتی۔ اِنتالی ورھے۔ بھدّا اک راہ۔ والوں نکی۔ کھنڈ لیوں تکھی۔ اک پڑا ئسکتی تیریا جال۔ امن دے راہ۔ ایت مارگ جانا ہیں۔ نریندر پال سنگھ کے سوائے ایک دو ناولوں کے باقی تمام ناول تاریخی نوعیت کے ہیں جن میں فوجی زندگی کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کا سب سے بہتر ناول "امن دے راہ" ہے جس میں انہوں نے جنگ کے خلاف نعرہ بلند کیا۔ ان کے ناولوں میں حسبِ دستور تاریخ نویسوں کے اپنے ہیرو کی سب سے

زیادہ تعریف اور اُس کی خامیوں سے چشم پوشی ہے۔

امرتا پریتم :۔ امرتا پریتم نے ڈاکٹر دیو۔ پنجر۔ آہلنا۔ پیلا دا تیاگ۔ اِک سوال۔ آشو نام کے ناول لکھے ہیں۔ امرتا پریتم بنیادی طور پر شاعرہ ہے اِس لئے اِس کے ناولوں میں شاعرانہ رنگ زیادہ ہے اور زندگی کو خوشگوار رنگ میں دیکھتی ہیں۔

سرجیت سنگھ سیٹھی :۔ آپ کے ناول جنتا جاگی۔ ریت دا پہاڑ۔ اک خالی پیالہ۔ شہر دی گل۔ کندھی تے رُکھڑا مشہور ہیں۔ سرجیت سنگھ کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور مشاہدہ بہت گہرا۔ اس کے ناولوں میں طرح طرح کی باتیں ہوتی ہیں اور موضوع کے ہر پہلو کو غور سے دیکھتا ہے۔ ناول دلچسپ اور پُرمزہ ہیں۔

عبدالمجید بھٹی :۔ پاکستان میں سب سے پہلا ناول جوشوا فضل دین کا بر سکتے شائع ہوا۔ اُس کے فوراً بعد عبدالمجید بھٹی کا ناول ٹھیڈا شائع ہوا۔ ٹھیڈا میں شہری زندگی کے موضوعات پر بحث ہے اور ناول نہایت کامیابی سے لکھا گیا ہے جس کا ہر پہلو دلچسپ اور پُرلطف ہے۔ ٹھیڈا کا شمار بہترین ناولوں میں ہے۔

افضل احسن :۔ افضل احسن پاکستان میں مشہور ادیب ہیں جنہوں نے پنجابی میں کہانیاں، ڈرامے اور ناول لکھے۔ اِن کی تمام کہانیوں میں بڑا زور اور خلوص ہے۔ اِن کا ناول "دلیا تے دریا" مجید بھٹی کے ناول ٹھیڈا کے مقابلے میں دیہاتی موضوعات کو اجاگر کرتا ہے اور دیہاتی زندگی کی ایک عمدہ اور دلکش تصویر ہے۔

اِن محولہ بالا ناول نگاروں کے علاوہ پاکستان میں نیاز۔ الطاف قریشی۔ شوکت چودھری۔ ریاض احمد سلیم اور افضل طاہر ہیں لیکن افسوس ان کے ناول تاحال شائع نہیں ہوئے۔ سلیم خاں گمی کا ناول سانجھ اور منظور انور قریشی کا بولدے پتھر اس موضوع میں اعلیٰ پائے کی چیزیں ہیں۔

ناول کی عمر تاحال کوئی پچاس ساٹھ برس کی ہو گی۔ اتنے عرصہ میں تقریباً پانچسو سے زیادہ ناول لکھے جا چکے ہیں اور لکھے جا رہے ہیں۔ اور یہ رفتار کوئی مایوس کن نہیں۔

آخر میں مشرقی پنجاب میں شائع شدہ ناولوں کی ایک طویل فہرست محترم ملک شہباز صاحب کے شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے۔

نانک سنگھ ناولسٹ :-

(۱) آستک ناستک (۲) ان سینتے زخم (۳) مٹھا موہرا (۴) پریم سنگیت (۵) متریئی ماں (۶) پُجاری (۷) چتر کار (۸) آدم خور (۹) جیون سنگرام (۱۰) غریب دی دنیا (۱۱) ٹُٹی دنیا (۱۲) دُور کنارا (۱۳) کاغذاں دی بیڑی (۱۴) فولادی پھُل (۱۵) پوتر پاپی (۱۶) سوہن کا ناتا (۱۷) پاپ دی کھٹی (۱۸) بنجر (۱۹) ناسور (۲۰) منجدھار (۲۱) پیار دی دُنیا (۲۲) گنگا جلی وچ شراب (۲۳) دھندلے پرچھانویں (۲۴) سنگم (۲۵) چٹا لہو (۲۶) ادھ کھڑیا پھُل (۲۷) کٹی ہوئی پتنگ (۲۸) رجنی (۲۹) سُولاں دی سیج (۳۰) کال چکر (۳۱) چھلاوا (۳۲) پراسچت (۳۳) اگ دی کھیڈ (۳۴) خون دے سوہلے (۳۵) لوہ میر ترنج (۳۶) اِک میان دو تلواراں (۳۷) ورنہیں سراپ۔

نرلوک سنگھ :-

(۱) صبر دے گھُٹ (۲) سردار نی سداکور (۳) گولی چلدی رہی (۴) مہارانی جند کور (۶) مہارانی جنداں (۷) سکھ راج دیاں شاماں (۸) سندر ناری (۹) باغی ناری۔ (۱۰) پریت ادھورے (۱۱) خون کس کیتا (۱۲) اڈیک دا انت (۱۳) دیوی (۱۴) سماج دے آگو (۱۵) لال قلعے دی قیدن (۱۶) سوہن دی ہٹی (۱۷) جلیانوالہ باغ (۱۸) بہادر شیرن کور۔

سوہن سنگھ

(۱) جنگ یاں امن (۲) دیوے دی لو (۳) وجوگن (۴) انہی سندرتا (۵) تپو نتسا تل (۶) مل دا ماس (۷) دُکھے ماں پت (۸) بدلہ۔

موہن سنگھ ایم-اے (۱) پینگھ (۲) ناتھک — ہرنیدر کور گریوال (۱) چھڈیا گھر (۲) ونڈیا گھر

سادھو سنگھ ہمدرد (۱) جیت گھیل سنگھ — گورچرن سنگھ (۱) وگدی سی راوی۔

بھائی ویر سنگھ (۱) بابا نودھ سنگھ (۲) سنگھ (۳) دشنت کور (۴) سندری۔

دامودر سنگھ۔ (۱) لوک راج۔ — بلونت گارگی۔ (۱) ککا ریتا۔

رام سنگھ دت۔ (۱) ندی کنارے — ہرنام داس صحرائی۔ (۱) لوگڑھ۔

دیوندر ستیارتھی۔ (۱) خوشبو۔ — الیس الیس اموّل۔ (۱) گلاب (۲) جیون گھبلی (۳) سیوادار

ست سنگھ سیکھوں۔ (۱) لہو مٹی۔

ہری سنگھ دلبر۔ (۱) ندیاں تُے وہین — ہری سنگھ۔ (۱) بانہہ جنہاں دی پکڑیئے۔

گوربخش سنگھ۔ (۱) ان دیا ہی ماں۔ (۲) ماں (ترجمہ) — جوگندر سنگھ۔ (۱) کملا۔ (۲) کامنی۔

سودھی برجیندر سنگھ۔ (۱) خونی (۲) لاٹے

کیسر سنگھ عاجز۔ (۱) لہر وندھدی گئی

سریندر سنگھ کوہلی۔ (۱) پاروں آئے چار بنے

نریندر سنگھ سوچ۔ (۱) ماں (۲) مرد تو (ترجمہ)

(۳) لچانتاں مار (۴) ٹٹدے تارے

(۵) لچانسی (۶) جت

جمنا داس اختر۔ (۱) پھی (۲) سبتیارا

پیارا سنگھ داتا (۱) دھرتی لالو لال ۱۹۴۴ء

پرتھوی راج شرما (۱) سمیں اسنیہاں

میجر اے ایس مان (۱) انوکھا پردیسی۔

جگجیت سنگھ آنند۔ (۱) گنجی دی کہانی۔

(جاپانی تو ترجمہ)

مہندر سنگھ سرنا۔ (۱) کانگاں دے کنڈھے

(۲) پیڑاں ملے راہ

خوشونت سنگھ۔ (۱) پاکستان میل۔

آنریبل ہرنام سنگھ (۱) موہن بھرا۔

جوشوا فضل دین (۱) برکتے (۲) کملا

کرتار سنگھ۔ (۱) دُکھڑے (ترجمہ) (۲) قسمی پرانہ

(۳) کرماں دی کھیڈ (۴) ماتا ہیری

ڈاکٹر مقتول سنگھ۔ (۱) سُتریا مرہن۔

بلبیر سنگھ دل۔ (۱) ان چھٹ سیکھراں

وشیشر ناتھ ایم۔ اے۔ (۱) عورت

(۲) مرد دی دنیا (۳) منڈو۔

کرتار سنگھ سوری (۱) ٹٹیا آہلنا۔

ایم۔ ایس سیٹھی۔ (۱) پرچھاویاں دی کھیڈ (ترجمہ)

پرنسپل سردار سنگھ ستنر (۱) فوجی (۲) پھڑکدا پنچھی

(۳) روپ دا پجاری۔

موہن سنگھ پریم۔ (۱) دل ٹوٹے ٹوٹے

(۲) نواں جیون۔

گورتخت سنگھ۔ (۱) گھاہ دیاں پتیاں (ترجمہ)

سردار گورمکھ سنگھ۔ (۱) دھان دا ٹوپہ۔

(ملیالم توں ترجمہ)

بنکم چیٹرجی۔ (۱) رجنی۔ (۲) پریم دی دنیا۔

(۳) دیوی چودھرانی (۴) وصیت نامہ

بلونت سنگھ صید۔ (۱) انھولی پیکھی۔

درشن اشیش۔ (۱) بڈھا سنگھ۔

ایس۔ ایس کنول (۱) چوٹ سنے چوٹ۔

(۲) خونی ہولیاں (۳) مرتو کرن۔

(۴) لال پنجاب۔ (۵) خونی گنگا۔

(۶) رکت منڈا

سریندر سنگھ۔ (۱) پیڑاں ملّے راہ
(۲) کانگاں دے کنڈھے
کلدیپ سنگھ۔ ایم۔ اے (۱) راج کماری
آتربیل درشن سنگھ۔ (۱) کپتان دی دھی۔
کرتار سنگھ سچدیو۔ (۱) گمنام کڑی دے خط:
درشن سنگھ آوارہ۔ (۱) پردیسی سجن آئے۔
جیون سنگھ۔ (۱) مردوال دے ملک
(مختلف زبانوں میں ترجمہ)

سریندر جیت برار۔ (۱) داناتل
جسونت کور ایم۔ اے (۱) بلی داں
ماسٹر تارا سنگھ (۱) پریم لگن (۲) باباتیغا سنگھ
شرت چندر چیٹرجی۔ (۱) بچھار (۲) دیوداس
(۳) بڑی بی بی۔
سنتو کھ سنگھ دھیر (۱) بہڑو (۲) پت جھڑ پرانے
گورونام سنگھ تیر (۱) مسلمان دالوٹا
حنیف چوہدری۔ (۱) مہندی والے ہتھ۔

ڈرامہ:۔

ڈرامے کا وجود پنجابی لٹریچر میں اگرچہ انگریزی عہد سے قبل کا ہے لیکن فرق نمایاں ہے کہ پہلے پہل ناٹک عملی طور پہ دکھائے جاتے تھے۔ بعض تحریر کی صورت میں بھی آئے لیکن ان کا موضوع راجاؤں مہاراجاؤں، دیوی دیوتاؤں اور مذہبی موضوعات کے ارد گرد گھومتا۔ مثلاً رام لیلا، کرشن لیلا۔ اسی طرز کے ناٹک ہیں۔ انگریزوں کی آمد سے یورپین انداز فکر کے ڈرامے لکھے جانے کا رواج ہوا۔ بھائی ویر سنگھ نے راجا لکھ داتا لکھا جس میں سکھوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا۔ بھائی دت سنگھ نے راج پربودھ لکھا جس میں رعایا اور راجاؤں کے عمدہ اسلوب کا سبق دیا۔ لالہ کرپا رام ساگر نے تاریخی ناٹک "رنجیت سنگھ دی ہہ طوری" ٹھیٹ پنجابی زبان میں لکھا۔ جس میں مزاح کا رنگ نمایاں ہے۔

پروفیسر برج لعل۔ پروفیسر ایشور چند نندا بھی پنجابی کے ڈرامانگاریں۔ پورن اوین پروفیسر برج لال کے مشہور ڈرامے ہیں۔ سبھدرا اور بلی دا ویاہ۔ ایشور چند نندا کی ڈرامانگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔ باوا بدھ سنگھ نے نار نویلی۔ سردار گوربخش سنگھ نے (پریت لڑی رسالہ ہے) بن بیاہی ماں۔ راجکماری لتیکا پروفیسر گوپال سنگھ دردی نے رانی جنداں۔ سردار ہرچرن سنگھ نے راجہ پورس۔ کملا کماری۔ دور دنداڈے شہردں۔ جوشوا فضل دین نے پنڈ دے ویری۔ سردار مان سنگھ نے "وکرم اروسی" ڈاکٹر چرن سنگھ نے شکنتلا اور ایشور چند نندا نے شاموں شاہ کے نام سے ڈرامے لکھے۔

ایکانکی ناٹک دوسرے ناٹکوں سے پنجابی ادب میں زیادہ موثر ثابت ہوئے جن میں اخلاقی، سماجی اور معاشرتی بدعنوانیوں پر عمدہ طریق سے چوٹ کرنے کے طرز وطریق موجود ہیں۔ ان ناٹکوں کی زبان نہایت عمدہ اور پُرمزہ ہے۔ مندرجہ ذیل ایکانکی ناٹک بہت مشہور ہیں۔

پروفیسر سنت سنگھ سیکھوں کا مجموعہ "چھ گھر" سردار بخش سنگھ کا پریم مکٹ، پورب پچھم۔ سردار ہرچرن سنگھ کا جیون لیلا۔ پریتم سنگھ سفیر کا پنج ناٹک۔

ان سکھ یا ہندو مصنفین کے علاوہ مندرجہ ذیل مسلمان مصنفین کے مختصر ڈرامے بعض جرائد میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان میں صوفی تبسم صاحب پیش پیش ہیں۔ ان کا دو ناٹک کا ترجمہ نہایت عمدہ ہے۔ سجاد حیدر ایم۔ اے کے ہوا دے ہو کے ہے چھا گجھر دے مگر مگر۔ ونجارا میرے ہان دا۔ دل دریا۔ اعلیٰ پایہ کی چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ شفقت تنویر مرزا کا ڈرامہ "اک حقیقت دی روشنی" سلیم خاں گمی کے "پھل موتئے دے"

"بیچی شاہ" محبت خاں سومری اعلیٰ درجے کی چیزیں ہیں مسٹر سلیم خاں گمی ذات کے پٹھان ہیں جبین پور تھانہ، دینا نگر تحصیل، ضلع گورداسپور اُن کا اصل وطن ہے۔ اب بارہ منگا، تھانہ کوٹ بینا تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ میں رہائش پذیر ہیں تاریخ پیدائش ۲۹ جون ۱۹۳۲ء ہے۔ آپ متعدد روزناموں کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ آج کل ریڈیو پاکستان راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔ شہباز ملک کے تویت۔ دھواں رولی۔ اُچے نگ۔ لیادر۔ اک تے کئی۔ دنجارے۔ نادر دی وار دی تشکیل پنجابی ادب میں اعلیٰ پائے کے ڈرامے ہیں۔

اس کے علاوہ حسن اعرافی کا ڈھلدے پرچھانویں۔ الز سجاد کا جال۔ ریاض احمد سلیم کا دلاں دی چانی۔ نذر قریشی کا چلتر۔ محمد صدیق کا سپیرا موجودہ دور کے ڈراموں کی عمدہ مثالیں ہیں۔ شیخ اقبال۔ سلطان علی کھوسٹ۔ اشفاق احمد۔ بانو قدسیہ۔ نواز۔ رفیع پیرزادہ۔ شہباز ملک۔ آغا اشرف۔ راجہ رسالو۔ منصور قیصر۔ ریاض احمد سلیم کشور نعیم پاکستان کے موجودہ دور میں اچھے ڈرامہ نگار ہیں۔

مشرقی پنجاب (ہندوستان) میں صنعت ڈرامہ نگاری کو خاص طور پر ترقی ہوئی تھوڑے عرصہ میں بے شمار ڈرامے لکھے گئے جن کی صرف فہرست ہی اوراق کی کوتاہ دامنی کے پیش نظر شامل کی جاتی ہے۔ یہ فہرست شہباز ملک کی وساطت سے میسر ہوئی۔ جس کے لیے مرتبین ان کے شکر گزار ہیں۔

گورچرن سنگھ:- پریت مکٹ، سمے وی ہوا، راج کمار ریتکا، کودھرے دمی رستی، مولیر دے دو ناٹک۔ (ترجمہ)

موہن سنگھ دیوانہ:- ایکانگی ڈراما، پنکھڑیاں۔

بلونت گارگی :۔ مونیا کٹ۔ سل پتھر۔ سوہنی۔ کارگی دے ناٹک۔ سوگند سمیر (اس ڈرامہ پر انعام حاصل کیا) کنک دی بلی۔

جسونت کور آہلو والیہ :۔ ریت (دسمبر ۱۹۶۱ء میں اس ڈراما پر انعام ملا)

کرتار سنگھ دگل :۔ منظوم ڈراما اک ۔ آتم کہانی۔ تین ناٹک۔ ست ناٹک۔ پرانیاں بوتلاں۔ مٹھا پانی۔ کوہکن۔

بلبیر سنگھ :۔ اوہدوں ستے ہن۔ سپنا ٹٹ گیا۔ ست جگ توں کل جگ۔ موہ ماہیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ۔ پرراج۔ چو لڑیں اک رنگی۔ سب چور۔ پھل فیر پھلے نے۔ آروند۔ ونجارے۔

گوردیال کھوسلہ :۔ بوہے بیٹھی دھی، بے گھرے تے ہور ڈراما۔ مرمٹن والے لوک انگی۔

ایس۔ ایس مول :۔ تپست پون۔ سردار جسا سنگھ اہلو والیہ۔ سمے دے تن رنگ۔

سنت سنگھ سیکھوں :۔ وارث۔ ناٹ سنیہے۔ بابا بوہڑ منظوم۔ دیا ہی (منظوم)، تپسیا کیوں کھپیا۔ سویاں سار نہ کوئی۔ کلاکار۔ چھ گھر۔ میرے دس اک انگی۔ نار کی۔ سندر پدھ۔ بہو داں۔ (ترجمہ۔ رمیانتی بسیالاں دی نٹھی (ترجمہ)

ہری سنگھ دھیر :۔ دیش دی خاطر۔ پھل دار بوٹے۔

گوربخش سنگھ : پریت لڑی۔ پریت مکٹ۔

نرنجن سنگھ۔ تن کمانے۔ چھ ادسنے۔ جاگیردار۔ قوماں دا اکسارو۔

جگجیت سنگھ دوہیرا :۔ جیون دے موڑ تے۔ نویں دنیا نویں راہ۔

کپور سنگھ گھمن :۔ جوڑیاں جگ تھوڑیاں۔ دو چہرتاں دو مورتاں۔

کنور سنگھ: ذیلدار۔ رب دے رنگ۔ ان ہونی۔ غلط قیمتاں۔
سرجیت سنگھ سیٹھی۔ وس چوتو سے۔ اک رنگی۔ کافی ہاؤس۔ چلدے پھرٹے بت۔
کچا گھڑا۔
گوردیال سنگھ پھل۔۔ اوڑک پسچ رہے۔ ناری دی جاگ۔ آدمی دی عقل۔ کالجیئیٹ۔
رات کٹ گئی۔ کلا تے زندگی۔ نیک۔ کنبدے عقو ہر جوڑی۔ اج کل۔
سوادے ناٹک۔ ساتھی کالجیئیٹ جوڑی۔ کنک دا بوہل۔ پپیا۔ لالہ حق۔
نویاں جوتاں۔ جیون۔
پیارا سنگھ پھوگل:۔ دن رات۔ ساڑ۔ دھن پر۔ اج کاج سوا ہیلے۔
نہال سنگھ رس:۔ جیوں پھادسے (ترجمہ)
دنیا دیچ پہلی مورت۔ بدلی دنیا۔
کرپا ساگر۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ۔
گوردویو سنگھ مان۔ چانن راہ دے روڑے۔
میجر مکھن سنگھ:۔ کلا مندر۔
آئی۔ ای۔ تندا:۔ دو گھر چھلکاٹے۔ لشکارے۔ سوہے دھراں۔
گوربخش پال سنگھ:۔ اشٹ پردھان۔
اندر سنگھ چکرورتی:۔ پورب، پچھم۔
ہرسرن سنگھ:۔ پھل کملا گئے۔
ہرچرن سنگھ:۔ پوریاں دا چن۔ راجہ پورس۔ دردش۔ تیرا گھر سو ہیرا گھر۔
بلیس اک رنگی۔ ان جوڑ۔ جیون لیلا۔ دور دوراڈے شہروں۔ سپت رشی۔

جگرا۔ داس پر انعام ملا)   گیڑا۔ ساہنجھ راز۔ کھیڈن دے دن چار۔
کملا کماری۔ میرے چونویں اک رنگی۔ رتاں نوں۔ ہر رُتے دی خوشبو۔
جوشوا فضل دین:۔ دیہاتی نگوارہ ذیلدار۔ پنڈ دے وَیری۔
اشفاق احمد:۔ ٹاہلی دے تھلے۔
سجا سنگھ زخمی:۔ نردوش دوش۔
اونکار ناتھ:۔   نگری گل اوہدے۔
امریک سنگھ:۔ جیون جھلکاں۔ آساں دے انبار۔ راہاں تے کھیڑتے۔ کم کہ دم۔
مان سنگھ:۔ چھاک انگی۔ کالیداس دے ناٹک وکرم
ڈاکٹر روشن لال آہوجہ:۔ میرے نو اک انگی۔ کلاتی۔ وکاش۔ سہوگ۔ ہر لیو رتن۔
کامنگادی دکھانت۔ گاہندی ناٹک (دو حصے) نویں کھوں۔
نرمل پابندی۔   سنگار۔ پھلدار بوٹے۔
غلام نبی بشیر احمد۔ ڈنمارک دا شہزادہ۔
گورچرن سنگھ۔ جسو جا۔ گاد مکھا۔ شیر مکھا۔ مکڑی دا جال۔
سکھراج سنگھ۔ چندر گپت موریا
ہربھجن سنگھ۔ ٹیگور ڈرامے۔ (ترجمے)

کہانی :-

کہانی یا گلپ :- گلپ ایک ہندی کا لفظ ہے جو بنگالی زبان سے لیا گیا ہے
انگریزی میں اسے RT STORY کہتے ہیں۔ یہ پہلے پہل بنگالی میں
لکھی گئی۔ بنگالی سے ہندی میں آئی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کہانیاں یا داستان
ہائے کوتاہ انگریزی ... دوسے پنجابی میں منتقل ہوئیں۔ لیکن ہمیں اس سے اختلاف
ہے۔ داستان طرازی ... یک ملک اور ہر ایک زبان کا محبوب مشغلہ ہے۔ پنجاب
میں خاص طور پر قدیم الایّام سے بوڑھی عورتیں اپنے بچوں کو کہانیاں سنایا کرتی تھیں
جو ان کی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون ہوتیں۔ ہمارے ملک میں فارسی کا اثر بہت
نمایاں ہے۔ سعدی کی گلستان اور بوستان کلیلہ و دمنہ۔ انوار سہیلی انہی داستانوں
کے عمدہ مجموعے ہیں جو سالہا سال سے ہمارے اسلامی مدارس میں درساً پڑھائے
جاتے رہے۔ کہانیوں کا دوسرا دور انگریزی عہد میں شروع ہوتا ہے۔ انگریزی
میں مشہور کہانی کار اڈگر ایلن پو۔ سمرسٹ ماہام اور موپساں اس موضوع کے لئے
خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

پنجابی میں تقسیم ہند و پاکستان سے پہلے ہمارے محترم دوست رشید احمد صاحب
بی۔ اے شیشیانوالہ گیٹ گجرات نے تین افسانے لکھے میرے نزدیک افسانہ اور
کہانی کی ابتدا ان سے ہوتی ہے۔ یہ افسانے ماہنامہ "پنجابی" لاہور میں شائع ہو چکے
ہیں۔ اور سکھ صاحبان نے ناول اور ناٹک کے بعد ان کو اپنانا شروع کیا۔ سب سے
پہلے نانک سنگھ ناولسٹ نے سدھراں دے ہار۔ ہنجواں دے ہار۔ مدھے ہوئے پھل
سفنیاں دی قبر۔ سنہری جلد۔ ٹھنڈیاں چھاواں۔ تصویر دے دو پاسے (ترجمہ)

وغیرہ کتابیں لکھیں۔ سردار گوربخش سنگھ نے پریت کہانیاں۔ انوکھے تے اکلّے نام کے دو مجموعے شائع کیے۔ اِن کے بعد اِس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا۔ جو شوا فضل دین سنے ادبی افسانے، سنت سنگھ سیکھوں نے سما چار۔ پروفیسر موہن سنگھ نے نکّی نکّی واشنا۔ سجان سنگھ نے دُکھ سُکھ کے نام سے کتابیں لکھیں۔ اس کے علاوہ اِس موضوع پر اور بہت کچھ لکھا گیا۔ اِن میں مندرجہ ذیل احباب کی مندرجہ ذیل کہانیاں اعلیٰ جرائد میں دیکھی جاتی ہیں :۔

شمس نعمان۔ چیت چور۔ ادس
حنیف باوا، ٹھنی اُنگلا پھل۔ ڈنا۔ چانن۔
اصغر سرحدی: نویں منزل دا راہی۔
سکھدی حیاتی۔ الہڑاں سدھراں۔
ماجد صدیقی: دو بیڑیاں دا ملاح۔ گناہ
ڈُوہنگھیاں جڑھاں۔ جفا کشی۔
گلّن نعمانی: آس۔ کملی ہوش۔
کرن ایں تُوں لوہا کھڑ کاندی۔
عبدالحمید آمر: چیتا۔ بے زبان پیار۔
مقصود اختر: غیرت
اعجاز بھٹی: اڈیک
امتیاز خانم: ہونی دا ڈنگ۔
نجیب اسلم: قربانی
مراتب علی اختر: تتّے اتھرو۔
سلیم چودھری: کون دلاں دیاں جانے
منصور قیصر: رات دی گل۔

لطیف منہاس: مسٹر لطیف منہاس بی۔ اے، ایل ایل بی۔ ولد چودھری محمد یوسف منہاس لائل پور وکالت کرتے ہیں۔ پنجابی ادب کے زبردست ادیب ہیں کہانی خوب لکھتے ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل کہانیاں مشہور رہیں :۔

بجرا پیار۔ موجو چودھری۔ دان۔ شیرا۔ موت دا لاڑا۔ کچیاں کلیاں۔ کچیاں کندھاں۔
شوکت چودھری۔ دیوتا۔ پُل دے اُتے۔ منگنی۔

صادق قریشی ایم اے : چودھری شیر علی — شبنم عابد علی : درانی
سمیع اللہ قریشی : جوار دے ٹانڈے — انور سجاد : لمیاں واٹاں
محمد آصف خاں ۔ دو چھڑے ۔ ساون دی پہلی جھڑی ۔
محمد نواز ۔ ان کی کہانیوں کا مجموعہ "ڈونگیاں شاماں" شائع ہو چکا ہے جو کہ نہایت پسندیدہ ہے ۔
شہباز ملک : پیار دا بھٹ ، اُلیلاں ، آپ مہاریاں ، سرمئی سر گھٹا ، ٹھلیں پیا ویرہ — اَتم گھاٹ ، مٹھی چوہنڈی ۔

افضل پرویز : ہیں امانت رانجھے دی ۔ — رحمان مرزا : انھیریاں راتاں ۔
جی آئین پرویز : دو کلیاں — مجید بھٹی : جوانی دے پیر ۔
چودھری محمد اکرم : کالے بدل — ظہور احمد ظہور : ہاناں ۔
محمد ممتاز لیاقت : راج ۔ — طاہر پرویز : یاد ۔
آمین کشمیری : بھرادی سفارش — ریحان قیوم : جنگ ۔
حنیف چودھری : کچ دی گڈی — افضل طاہر : اُڈیکاں دی رات ۔
نظام دین توکلی ، اہلکاں دی پنڈ پچھی ۔ — صفدر کمال : خوشیاں دے بلاوے ۔
مرتضیٰ نقوی ، میرا لنگوٹیا ۔ — امرتا پریتم : چھمک چھمکر ۔
ترلوک منصور : لوک راج ۔ — کل ویپ : تمس ۔
کرتار سنگھ دُگل : چاننی رات دا اِک کھانیا — جگونت ورک : ماواں دھیاں ۔
سریندر رنرولا : توت پک گئے نیں ۔ — اپندر ناتھ اشک : گیانی
سلیم خاں گمی : دل والا ، موم دا پتھر ، سپ دیوا تے تیارہ ، اُسارو ، عقل دین ۔

سُندر سنگھ : کوشش مہاراج — راجندر کور . پارٹی۔
پیارا سنگھ : کاکے دا جنم۔ — مہندر سرنا : تے کالاں۔
دلیپ کور : ماں۔ — امین کور : دیوتا کہ آدمی۔

اِن کے علاوہ محمد آصف خاں، محمد عظیم بھٹی اور شہباز ملک صاحبان نے "اج کی کہانی" کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا ہے جس میں ماہر فنکاروں کی عمدہ کہانیاں انتخاب کرکے درج کی گئی ہیں۔

مشرقی پنجاب میں اِس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کی یہ فہرست محترم دوست شہباز ملک کی وساطت سے درج کی جاتی ہے۔

موہن سنگھ : نکی نکی داشنا۔ — ہرنیدر کور گرلوال، ہنجو تے مسکان،
گورچرن سنگھ : دُنیا توں ہری گل، دن تے کربہ — دُھروں بیڑیوں۔
نریندر پال سنگھ : کل تے کامے۔ — ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ : رنگ تماشے،
رُوپ لال : دھڑکناں۔ — پراندی : دلیہ ندر سنبھی۔
بلونت گارگی : ڈُھلے بیر، پیّل دا پتّا۔ — ہرنام داس صحرائی : بہو بزار
کرتار سنگھ دُگل : ڈنگر، پیّل پتیاں، سویر سار، پھل توڑنا منع ہے، نواں آدمی۔
اگّ کھان والے، میری چونویں کہانی، کرامات، گوبرج۔
بلبیر سنگھ : دس چونویاں کہانیاں، کیلے مُدھ کریہ۔
سنتوکھ سنگھ دھیر : سانجھی کندھ، سٹیاں دی چھاں، سویر ہون تک، پنجابی دیاں لوک کہانیاں، آنند پور دی کہانی۔
کنول جیت سوری : کرناں۔

دلیپ ندستیارتھی : مٹی دیاں مورتاں ؛ سونا گاچی ؛ گنگ پورش ؛ دیوتا ڈگ پیا ؛
تن لوہیاں والا گھر۔

ایس۔ ایس۔ اتول : پریت کہانیاں ؛ ویلے کویلے ؛ پنجابی بھورے۔
سنت سنگھ سیکھوں : تیجا پہر ؛ باراں دری ؛ کامیں تے یودھے ؛ سماچار۔
ادھی واٹ ؛ باراسدھاں نوں ندھاں ؛ پنیا۔
کلونت سنگھ ورک : چھاہ ویلا ؛ دوا دھئی ؛ تُوڑی دی پنڈ ؛ اکیں کہ ہم بارک
دودھ دا چھپڑ ؛ دھرتی تے آکاش۔
گورمکھ سنگھ جیت : کالے آدمی ؛ دھرتی سون سنہری۔
ہربنس سنگھ جوشی : ادھونک کہانیاں ؛ چیکاں۔
توآڑی ، لبناوت تے ہور کہانیاں پرنسپل تیجا سنگھ : سمرتیاں۔
ہری سنگھ دلبر : کنی دا ہانی ، مستیا دے وریوے ؛ یاداں لاڈیاں ؛ جھکڑ۔
ہونا ؛ کونجاں اڈ چکیاں۔
نریج سنگھ : نویں رُت ؛ دیس واپسی ؛ باسمتی دی مہک۔
البیلا پنچھی : اداسی اتے ویرانے۔ گیانی برکھا رام اگروال : سینہاں دی مالا۔
گوربخش سنگھ : بھوکھت دے رکھوالے ؛ چن تارے ؛ عشق جنہاں دی ہڈیں رچیا۔
ریکھاں دی پنڈ ؛ انر کھے تے اکلے ؛ پریتاں دی پہرے دار ؛ شبنم۔
بھابھی مینا ؛ میریاں چونویاں کہانیاں ؛ زندگی دا وارث ہے ؛ آخری سبق
تے ہور کہانیاں ؛ دنیا وفود تے ہور کہانیاں۔ ناگ پریت جادو ؛ پریت کہانیاں۔
ڈاکٹر گوربخش سنگھ : لشکدے تارے۔ جگت سنگھ ہنس : گٹ کناریاں۔

مہندر سنگھ پریت پجاری: ادھورے سپنے   گلونت فارغ: چاندی دا ڈِیل
آنند کمار: امر کہانیاں، سدا بہار دیاں کہانیاں، منورنجک کہانیاں۔
ہیرا سنگھ: پنجابی سدھراں، اُس دی نِند   ہربھجن کور: دس سال بعد۔
جھندر سنگھ: نویں سانجھ۔   اجیت سینی ایم۔اے: نوزاں پورچ۔
جوگندر سنگھ: وَن وَن دے پھل، سُکھ تے دُکھ، دُوروں نیڑیوں، سنجھ تے مسکان۔
کیسر سنگھ عاجز: وِلکدیاں سدھراں۔   بلبیر سنگھ موجی: مسالے والا گھوڑا۔
سجان سنگھ: سب رنگ، دُکھ سُکھ، دُکھ سُکھ توں پچھوں، نواں رنگ، منکھ تے پشو۔
نرکاں دے دیوتے۔   ہردیال سنگھ: چُھلّے دوالے۔
سُشیل ملک: اَن گُندے ہار۔   سریندر سنگھ کوہلی: پنجابی دیاں ریت کہانیاں
جوگندر سنگھ شاد: کلیاں تے کنڈے۔   گوردیال سنگھ پنّوں: سپنا ٹُٹا، امانت۔
دلیپ کور ٹوانہ: پہل ویہن، نوں بھریں سنگارا، سادھنا، زندگی دُور نہیں۔
کنڈے، سندھور، تراٹاں، وراگے نین، ویدنا۔
نریندر سنگھ: سیل پتھر۔   بجے دیو سنگھ بندرا: کھوٹا پیسہ۔
سرجیت سنگھ سیٹھی: مہیوال، کوڑے گھٹ، سولہ سنگار، انگریز انگریز ہن۔
ایویں ذرا۔   پریتم سنگھ پنچھی: ڈاک پتھر۔
گوردیال سنگھ پھل: ایہہ کیہہ، سگّی پھل، لیراں، ہُن دسّو، وچھنّا
کرتار سنگھ سُوری: سوگراں مہنگا ہے، پرانا پنجرا، پربھات کرناں، عرش تے فرش۔
پریتم سنگھ: سپیّاں، نویں سویر، ۱۹۵۹ء دیاں چونویاں کہانیاں۔
گیان کور نرمان: پنج کلیاں۔   برکت سنگھ: آندراں دا ساک۔

کرپال کور سرج : سرد ج کہانیاں ۔ پرنسپل بیرا سنگھ سر : کھتیں دیکھے : مرلی منوہر ۔
اندر اپریمی : وریس پربیس یاں پریت کہانیاں ۔ گنگا سنگھ : بیتیاں ۔
پیارا سنگھ داتا : مانگویں کھنب ۱۹۴۱ء : میری پہلی پریت ۔
گور بخش باہلولی : موم دی کڑی : سمے دے ہانی ۔
تیجا سنگھ صابر : لہو چوس : سمرتیاں ۔ کنول جیت : دوانھرد ۔
پروفیسر یتیم عرشی : گواچی گاں : ۱۹۵۹ء دیاں چونویاں کہانیاں ۔
اوتار سنگھ دیپک : دلبوا یلدار ہیا : جادو دا کنول ۔
میجر اسے ۔ ایس مان : دو جا سنسار ۔ لوچن سنگھ بخشی : دستے سرپ : پاپ پُن قمی پرے ۔
گورمکھ سنگھ مسافر : ٹہلنے دے بوٹے : سب اچھا : وکھری دنیا : سستا تماشا : گٹار :
چونویاں کہانیاں ۔

ایس ۔ ایس بے انت سنگھ : ہسدیاں کھیڈدیاں ۔
مہندر سنگھ جوشی : قربانی تے تڑپتیاں : پریتاں دے پرچھانویں ۔
اندر سنگھ چکروتی : ستناجا ۔ پروفیسر بیر سنگھ : ملک ماہی وا دسے ۔
ترلوک منصور : موسم خراب ہے : ادھوری کہانی ۔ ہرکشن سنگھ : نویں موڑ نویں راہ ۔
اوپندر ناتھ اشک : داودسے ۔ صوبہ سنگھ : اگ تے پانی ۔
موہن سنگھ جوش : آزادی دے پروانے : بنگالی ساہت دی ونگی ۔
ایس ۔ ایس ۔ دندھاوا : پریت کہانیاں ۔ مبارک سنگھ ایم ۔ اے ۔ کتھاں ۔ نواں جیون ۔
مکرم سنگھ گنگا والہ : اسٹیشن روڈ تے رب ۔ ۔ ۔ کہانیاں ۔ ناگ پریت : جادوئی پیپہ
ہرچرن سنگھ : سپیاں ۔ نوں بہارے ۔ جگت سنگھ ہنس : کٹ کناریاں ۔

سُورَج سنگھ اُپل : ڈھیندے منارے ؛ بھرا بھراواں دے۔
امرتا پریتم : آخری خط ؛ گوجر دیاں پریاں ؛ چانٹی دا ہوکا۔
امرجیت کور : دلاں دے نیڑے نیڑے۔ لال سنگھ ترمل : گھنڈ دے اوہلے۔
مہندر سنگھ سرنا : چھویاں دی ترت ؛ شگناں بھری سویر ؛ سپنیاں دی سیاں۔
پتھر دے آدمی ؛ وکھلی دے ولکنی۔
ہرنجن سنگھ : کُھلتے پتھر۔ حشونت سنگھ : ماں وچ کیہ پیار لے۔
سریندر سنگھ نرولا۔ ایم۔ اے : دروپ دے پرچھانویں ؛ لوگ پرلوک ؛ جنجال۔
سُکھدیو مادپوری : زری داڈوٹا۔ بلونت سنگھ صید : منگیتر۔
بلونت سنگھ : آہنڈھ گواہنڈھ۔ نوآز : ڈدہنگھیاں شاماں۔
جوشوا فضل الدین : ادبی افسانے ؛ اخلاقی کہانیاں ؛ مُنڈے دا مُل ؛ پربھا۔
پنڈ دے ویری۔
بلبیر ڈھلوں : دل ہی تاں سی۔ کے ایس پارس : مٹھے دِل۔
ونجارا بیدی : پنجاب دیاں لوک کہانیاں ؛ پنجاب دیاں جنور کہانیاں۔
رام کرشن لسبی پوری : مٹی دیاں مورتاں۔ پیارا سنگھ پدم : آزادی۔
سرجیت سرنا : تیں کی درد نہ آیا۔ سُکھ پال سنگھ : اک سی چڑی۔
نورنگ سنگھ : مرزے دی جُوں ؛ بُوہا کُھل گیا ؛ انہا کھوہ۔
گورنجن سنگھ : اگّ دی کہانی۔ راج بیدی : ساز تے بائبل۔
دھرمجن سنگھ : سپیاں ؛ نویں سویر۔ گوٹا سنگھ : لوچپارے دی۔
گیان کور ترمان : پنج کلیاں۔ برکت سنگھ آنند : اپکار ورشن ؛ زنکاری جوتاں۔

پاندھی، منگھتا رونڈی ہی، اک سڑک دا جنم۔
جسونت سنگھ، کھوٹا کھیا۔ سکھبیر سنگھ، ڈبدا چڑھدا سورج۔
پروفیسر وریام سنگھ، اِک سی راجہ۔ ایس ایس کنول، بکھڑا پینڈا۔
جسونت سنگھ کنول، زندگی دور نہیں، کنڈھے سندھور، بھادناں، رُوپ دے لکھے۔
رنجیت سنگھ چترتھ، رنجیت کہانیاں، دس مدار، سورنگ وچوں، سردارنی۔
ترلوک سنگھ، سندرتا دی دیوی، انمول کہانیاں۔
سوہن سنگھ سیتل، جاگدے سُپنے، قدراں بدل گیاں۔
سیجا سنگھ ہمدرد، دل بول پیا۔ کلدیپ سنگھ ایم۔اے، نویں پنجابی کہانیاں۔
سردار جسونت سنگھ دوست، اج دی کہانی۔
ابھے سنگھ، چھبے دیاں کلیاں۔
امر سنگھ، تیرتھ، سپ تے ساگر۔
دلیو ندر سنگھ ایم۔اے، گیت تے پتھر، دو کنارے۔

مقالے:-

مقالے یا مضامین کا انگریزی عہد سے قبل کوئی وجود نہیں تھا۔ پنجابی ادب میں یہ انگریزی اور اُردو سے براہِ راست داخل ہوئے۔ جب سے پنجابی اخبار و جرائد کا سلسلہ شروع ہوا اچھے اچھے مصنفین علمی، ادبی، مذہبی اور سیاسی مقالے لکھنے لگے۔

قاضی فضل حق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کے مضامین پنجابی موضوع پر خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

موجودہ دَور میں روزنامہ امروز۔ پنج دریا۔ پنجابی ادب میں اعلیٰ پایہ کے مقالہ نگار مقالے لکھ رہے ہیں۔ آئے دن ریڈیو اسٹیشن لاہور اور راولپنڈی سے بھی پنجابی میں عمدہ مقالے اور مضامین نشر ہوتے ہیں۔ بعض ادبی جرائد میں مندرجہ ذیل احباب کے مقالے یا مضامین دیکھنے میں آئے ہیں، جو اس موضوع کی زینت ہیں۔ شریف کنجاہی کی کتاب جھاتیاں اور شہباز ملک کی "چانن" اِس موضوع کی مستقل کتابیں ہیں۔

عبد المجید سالک:۔ دڑلیاں وِچ۔ بے حیاواں کنجریاں۔ سالوں پنجابی بولی نے فخرا ہے اردو داندواں دور۔ ان کی کتاب "پنجابی تے سالک" حال ہی میں لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

نواب زادہ مہدی علی خاں:۔ شیکسپئر دی انگریزی تے ساڈی پنجابی۔

جوشوا فضل دین:۔ بہشت دی تصویر۔

عبد السلام خورشید:۔ پنجاب دی تاریخ تے ادب۔

مرزا مقبول بیگ بدخشانی۔ ایم۔ اے۔ ہاشم شاہ۔

شہباز ملک:۔ شرف اک لوکائی کوی۔ پنجابی داراں وچ منظر کاری۔

نذیر فاطمہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی :۔ جنت دا محل۔
م۔ رح رانا :۔ اقبال تے تصوف۔ بلھے شاہ اک آفاقی شاعر۔ خون دا بھل بھلیاں۔
صوفی تبسم :۔ پنجابی شاعری وچ تصوف۔
ڈاکٹر ترلوچن :۔ بلھے شاہ دا تصوف۔
ڈاکٹر وحید قریشی :۔ سسی پنوں۔ پنجابی املا تے معیاری لکھت۔
نور کشمیری :۔ شہیدا حافظ برخوردار۔
عین الحق فریدکوٹی :۔ اصلی نام فضل الٰہی ریاست فریدکوٹ کے باشندے ، موجودہ رہائش بوریوالہ ضلع ملتان ہے۔ پنجابی تے یونانی زبان دا اثر۔ پنجابی زبان دیاں جڑھاں۔
اختر احسن :۔ پنجابی املا۔
محمد عالم کپورتھلوی :۔ پنجابی املا۔ وارث شاہ دا عشق۔ رمل نال نجوم دا علم۔ جہالت دا علاج۔
سردار محمد :۔ اختر لاہوری۔ سو دن چور دا اک دن سعد دا۔ پیر فضل گجراتی پنجابی املا۔
راجہ رسالو :۔ جشن سدید۔

اصلی نام محمد صادق عاجز۔ ضلع شیخوپورہ کے باشندے ہیں۔ پنجابی ادب سے خاص لگاؤ ہے۔ موجودہ دور کے موقر جرائد میں آپ کے نگارشات اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ پنجابی ادب کی سرپرستی میں خاص مقام رکھتے ہیں۔
غلام یعقوب انور :۔ ناواں دی کہانی۔ ایشیا دی چانی۔ ہاسے بکھیڑے۔ تخیل گہ۔

بیداری دے سُفنے۔

محمد آصف خاں :۔ واراں دے پاتر۔ علاقائی زباناں دی کانفرنس۔ پنجابی املا۔
ساڈا ادبی ورثہ۔ کجھ ناول دے بارے۔

سلیم الرحمٰن :۔ مادھو لال حسین۔

گوبند سنگھ لانبھا :۔ کجھ دمودر بارے۔

ظہور نذر۔ خواجہ فرید دا اصلی روپ۔

مرزا مراد پرویز۔ نویں تقاضے نویں رستے۔

نصیر اے انور۔ اقبال تے جمہوریت۔

میاں اخلاق احمد۔ پنجابی زبان دے ادب تے تاریخ ول جھات۔

احمد حسین احمد۔ عبدی تے عبداللہ لاہوری۔

شفقت تنویر مرزا۔ ماہ نامہ پنجابی ادب لاہور میں ایک مستقل عنوان ,سدھ سرٹپے
لکھتے ہیں۔

اِس موضوع کا ذوق روز بروز بڑھ رہا ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ ادیب اپنے کمالات دکھانے میں مصروف ہیں۔

سرجیت سیٹھی نے "پنجابی ناول" لکھے۔

محمد سرور نے "پنجابی ادب" اُردو زبان اور اُردو رسم الخط لکھی جس کو ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی نے شائع کیا۔

عبدالغفور قریشی نے "پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ" پنجابی زبان اور اُردو رسم الخط میں لکھی جو لاہور سے شائع ہوئی۔ اب افسانوں اور ڈراموں کے دو انتخاب مرتب کیے ہیں۔

فقیر محمد فقیر نے ..... پہل پنجابی زبان اور اردو رسم الخط میں لکھی۔

منشی مولا بخش کشتہ نے "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" پنجابی زبان اور اردو رسم الخط میں لکھا۔

سلطان محمود صاحب نے "پنجابی شہ پارے" اردو زبان اور اردو رسم الخط میں لکھے۔

راقم قریشی احمد حسین احمد نے "تاریخ ادب پنجابی" ایک مبسوط کتاب اردو زبان اور اردو رسم الخط میں لکھی جو تاحال شائع نہیں ہوئی۔ اس میں زبان کا تاریخی پس منظر رسم الخط کا مسئلہ اصناف سخن شروع سے لے کر آج تک کے شعراء کے حالات مع نمونہ ہائے کلام نثر میں ناول۔ افسانہ۔ ڈرامہ۔ تاریخ و تنقید اخبار و جرائد کے موضوع پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

"پنجابی ادبی تذکریاں" تے اک تنقیدی نظر کے نام پنجابی اور اردو ہر دو زبانوں میں راقم قریشی احمد حسین احمد نے ایک طویل مقالہ لکھا جو پنجابی ادب کے خاص نمبر کی صورت میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں تمام مطبوعہ کتابوں کی تحقیقی اور تاریخی غلطیاں باحوالہ بیان کی گئی ہیں۔ مقالے کی زبان پنجابی اور رسم الخط اردو ہے۔ (اس مقالے کی تحریر پر پاکستان رائٹرز گلڈ نے انعام دیا ہے)

حال ہی میں راقم قریشی احمد حسین احمد کا ایک تنقیدی اور تحقیقی مضمون "عبدی تے عبداللہ لاہوری" کے عنوان سے ماہنامہ پنجابی ادب میں شائع ہوا ہے۔ اور عبدالغفور قریشی کی کتاب پر پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ پر تبصرہ تین اقساط میں ہفتہ وار چٹان میں شائع ہوا۔

میاں اخلاق احمد صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل کا ایک تنقیدی مضمون "پنجابی زبان دے ادب تے تاریخ ول جھات" کے عنوان سے ماہنامہ پنج دریا لاہور میں شائع ہوا۔ ان کے علاوہ مزید کوششیں بھی جاری ہیں۔

ان کے علاوہ تاریخ و تنقید کے موضوع پر کام کرنے والوں کی ایک مبسوط فہرست شہباز ملک صاحب نے ترتیب دی ہے بشکریہ کے ساتھ شامل کتاب ہذا کی جاتی ہے۔

موہن سنگھ، اگدپر چیا؛ جتیندر ساہتا سرور۔

گوربچن سنگھ؛ موہن سنگھ تے اوہدی کو؛ پنجابی بولی دا وکاش؛ ساہت پڑچول۔

پنجابی گلپ کار؛ پنجابی ناٹک کار؛ ورتمان پنجابی وارتک ملکاری (پروفیسر سرندر سنگھ جوہر نے رل کے لکھی)

پروفیسر پریم پرکاش سنگھ؛ پنجابی بولی دا نکاس تے وکاش؛ پنجابی کوی دی کلا پکھ۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ؛ بلھے شاہ؛ کبیر تے بھگتی لہر؛ انگریزی نیلی دھارا صوفیاں دا کلام؛ پنجابی ادب دی مختصر تاریخ؛ آدھنک پنجابی کوتا

(A HISTORY OF PUNJABI LITRATURE)

پنجابی بھاکھا تے چھند ابندی۔

بلونت گارگی ، رنگ منچ (ہندوستانی ڈرامہ پر لکھی کتاب یہ امریکہ میں بھی ترجمہ ہو کر
بنج ہوئی ہے۔ گارگی کو امریکہ کے دورے کی پیشکش بھی ہوئی۔ گارگی نے
یہ دورہ کیا — کتاب کی قیمت بھارت میں ۴۲ روپے ہے)

ہیرا سنگھ درد : پنجابی ساہت دا اتہاس۔ بلبیر سنگھ : موہن سنگھ دی کوی کلا۔
ایس ایس۔ امول : پنجابی لکھن کلا، پراتن پنجابی کا دوکاس، کوی ادھن۔
سنت سنگھ سیکھوں : سر سدھ پنجابی کوی، ساہتارتھ۔
باوا بدھ سنگھ : پریم کہانی، پپیہا بول، کوئل کو، ہنس چوگ۔
گوردیت سنگھ جیت : امرتا پریتم دی کوی کلا، سمکالی پنجابی کہانی۔
ہربنس سنگھ جوشی : بھائی ویر سنگھ تے اوہناں دی رچنا۔
پرنسپل تیجا سنگھ : پنجابی کویں لکھیے، ساہت درشن، شبد انت لگاں تے ماتراں۔
شبد ارتھ، نویاں سوچاں۔

گوربخش سنگھ : میرے جھروکے وچوں۔ بلبیر سنگھ دل : پنجابی کہانی دا وکاش۔
بلونت سنگھ : پستک کلا دا پربودھ۔ محمد لطیف : پنجابی دا اتہاس۔
پروفیسر مشہر سنگھ : یار دے ڈھولے۔ اتر سنگھ : کاوادھیان، درشٹی کون۔

سریندر سنگھ کوہلی : پنجابی ساہت دا اتہاس، پنجابی ساہت دستو تے بنتر،
پروفیسر پورن سنگھ، لالہ کرپال ساگر تے اوس دی کرتا، پنجابی ساہت بارے۔

آزاد : پنجابی ساہت دے اسیرے۔ گورچرن سنگھ طالب : ادھونک رنگ سکھاری۔
پال سنگھ : پنجابی کلا النکار۔ وشیشر ناتھ ایم۔ اے۔ ساہتک لیکھ۔
ڈاکٹر ہرت سنگھ : ساڈا دیس۔ ہردیال سنگھ : ساہتک سکھیا۔

ڈاکٹر ہرنام سنگھ شان: اُسرا پنجاب ؛ سسّی ہاشم ؛ چٹھیاں دی وار (ایڈیٹ)
سرجیت سنگھ سیٹھی: کوی چاترک ؛ پنجابی ناول ؛ ناٹک کلا بارے۔
پیارا سنگھ: پنجابی کوتا پر وفیسر تے دکانش۔ کرتار سنگھ سوری: ساہت درپن۔
پیارا سنگھ بھوگل: ساہت دی روپ ریکھا ؛ پنجابی کوتا دے سو سال۔
پریتم سنگھ: سکھاں دے راج دی وتھیار ؛ ہاشم بارے۔
دریام سنگھ: ونیادی کہانی ؛ بھارت دی کہانی ؛ پرسدھ ہندستانی ؛ دشوں بھبادا اتہاس
ستبیر سنگھ: ساڈا اتہاس۔ ہرچرن سنگھ: پنجابی ساہت دا اتہاس (جیبی)
سوندر سنگھ اُپل: پنجابی کہانی کار۔ گنڈا سنگھ: پنجاب اُتے انگریزاں دا قبضہ۔
ڈاکٹر گوپال سنگھ: پنجابی ساہت دا اتہاس ؛ ساہت دی پرکھ۔
امرتا پریتم: پنجابی ساہت (ادب) دا وکاش۔
سرندر سنگھ نرولا ایم اے: ساڈا اتہاس ؛ پنجابی ساہت دا اتہاس ؛ پروفیسر
پورن سنگھ ؛ ساڈے ناول کار۔ پنجابی ساہت دی جان پچھان ؛ بھائی ویر سنگھ ساہت ساچا۔
ڈاکٹر فقیر محمد فقیر: مہکدے پھل۔ محمد سرور: پنجابی ادب دا اردو میں تاریخ۔
پیارا سنگھ پدم: ہندوستانی ملکہ ؛ پرسدھ ہندوستانی کوتا ؛ پرسدھ پنجابی کوی ؛
ہاشم رچناولی ؛ پنجابی بولی دا اتہاس ؛ پرسدھ ہندوستانی کوی۔
عبدالغفور قریشی: پنجابی زبان ادب تے تاریخ۔ پنجابی ادبی اکیڈمی: سالک تے پنجابی۔
ڈاکٹر روشن لال آہوجہ: ساہت دے مکھ روپ ؛ الوچنا دے سدھانت ؛
ادھونک پنجابی ناٹک (گوردیال سنگھ پھل کے ساتھ) (دیوان سنگھ کے ساتھ)
ساہت شاستر ؛ پچھمی الوچنا دے سدھانت (انعام یافتہ ترجمہ)

کرپال سنگھ کسیل : ادھونگ گھرکار؛ پنجابی شاہت دی اُتپتی ؛ ساہت دی اُتپتی تے وکاس (دو حصے) ؛ ساہت دے روپ ؛ ساہت پرکاش ؛ پنجابی ساہت دا اتہاس ۔

فنون :-

پنجابی ادب میں ان فنی کتابوں کا بھی اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ ان میں اس سے پنجابی گرامر، لغت اور فلالوجی کے موضوع پر بعض کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

جس وقت پنجاب میں عیسائی مذہب کی تبلیغ کی تحریک شروع ہوئی۔ تو بعض انگریز لوگوں نے پنجابی زبان کی گرامر بھی انگریزی میں لکھی۔ ان میں سے ڈاکٹر کیری پادری جے نیوٹن کی گرامریں مشہور ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں بہاری لعل نے پنجابی زبان میں ایک گرامر لکھی۔ پھر پروفیسر رام سنگھ کا پنجابی ویاکرن بھی اس موضوع میں خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ جدید اسالیب کے پیش نظر اگر دیکھا جائے تو پنجابی زبان میں تاحال پنجابی کی کوئی گرامر نہیں لکھی جا سکی۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے محمد علی فائق نے ایک گرامر کی کتاب قواعد پنجابی کے نام سے لکھی ہے جو عنقریب پنجابی ادبی بورڈ لاہور کی طرف سے طبع ہونے والی ہے۔

البتہ پادری جے نیوٹن نے ۱۸۵۴ء میں اور بھائی لبھ سنگھ ٹوری نے پنجابی لغات تصنیف کی تھی لیکن ابھی رسم الخط میں کوئی قابلِ ذکر کتاب تالیف نہیں ہوئی۔

فلالوجی کے باب میں ڈاکٹر بنارسی داس جین سابق اورینٹل کالج لاہور کی کتاب انگریزی زبان میں موجود ہے۔

اِن کتب کے علاوہ دیگر زبانوں کی فنی کتابیں بھی پنجابی نثر میں کہیں کہیں نظر آتی ہیں جن میں سے قانونچہ کھیوالی عربی صرف ونحو کی پنجابی زبان میں مشہور کتاب ہے۔
حافظ نور دین چکوڑ دی ضلع گجرات متوفی ۱۳۰۲ھ نے رسالہ بسم اللہ، پکی روٹی کے اسلوب تحریر میں تحریر کیا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر ایک سو ساٹھ صرفی نحوی اعتراضات کے جوابات لکھے ہیں۔ یہ رسالہ طبع نہیں ہوا قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔
علم قرأت میں حاجی محمد دین صاحب گجراتی نے زینت القادری نام کی ایک کتاب لکھ کر شائع کی جو اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ مولوی حیات محمد صاحب واعظ حقیقی تایا مولوی محمد علی فائق مصنف نورانی شعلے (قرآن مجید دا بامحاورہ پنجابی منظوم ترجمہ) نے رموز قرآن کے نام سے ایک کتاب پنجابی نثر میں تحریر کی جس میں قرآن حکیم کے اعراب و الفاظ کے متعلق بحث ہے۔
انگریزی عہد میں جبکہ جدید سائنسوں نے ترقی کی تو جدید سائنسوں کے متعلق پنجابی نثر میں دیکھنے میں آتے ہیں جن میں سے عارف رضا۔ ایم۔ اے کا مضمون نفسیات کے بارے میں "سفنے" کے عنوان سے دیکھنے میں آیا ہے۔
جناب م۔ ح۔ رانا نے طب کے متعلق ایک مقالہ تحریر کیا ہے۔ مراد پردیزر صاحب کا مضمون سائنس قابل ذکر ہے۔

ان کے علاوہ

سائنس طب یا مسٹری۔ انجینیرنگ اور اصطلاحات کے انگریزی سے پنجابی میں تراجم ہو رہے ہیں۔
پنجابی اکھان، سلطان بیگ عرف نظام دین ریڈیو پاکستان لاہور کا ایک مجموعہ

چھپا ہے، "سوہنایا اکوّمت" کے نام سے مسٹر شہباز ملک نے بھی
ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں تقریباً چار ہزار کے قریب پنجابی اکھان درج
کیے ہیں۔ - - - - - - - - پنجابی گرامر کے متعلق پنجابی
میں اور دیگر زبانوں میں پنجابی گرامر وغیرہ کے متعلق بعض کتب کی فہرست محترم دوست
عبدالغفور قریشی مصنف پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ نے ارسال کی ہے جو کہ شامل
ہذا ہے۔ ان چیزوں سے پنجابی ادب - - - - - کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

پنجابی گرامر لالہ بہاری لاہور۔ ۱۸۶۷ء
پنجابی دیاکرن سار۔ لدھیانہ۔ ۱۸۶۹ء
قواعد زبان پنجابی۔ ۱۸۸۴ء
منشی کاشی رام کھتری۔ لاہوری
پنجابی بات چیت۔ ۱۸۷۵ء
اے سی پال اینڈ سنز۔ امرتسر
پنڈت شردھا رام پھلوری۔

متفرق کتب نثر:۔

ان فنی کتابوں کے علاوہ متفرق کتب نثر اس دور میں بے شمار لکھی گئی ہیں۔
...نی سے بعض کے نام (بشکریہ شہباز ملک) ذیل میں درج ہیں۔
...شو شرن سنگھ ورما: بدھیاں وائی۔
...رنام داس: ہدایت نامہ خاوند، ہدایت نامہ بیوی۔
...چرن سنگھ: آزاد ہند فوج، پنجابی انگریزی کوش، فصل رکھیا۔

بھائی ویر سنگھ: گورو نانک چمتکار، کلگیدھر چمتکار، آشٹ گورو چمتکار، سنت گاتھا۔
نرندر پال سنگھ: نک ٹک، پردیسیاں وچوں، بھارت دے تہوار، میرا ودیسی سفر۔
دامودر سنگھ: استری دی کہانی، پراربھک ارتھ وگیان۔
ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ: جگت تماشا، پت جھڑ۔ بلونت گارگی: نم دے پتے (مضمون)
باوا بلونت سنگھ: کس کس طرحاں دے ناچ۔ کرتار سنگھ دُگل: بند دروازے، سفیدی کوتا۔
ہیرا سنگھ درد: امتحانی لیکھ، برج بھولی تے ملایا یاترا۔
نانک سنگھ ناولسٹ: رسوئی سکھیا۔
ایس ایس اموّل: نویں لیکھ پٹاری، جیون سوجھ، انگریزی پنجابی ڈکشنری۔
پنجابی شبد جوڑ، امول یاترا، سنگیت پربھاکر، پردیسی رچنا، سستی پنول۔
ہیر وارث شاہ (ایڈیٹ)، ہیر دمودر (ایڈیٹ)، ورشٹی کون۔
سنت سنگھ سیکھوں: پنجابی شبد بوجھ، پنجابی شبدالوی۔ (آکھن جھٹے)
ہربنس سنگھ جوش: پرگیہ پالن۔ کشن سنگھ عارف: کلیاں والی ہیر۔
سنت سنگھ: بجلی گائیڈ، تشکنلاکتائی کلا، سائنس دا پربھاو سماج اُتے۔
پرنسپل تیجا سنگھ: انگلو پنجابی ڈکشنری، آرسی، سبھیاچار۔
گوربخش سنگھ: نواں شوالا مضامین، سکھاویں سدھری زندگی، چنگیری دنیا، کھلادر، پرسن لمی عمر، ساڈے وارث، میریاں کرجھل یاداں، نویں تکڑی دُنیا، بھکھدی جیون انگیاری، ریجھاں دی کھڈی۔ زندگی دی راس، اک دنیا دے تیراں سپنے، سوے پرانتا دی لگن۔
جوگندر سنگھ: پنجابی شارٹ ہینڈ، کنجی شارٹ ہینڈ۔

پروفیسر رام سنگھ : کشمیر تے کلّو؛ پنجابی ویاکرن؛ پنجابی شبد چمتکار۔
بخشیش سنگھ : موج اُڈاری۔ ڈاکٹر ارجن سنگھ : تہاڈی نس ستے ہنس۔
پروفیسر پورن سنگھ : کھلے لیکھ۔ کپور سنگھ : سپت سرنگ؛ بہو وستار۔
جگدیش سنگھ : گنجدار بچے؛ زندگی دے راہ تے؛ ساڈے بچے؛ بچے دے پہلے سال۔
ڈھلدے گھڑے۔ رابندر سنگھ : پنجابی شارٹ ہینڈ۔
ہرندر سنگھ روپ : چھنجاں، پہنچے؛ سکھ تے سکھی؛ بھائی گورداس؛ رُوپ رنگ۔
ہرندر سنگھ کوہلی : ہیر وارث شاہ (ایڈٹ) آزاد : ست ستارے؛ شہید بھگت سنگھ۔
ورکیھ سنگھ : مولانا آزاد۔ ایشور سنگھ چترکار : گل بات؛ قلم دی آواز۔
ڈاکٹر ہردت سنگھ : پُورب ستے پچھم؛ من بیتی۔
لال سنگھ کملا اکالی : سیلانی دیس بھگتی؛ میرا ولائتی سفرنامہ؛ موت رانی دا گھنڈ۔
جیون نیتی؛ من دی موج۔
ہردیال سنگھ : راہاں دے راہی (سفرنامہ)؛ اک سنہری دل۔
پرتاپ سنگھ : پاکستانی کھلکھاڑا؛ ساڈا دیش؛ قدرت دے چمتکار؛ ساڈا دیس تے اوہدیاں سمسیاواں۔
ڈاکٹر بھگوان سنگھ : بال مرکھیا۔ کیلاش جے پوری : رسوئی کلا۔
نریندر سنگھ سورج : نربل پرانت جیتو؛ نہرو پروار؛ چڑیا گھر۔
پرنسپل اندر سنگھ : کھیتی باڑی دی بلچھ ٹینک۔ تخت سنگھ : شہید کرنیل سنگھ۔
بابا پریم سنگھ : ہری سنگھ نلوا؛ مہاراجہ رنجیت سنگھ؛ مہاراجہ شیر سنگھ۔
نواب کپور سنگھ؛ بابا پھول سنگھ؛ کنول نونہال سنگھ۔
سرجیت سنگھ سیٹھی : نیتا جی؛ جرنیل موہن سنگھ۔

پنجابی لسانیات دا ادب

گوردیال سنگھ پھُل: سائیکل کویں بنیا؛ ٹیلیفون کویں بنیا؛ بھیا جودھ سنگھ۔

کلدیپ سنگھ سوری: کھیتی باڑی بارے۔ پروفیسر عطر سنگھ: درشٹی کون۔

پریتم سنگھ: ساڈے پُھان؛ سچی زندگی؛ جیون جاچ؛ سکھاویں تے سچی زندگی۔

سنت سنگھ: من جیتے جگ جیت؛ اردو گتا امرت۔

بھگت سنگھ: جیون پیچ۔ اندر کور: قرین سوٹی رکھیا؛ منوہر سوئی رکھیا۔

ریڈ۔ اسے چودھری: بنگ سوتنترتا؛ وشو سبھتیا دا اتہاس۔

پیارا سنگھ داتا: اپریل فول ۵۸ء؛ اکبر بیربل ہاس ونود ۵۱ء؛ آپ بیتیاں ۵۷ء
دُرگنتیاں ۵۸ء؛ شکر پارے ۵۹ء؛ پروانے ۴۲ء؛ مہاراجہ دلیپ سنگھ ۴۴ء
نیتاجی ۴۶ء؛ سکھ شہید ۴۸ء؛ شہید دیوی ۴۳ء؛ انقلابی یودھا ۴۵ء
سکھ اتہاس دے خونی پتر ۴۶ء؛ ونڈاں چھٹی پتر ۴۸ء؛ لچھمی (انواد) ۵۴ء
آکاش راس دی کہانی ۴۳ء؛ نرویا جیون ۴۶ء؛ استری سکھیا ۵۲ء
سہاگ سکھیا؛ وطن دے شہید؛ ۴۲ء دے باغی انقلابی؛ زندہ شہید۔

ستونت کور چھبر: سکول پربندھ؛ ماتا بھاشا پنجابی دی سکشا۔

نہال سنگھ رس: رس پنجابی شبد کوش۔ ڈاکٹر دیو داس ہندی: پنجابی اکھاناں دی کھان۔

ٹی آر شرما: منو وگیان۔

لال جی رام شکل: سکھیا وگیان؛ ساڈے بچے تے اوہناں دیا سمسیاواں۔

سری سیوا سنگھ سیوک: پنجابی لیکھ بھنڈار۔ ڈاکٹر ساکھن سنگھ: سریک ودیا۔

پروفیسر گنگا سنگھ: جیون کرتاں؛ جنہاں وچ کوئی بولئے؟؛ سکھ دھرم دی فلاسفی۔

پروفیسر صاحب سنگھ: گوربانی دیاکرن؛ آسا دی وار سٹیک؛ سکھمنی صاحب سٹیک۔

سدسٹیک شلوک کبیر سٹیک ؛ متے بلونت دی وار سٹیک ؛ سدگور گوشٹ سٹیک ؛
برائی دا ٹاکرا ؛ سربت دا بھلا ؛ دھرم ستے سدا چار ؛ چانن منارے ؛ جاپ صاحب ؛
شلوک فریدجی ؛ باقی سرگور وانگد دیوجی ۔ پنجابی سوجھ پرکاش ۔
سیٹھ آدم جی عبداللہ : پنجابی بول چال ؛ پنجابی بجھارتاں ۔
تیجا سنگھ صابر : جگدیاں جوتاں ۔ اوتار سنگھ : شہید بھگت سنگھ ۔
پروفیسر جگجیت سنگھ ایم اے : اتہاس غدر پارٹی گوراندتہ کھنہ : پرسدھ جیونیاں ۔
سردار سنگھ امول : جیون جوتاں ؛ پرسن جیون ۔
مہتاب سنگھ : جیون کرناں ؛ نواں تھانواں دا کوش ۔
گورمکھ سنگھ سافر : نیتا جی آزاد ہند فوج ؛ باغی جرنیل ۔
پنجابی ادبی اکیڈمی : ہیروارث شاہ (ایڈٹ عبدالعزیز بیرسٹر) کلیات بلھے شاہ ۔
سوہن سنگھ جوش : میری روس یاترا ۔
سوہن سنگھ : مان سرور ۔ مبارک سنگھ ایم اے : نواں جیون ۔
ایم ۔ ایس ۔ رندھاوا : پریت کہانیاں ؛ پنجابی چارک دی پستک ؛ کانگڑا ۔
شہباز ملک : (چانن) ؛ ادبی ۔ علمی ۔ سیاسی ۔ مذہبی مضامین) ؛ پدھرے راہ (حل پرچہ جات)
سوکھے پینڈے ۔ (حل پرچہ جات) ؛ اجوکی کہانی (پنجابی ایکانکی کہانی کا انتخاب)
کرم سنگھ : صحت خوراک تے تندرستی ؛ کھیتی باڑی بارے ؛ راجہ دھیان سنگھ ۔
بابا آسر سنگھ ۔ آدرشک سنگھنیاں ؛ سہاگ سکھیا ۔
امرتا پریتم : موم بتیاں دا الجھیت ؛ باریاں جھروکے (سفرنامہ)
لال سنگھ : یونیورسٹی پنجابی لیکھ ؛ نت ورتوں دی سائنس ؛ سرل چٹھی پتر ۔

(بقیہ اگلے صفحے پر)

دیوان سنگھ مفتون : ہڈبیتیاں ؛ ناقابلِ فراموش
پروفیسر دیوان سنگھ : امرجوتاں ؛ سونیوا دتے ہور لیکھ ؛ سوہنی یا سسّی ہاشم ؛ باوا سدھ یددرشن۔
پروفیسر سندر سنگھ : سوجھ سواد۔
پروفیسر کرتار سنگھ : رچیرے پنجابی لیکھ ؛ اے سٹنڈرڈ ڈکشنری آف ٹیکنیکل ٹرمز۔
پروفیسر آردن : سنسکرت پربودھ
جوشوا فضل دین : لیسوع دی زندگی۔
ڈاکٹر فقیر محمد فقیر : لہراں ؛ پنج حاوی ؛ بلّھے شاہ (ایڈیٹ) ؛ ہیروارث (ایڈیٹ)
ملک عبدالرؤف : بلّھے شاہ تے اوہدیاں کافیاں
حبیب اللہ فاروقی : نبیاں دا سردار
پیارا سنگھ پدم : اُپشا پنجلی ؛ سولاں کلاں ؛ اسی پنچھی ہاں۔
گورچرن سنگھ بیدی : چن یا تارا۔
سیوا سنگھ : بہادر سنگھنیاں۔
چوہدری محمد افضل خاں : ترجمہ شلوک فرید ؛ ترجمہ وشرح کافیاں شاہ حسین ؛ ترجمہ مثنوی مولانا روم ؛ ہیروارث۔ (ایڈیٹ)
گورچرن سنگھ سوکھی : نیچے دے ڈھلے سال ؛ بال منووگیان۔
ڈبلیو۔ اے کینن :—

A COLLECTION OF PANJABI PROVERBS

دریام سنگھ : مہارس۔
ترلوک سنگھ دید : ناں تے بچہ
ترلوک سنگھ : بھگت سنگھ شہید ؛ مہارانی جنداں ؛ مہارانی چند کور ؛ بہادر چرن کور۔ رانی سدا کور ؛ انکھیلا جرنیل ؛ جیون کتھا گورو تیغ بہادر جی ؛ بہادر بچتر سنگھ۔ بہادر دلیپ سنگھ ؛ سوہرا گھر ؛ پیکا گھر۔
ماسٹر تارا سنگھ : میری یاد ؛ انکھی سورما۔

سوہن سنگھ سیتل: پنجاب دا اُجاڑا ، سکھ شلاں ، سکھ راج تے شیر پنجاب

بندا سنگھ شہید ، سکھ راج کویں بنیاں۔

شمشیر سنگھ، گیتا (ترجمہ) آدمی دی پرکھ۔ گورودت سنگھ، میرا پنڈ۔

کرپال سنگھ کسیل: چنڈی وار سٹیک (ایڈیٹ)

سُتنتر: بال گنجھلاں۔ ڈاکٹر سیوا سنگھ: لیڈی ڈاکٹر۔

درشن سنگھ آوارہ: بغاوت ، ہل چل ، میں باغی ہاں۔ گستاخیاں ، انقلاب دی راہ۔

امیر سنگھ: انگلش ٹیچر۔ دیوندر سنگھ: سیل سپاٹے (سفرنامہ)

ہرنجیت سنگھ: منکھ تے منو وگیان۔

پرکاش کور راؤنا: منوہر رسوئی سکھیا ، سیتل کٹائی سکھیا ، سیتل درزی سکھیا۔

سیتل ایمبرائیڈری بک ، سیتل کشیدہ کاری (۶) حصے ، نیو سیتل

ایمبرائیڈری بک (۶) حصے۔

ہربھجن سنگھ: واڈھوں پکے ، بدھی مان دائی۔

اخبار و رسائل :-

اخبار و رسائل بھی انگریزی دَور کی پیداوار ہیں۔ اور انگریزی اسلوب کے پیشِ نظر معرضِ وجود میں آئے۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) مذہبی جرائد۔ (۲) ادبی جرائد۔ (۳) مزاحیہ جرائد۔

مذہبی جرائد میں سب سے پہلے ۱۸۷۳ء میں ہندو پرکاش امرتسر سے شائع ہوا۔ لبعد میں گیانی دت سنگھ صاحب نے خالصہ اخبار۔ بھائی سنت سنگھ نے خالصہ گزٹ۔ بھائی لاہورا سنگھ نے سندھ سبھا گزٹ۔ بھائی ویر سنگھ نے خالصہ سماچار جاری کئے۔ جن کے مدِنظر سکھ مذہب کا پرچار تھا۔

ادبی رسائل و جرائد میں سے ۱۸۹۶ء میں لالہ امرناتھ منصف جالندھری نے "امرت پتر کا" جاری کیا۔ جس کے ایڈیٹر کرنل بھولا ناتھ وارث بیرسٹر مقرر ہوئے اسی سال گوجرانوالہ سے لالہ بانکے دیال نے بزم شعرا جاری کیا۔ ۱۹۲۵ء میں گیانی ہیرا سنگھ درد نے پھلواڑی۔ ۱۹۲۸ء میں جوشوا فضل دین نے لائل پور سے پنجابی دربار۔ ۱۹۳۰ء میں کرنل بھولا ناتھ نے سارنگ، ۱۹۳۱ء میں چرن سنگھ شہید نے ہنس جاری کیا۔

مزاحیہ رسائل میں سے موجی، چرن سنگھ شہید نے گورمکھی رسم الخط میں جاری کیا۔ پھر اس کے بعد ایک رسالہ پنجابی پنچ جاری ہوا جس میں مذہبی۔ سیاسی مزاحیہ مضامین ہوتے تھے۔

اِن رسائل کے علاوہ ۱۹۰۸ء میں بانکے دیال صاحب نے گوجرانوالہ سے

رگھبیر پتر کا جاری کیا۔ ۱۹۰۵ء میں خالصہ ینگ میگزین امرت سر سے نکلا۔ سردار گوربخش سنگھ نارنگ نے ۱۹۲۵ء میں رسالہ پریتم جاری کیا۔ پنجابی زبان اور ہندی رسم الخط میں ایک رسالہ لالہ ملکھی چند اور گورا ندتہ کھنہ نے جاری کیا۔ کلکتہ سے رسالہ کوی، گورمکھی رسم الخط میں جاری ہوا۔

تقسیم ہند و پاکستان کے بعد سردار کرتار سنگھ ملگن نے امرت سر سے کوتا کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ پھر پٹیالہ سے پنجابی دنیا، انبالہ سے جاگرتی لدھیانہ سے الوچنا۔ جالندھر سے پنج دریا، بمبئی سے چیتنا اور جیون رسالے جاری ہوئے۔

پاکستان میں سب سے پہلے فقیر محمد فقیر اور عبدالمجید سالک نے رسالہ پنجابی جاری کیا۔ اس کے بعد رسالہ پنج دریا، اور پنجابی ادب، پنجابی زبان کے معیاری رسالے جاری ہوئے۔

جرائد کی فہرست مسٹر شہباز ملک نے مہیا کی جو بعینہ نقل کی جاتی ہے۔ یہ جرائد آج کل شائع ہو رہے ہیں۔

ماہ نامے۔

(۱) چیتنا۔ (ادبی) دہلی ۳۲ (بھارت) (۲) پنجابی ساہت (ادبی) دہلی ۵ (بھارت)
(۳) کہانی (ادبی) امرتسر (بھارت) (۴) جیون (ادبی) بمبئی نمبر ۱۱ (بھارت)

(۵) جاگرتی (فیچر سرکاری) چنڈی گڑھ (بھارت) (۶) جیون پریتی (ادبی) پٹیالہ۔ بھارت

(۷) روپ رنگ (ادبی) چنڈی گڑھ (بھارت) (۸) سرار (کلچرل۔ مذہبی ادبی) لکھنؤ (بھارت)

(۹) بال سندیش (بچوں کیلئے) پریت نگر (بھارت) (۱۰) منوہر سنسار (نیم ادبی) جالندھر (بھارت)

(۱۱) کنول (ادبی) امرت سر (بھارت) (۱۲) پنجابی دنیا (ادبی) پٹیالہ (بھارت)

(۱۳) کویتا (ادبی) امرتسر۔ (بھارت) (۱۴) پریتم (ادبی) دہلی ۶ (بھارت)

(۱۵) فتح (ادبی) دہلی نمبر ۶ (بھارت) (۱۶) سنت سپاہی (مذہبی) امرتسر (بھارت)

(۱۷) نواں ہندوستان (ادبی) نئی دہلی (بھارت) (۱۸) فلم کلا (فلمی) امرت سر (بھارت)

(۱۹) فلم سنسار (فلمی) امرت سر (بھارت) (۲۰) پنج دریا (ادبی) جالندھر۔ (بھارت)

(۲۱) آرسی (ادبی) دہلی۔ (بھارت) (۲۲) الوچنا (ادبی) بھارت

(۲۳) پنج دریا (ادبی) لاہور (۲۴) پنجابی ادب (ادبی) لاہور

(۲۵) جن ساہت (بھارت) (۲۶) پریت لڑی۔ پریت نگر۔ (بھارت)

(۲۷) رکست دان۔ نئی دہلی (۲۸) نویں پود (تھیٹر) جالندھر (بھارت)

(۲۹) پربھات کرناں (بچوں کیلئے) جالندھر (۳۰) ساہت سماچار (تنقیدی) لدھیانہ (بھارت)

(۳۱) پنجابی سماچار (ادبی) بمبئی (بھارت) (۳۲) حق اللہ (ادبی) لاہور

ہفتہ وار:۔

(۱) قومی سندیش بھگواڑا (بھارت) (۲) پنجابی سماچار۔ بمبئی (بھارت)

روزنامے:۔

(۱) تیج۔ چنڈی گڑھ (بھارت) (۲) پرکاش۔ چنڈی گڑھ (بھارت)

طابع وناشرین:۔

انگریزی عہد میں پریس کے جاری ہونیسے کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ بہت وسیع ہوگیا تھا جن میں سے پنجابی کتابیں بھی خاصی تعداد میں مندرجہ ذیل اصحاب کی وساطت سے شائع ہونے لگیں۔

امرتسر سے بھائی کشن سنگھ عارف۔ بھائی چتر سنگھ، جیون سنگھ۔ نیاز علی خان۔ حبیب الرحمٰن۔ عبدالرحمٰن اور مولا بخش کشتہ نے کافی کتابیں شائع کرائیں۔

لاہور میں رائے صاحب منشی گلاب سنگھ۔ حافظ محمد دین مالک مطبع مصطفائی۔ ملک ہیرا۔ حاجی چراغ دین سراج دین۔ ملک دین محمد۔ شیخ غلام علی۔ شیخ فضل دین۔ چنن دین۔ جے ایس سنت سنگھ اور الٰہی بخش جلال دین نے کافی کتابیں شائع کروائیں۔ ان کے علاوہ خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، لدھیانے کا مشن پریس اور انبالے کا ساڈھورا پریس خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ (از کشتہ)

تقسیم ہند و پاک کے بعد کئی ایک نئے ادارے پنجابی ادب کی کتابیں شائع کر رہے ہیں۔ ان میں پنجابی ادبی اکیڈمی، الجدید، پنجابی ادبی بورڈ، اور میری لائبریری اور پنجابی رسائل کے ادارے شامل ہیں۔

کتبہ محمد شریف شاہ، دسمبر ۶۲ء۔ گجرات

میری لائبریری میں طنز و مزاح کی کتابیں :

کرنل شفیق الرحمٰن کے ہنستے مسکراتے چار مجموعے

حماقتیں :- ہنستے مسکراتے رومان اور مزاح کے نمونے 3/00

مزید حماقتیں - برساتی اور دوسرے دلچسپ مضامین کا مجموعہ 3/00

لہریں - وہ مضامین جنکے صفحے صفحے پر سوسو قہقہے موجود ہیں 1/50

پرواز - خوش دلی اور مسرت کے سدا بہار چشمے 1/50

پروفیسر کنہیا لال کپور کے تیکھے تیکھے آبدار مجموعے

سنگ و خشت ، یہ کتاب مردہ دلی کی دشمن ہے 1/50

شیشہ و تیشہ ، چٹکیاں ، گدگدیاں ہی نہیں طنز کے تیکھے تیر بھی 1/50

چنگ و رباب - بذلہ سنجی اور شگفتگی سے بھرپور مضامین 1/50

بال و پر ، شخصیات کے بعد بال و پر بھی نذر دیں ہیں 1/50

نرم گرم ، نیا نیا گرم گرم مضامین کا مجموعہ 1/50

گرد کارواں ، تازہ ترین مزاحیہ مضامین بمع ڈرامہ انارکلی 1/50

نوک نشتر - کپور کے نشتروں کی واضح تصویریں 1/50

چراغ تلے - مشتاق احمد یوسفی کے مضامین اردو مزاح ہیں

ایک نئی آواز ، نئے اسلوب ، نئے مزاج کی نشاندہی کرتے ہیں - 1/50

اندیشہ شہر - احمد جمال پاشا نے انشائیہ اور سنجیدہ مزاح پیش کیا ہے - 1/50

بہترین طنز و مزاح (نثر) مرتب ڈاکٹر وحید قریشی ، (زیر طبع)

بہترین طنز و مزاح (نظم) ، مرتب جناب محمد حسین صدیقی (زیر طبع)

ناشر : میری لائبریری چوک مینارۂ انارکلی ، لاہور

دو نئی کتابیں

نویدانجم کے

(زندگی کی خوشبو سے معمور افسانے)

خوشبو کے گھاؤ

زندگی کی خوشبو گھائل ہوئے بغیر
حاصل نہیں ہوتی!

مجلّد اعلیٰ، چار روپے

(ڈاکٹر) سلام سندیلوی

ادب کا تنقیدی مطالعہ

ادب اور اصنافِ ادب کا تجزیہ